يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ

خطبات محمود

جلد: ۵

افادات

حضرت مولانا مفتی محمود حافظ جی ابن مولانا سلیمان صاحب بارڈولی دامت برکاتہم

جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل، سملک، گجرات، ہند

ناشر

جامعہ دارالاحسان

بارڈولی، سونگڈھ، ویارا، نواپور، کڈود

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام کتاب	خطبات محمود
جلد	پنجم
ازافادات	حضرت مولانا مفتی محمود صاحب بارڈولی دامت برکاتہم
ضبط وترتیب وکمپوزنگ	مفتی عمران صاحب مولدھرا، مفتی ومدرس جامعہ دارالاحسان نواپور مولوی، مفتی محمد اویس کنجری، فاضل جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل
سیٹنگ	مولوی، مفتی محمد اویس کنجری، فاضل جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل
اشاعت اول	۱۴۳۴ھ مطابق ۲۰۱۴ء

ملنے کے پتے

Idara-e-Siddiq Dabhel, 396415 Navsari, gujarat Mo. 9913319190	Molana Ubaidullah Hafezi Nazim Jamea-Darul-Ehsan, Navapur. Didt: Nandurbar, Maharastra Mo. 09377013828
Majlise Mahmud Badi Masjid, Momnavad, Salabatpura, Surat Mo. 9979582212	Qari Irfan Godhravi Jamea-Darul-Ehsan, Makki Masjid Bardoli, Dist: Surat Mo. 9904074468

ہال سیل کے لئے تجار حضرات ان سے رابطہ کریں

Molana Yusuf Bhana Aasnavi
Simlak, Aasna
Mo. 09824096267
Email Id: yusuf_bhana@hotmail.com

اجمالی فہرست

فہرست

تقریظ

فخر جامعہ فی امریکہ

حضرت مولانا حافظ قاری الحاج یوسف بھولا صاحب دامت برکاتہم

جنہوں نے خود کا شناختی نام ''جامعہ ڈابھیل'' رکھا ہے۔دنیا کے کسی بھی خطہ میں نعت،نظم سناتے ہیں ،تو اپنا تعارف ''جامعہ ڈابھیل'' سے کرواتے ہیں، ٹیلی فون پر بات کرتے ہے تو فرماتے ہے، میں آپ کا ''جامعہ ڈابھیل'' بول رہاہوں،مادر علمی کے ساتھ آں محترم کو والہانہ عشق ہے۔

محترم ومکرم حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے،آپ کی ارسال کردہ ''ظہور مہدی کب؟ کہاں؟اور کس طرح؟'' اور ''خطبات محمود'' کی جلد اور اور چہارم موصول ہوئی ،جلد دوم اور سوم بھی انشاء اللہ مفتی یوسف ہانس مدظلہ العالی کے ذریعہ موصول ہوجائے گی۔

حضرت مفتی صاحب واقعی اللہ تعالی نے آپ کو خطابت کا جو ملکہ دیا ہے ،وہ بزرگوں کی دعا کا ثمرہ ہے،کاش آج حضرت مہتمم صاحب حضرت مولانا سعید صاحب بزرگؒ حیات ہوتے تو آپ کی خدمات سے وہ بہت خوش ہوتے ،واقعی آپ ''جامعہ کی زبان'' ہے۔

میری ایک درخواست ہے کہ آپ ''دجال'' پر بھی ایک تحقیقی کتاب لکھیں تو انشاء

اللہ امت کو بہت فائدہ ہوگا۔

آپ کی سی ڈی میرے بچوں کو کبھی کبھی امریکہ کی سڑکوں پر سفر کرتے ہوئے سناتا ہوں، آپ کے بیانات کو سن کر ان کو بہت ہی فائدہ ہوتا ہے، رقت اور گریہ طاری ہو جاتا ہے، یہ حضرت فقیہ الامت مفتی محمود حسن گنگوہیؒ اور حضرت اقدس مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم کی خصوصی توجہ کا اثر ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کی جملہ مساعی قبول فرمائیں، اور ہر شرور وفتن اور حاسدین کے حسد سے بچائیں۔ آمین

گزشتہ ہفتہ یہاں ایک افریقی ڈاکٹر نے اس گنہگار کے ہاتھ پر شہادت لی ہے اور دائرۂ اسلام میں داخل ہوئے ہیں، دعاء کرے اللہ تعالیٰ بقایا زندگی کو دین کی خدمت میں قبول فرمائیں، دعوت وتبلیغ کے کام میں بھی وقت گزر رہا ہے، آئندہ جون میں انشاء اللہ اجتماع ہوگا، کاش آپ کا بھی سفر امریکہ کا ہوجائے تاکہ یہاں کی امت بھی آپ سے مستفید ہو۔

فرزند محمد سلمہ کی سرپرستی کرتے رہنا اور شفقت سے اپنے ساتھ بھی کبھی لے جانا۔

گنہگار یوسف بھولا

عرف جامعہ ڈابھیل

کلمات بابرکت

ماہر نحو وصرف کامیاب مدرس استاذی و مشفقی حضرت مولانا ابراہیم صاحب کاوی دامت برکاتہم

استاذ جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل، سملک، گجرات

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم

خطابت نام ہے کسی بات کو عمدہ طریقے سے واضح کرنے، کسی امر کا یقین دلانے کسی شئ کی ترغیب دلانے، ضرر دہ امور سے خبردار کرنے اور کسی روش پر آمادہ اور ناپسندیدہ اقوال وافعال کے ترک پر ابھارنے کا۔

خطابت پژمردہ وافسردہ جذبات میں تازگی پیدا کرتی ہے، ابرہائے غم کو چھانٹتی ہے، بگڑے ہوئے سماج کو سنوارتی ہے اور پست قوموں کو اوج ثریا تک پہنچنے کے حوصلے دیتی ہے۔

وعظ وخطابت کا مقصد گم کردۂ راہ انسانیت کو منزل آگاہ کرنا اور ان تک اللہ ورسول کے پیغامات، اوران کے پیروکاروں کی زندگیوں کے نمونے عمدہ طریقے سے پیش کرکے اتباع پر ابھارنا اور نفع بخش امور کی ترغیب دلانا اور نافرمانوں کے انجام سے باخبر کرکے منہیات ومعاصی سے باز رہنے کی تاکید کرنا اور نقصان دہ چیزوں سے روکنا۔

جوشخص مذکورہ بالا امور کو رائج الوقت زبان میں عام فہم اسلوب میں لوگوں کو پہنچا کر ولولۂ عمل پیدا کرے وہ کامیاب مقرر ہے۔

اس وقت عزیز القدر مفتی محمود صاحب سلمہ کے خطبات کی پانچویں جلد آپ کے ہاتھوں میں ہیں، موصوف کے انداز خطابت سے سامعین اور خطبات محمود کے قارئین اچھی طرح واقف ہوں گے۔

مفتی صاحب موصوف ماشاء اللہ موفق من اللہ ہے، گوناگوں صلاحیتوں کے مالک ہیں، جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل کے درجہ علیا کی تدریس کے ساتھ، سینکڑوں مکاتب کے قائم کردہ اور سورت کے شب دوشنبہ کے درس قرآن کے مقبول پیر مغاں اور جمعہ اور دیگر تعطیلات میں خطابت و وعظ کے واسطے ملک و بیرون ملک سفر کے تعلق سے معروف و مشہور ہیں۔

موصوف کو من جانب اللہ تقریر کا ملکہ عطا کیا گیا ہے، ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ مادر زاد خطیب ہیں، ہر مضمون کو دھیمے دھیمے نہایت سنجیدگی اور متانت سے عام فہم انداز میں پیش فرماتے ہیں، سامعین ہمہ تن گوش ہو کر سنتے ہیں، الغرض ایک کامیاب مقرر کے لیے مطلوبہ خوبیاں موصوف میں موجود ہیں۔

''خطبات محمود'' کی پانچویں جلد شائع ہونے جارہی ہے، میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کو نافع بنائے اور اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے اور موصوف کے علم و عمل میں برکت عطا فرمائے۔ آمین

(حضرت مولانا) ابراہیم کاوی (صاحب)

جامعہ ڈابھیل

۵/شعبان ۱۴۳۴ھ

بر کتاب مستطاب خطبات محمود

نتیجہ فکر: حضرت مولانا ولی اللہ صاحب ولی قاسمی بستوی مدظلہ

استاذ جامعہ اشاعت العلوم اکل کوا

اک گراں مایہ ''خطبات محمودؔ'' ہے	علمی سرمایہ ''خطبات محمودؔ'' ہے
اس نے پایا خزانہ بیانات کا	جس نے کہ پایا ''خطبات محمودؔ'' ہے
خوب محمود خطبات ہیں پر گہر	سننے والے کے دل پہ یہ ہیں پر اثر
ہے طباعت کے زیور سے آراستہ	پڑھنے والے نے پایا ہے علمی ثمر
سب ملاوی کے اس میں بیانات ہیں	سب مفید اور نافع بیانات ہیں
چھوڑتے ہیں دلوں پر یہ اچھے اثر	عورتوں کے لئے سب بیانات ہیں
ان خطبات کی واہ کیا بات ہے	پر اثر، پر گہران کی ہر بات ہے
قوم مسلم کی اصلاح کے واسطے	مخلصانہ عمل خوب دن رات ہے
اہل خطبات ہی مفتی محمودؔ ہیں	جن کے شیخ تقی مفتی محمودؔ ہیں
مفتی احمدؔ کے بھی ہیں یہ نور نظر	باعمل رہے ولیؔ مفتی محمودؔ ہیں

نقش تأثر

از: حضرت مولانا ولی اللہ صاحب ولی قاسمی بستوی مدظلہ

استاذ جامعہ اشاعت العلوم اکل کوا

مفتی محمود ہیں ایک مرد خدا	بارڈولی کے ہیں قائد و رہنما
بزم ڈابھیل کے ایک فاضل ہیں یہ	اور علم و عمل میں بھی کامل ہیں یہ
مفتی اعظم ہند کے خوشہ چیں	جن کے ہوتے بیانات ہیں دل نشیں
چند برسوں سے جاتے ملاوی ہیں ہے	پھر بہت سے خطیبوں پہ حاوی ہیں ہے
جو وہاں کی مساجد میں ہوتے بیاں	ہو کے مطبوع سب ہو گئے ہیں عیاں
پر اثر ان کے سارے بیانات ہیں	ناصحانہ بہت سارے خطبات ہیں
قوم مسلم پھنسی ہے خرافات میں	ہے کھڑی وہ پرانی روایات میں
ان کی کوشش ہے ان سے نکل جائے یہ	پاکے راہ شریعت سنبھل جائے یہ
ہے یہی فکر ان کو ستاتے ہوئے	اور تنہائیوں میں رلاتے ہوئے
لیکے پھرتے یہ سنت کا پیغام ہیں	لیکے ہاتھوں میں الفت کا یہ جام ہیں
اے ولی کاش ہر کام محمود ہو	دہر میں دیرپا نقش محمود ہو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش خدمت

استاذی و مشفقی حضرت شیخ التفسیر والحدیث مولانا واجد حسین صاحب دیوبندی نور اللہ مرقدہ

ولادت

حضرت شیخؒ کی پیدائش دار العلوم دیوبند کے قریب محلہ محل میں جمعہ کے دن فجر کے وقت ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۹۳۳ء کو ایک دینی گھرانے میں ہوئی۔

حضرت شیخؒ کی جب ولادت ہوئی تو شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ نے "واجد حسین" نام رکھا، اور شیخ الادب حضرت مولانا اعزاز علی صاحب امروہوی نے کان میں اذان دی۔

خاندانی تعارف

حضرت شیخؒ کے والد صاحب کا نام حضرت مولانا احمد حسن صاحب ہے، جو دار العلوم دیوبند میں تدریس کے منصب پر فائز تھے، اور دادا جان جناب سخاوت علی صاحب جو شیر کوٹ ضلع بجنور کے رہنے والے تھے، انہوں نے علم دین اور حصول معاش کے لئے اپنے وطن سے سبکدوشی اختیار کر لی تھی اور دیوبند کو اپنا وطن ثانی بنالیا تھا۔

حضرت شیخ نے تھوڑا شعور کی طرف قدم بڑھایا تو ابتدائی تعلیم والدین سے حاصل کی، پھر دارالعلوم دیوبند میں داخل ہوئے، یہاں پہلے قرآن کریم جناب پیر جی شریف احمد گنگوہیؒ سے پورا کیا، پھر دینیات اور فارسی کی کتابیں دارالعلوم دیوبند میں اپنے والد صاحب اور حضرت مولانا رحم الٰہی صاحب راجو پوری، حضرت مولانا مشفع صاحب دیوبندی سے پڑھیں، عربی کی ابتدائی کتابیں حضرت مولانا سعید احمد صاحب گنگوہیؒ عرف بھائی جی سے پڑھیں، پھر عربی کی درمیانی کتابیں حضرت مولانا معراج الحق صاحب دیوبندی ،حضرت مولانا مفتی علی احمد سعید نگینوی سے پڑھیں، شمائل ترمذی، ابوداؤد شریف شیخ الادب حضرت مولانا اعزاز علی امروہویؒ سے، جلالین شریف، مختصر المعانی حضرت مولانا نصیر احمد خان صاحب بلند شہری سے، مشکوۃ المصابیح حضرت مولانا جلیل احمد صاحب علوی کیرانویؒ سے، مسلم شریف دونوں جلدیں امام المعقولات حضرت علامہ ابراہیم بلیاویؒ سے، ابن ماجہ حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری طیب صاحب سے، بخاری شریف دونوں جلدیں شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ سے پڑھیں۔ ان کے علاوہ بہت سارے اس وقت کے اکابرین دیوبند سے کسب فیض فرمایا۔

بالآخر حضرت شیخ دارالعلوم دیوبند سے ۱۳۷۱ھ مطابق ۱۹۵۲ء میں سند فراغت حاصل کی۔

﴿شادی و بیاہ اور اولاد﴾

حضرت شیخ کی شادی ۱۹۵۳ء کو رئیس المحدثین حضرت مولانا شریف الحسن صاحب عثمانی دیوبندی، سابق شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند و جامعہ ڈابھیل کی ہمشیرہ کے ساتھ

ہوا، ان سے تین اولاد ہوئیں۔

(۱) آپ کے ایک صاحب زادے جو مولانا ندیم الواجدی کے نام سے مشہور ہے، انہوں نے احیاء العلوم کا اردو زبان میں ترجمہ بھی کیا ہے، اور اردو زبان سے عربی سیکھنے کا ایک کورس بھی مرتب کیا ہے، اور ترجمان دیوبند نام کا ایک ماہنامہ کے وہ مدیر و بانی ہے، اور دیوبند میں مشہور دار الکتاب کتب خانہ ہے، انہیں کے بیٹے مولانا یاسر ندیم صاحب نے اسلام اور گلوبلائزیشن کے نام سے ایک اہم کتاب لکھی ہے۔

(۲) شاہد حسین، افسوس کہ ابھی ۶/ستمبر ۲۰۱۳ء بروز جمعہ کو اس دنیا سے کوچ کر گئے، خدا انہیں غریق رحمت کرے۔ آمین

(۳) ایک صاحب زادی ہوئیں جو نوعمری میں وفات پاگئیں۔

پہلی اہلیہ کے انتقال کے بعد دوسرا نکاح

دوسرا نکاح ۱۹۶۰ء میں حضرت مولانا حکیم حفظ الرحمٰن صاحب دیوبندی کی ہمشیرہ کے ساتھ ہوا، جن سے نو بچے پیدا ہوئے۔

(۱) مولانا حکیم ساجد صاحب جو ایک اچھے نباض حکیم ہے، اور مولانا نے آزاد پبلک اسکول قائم کیا ہیا اور ان کا سویرا ہیر ٹونک بہت مشہور ہے۔

(۲) حضرت کے ایک صاحب زادے الحاج اسعد صاحب جن کا مشہور کتب خانہ دیوبند میں زمزم بک ڈپو کے نام سے ہے، وہ ڈابھیل میں کافیہ اور قدری کے سال میں بندہ کے ہم عصر ہے۔

بلکہ اس زمانہ کی بات کے جب وہ ڈابھیل تعلیم کی غرض سے آئے، اور بندہ کا

حضرت شیخ کے کمرے میں آنا جانا رہتا تھا، تو اللہ تعالی کے فضل وکرم سے بندہ کی اردو کا لہجہ اور زبان اتنی عمدہ تھی، کہ ایک مرتبہ جب ان کو پتہ چلا کہ میں گجراتی ہوں، تو وہ بہت تعجب سے مجھے کہنے لگے کہ میں آپ کی اردو زبان کے لب ولہجہ سے مسلسل یہی سمجھتا رہا کہ آپ دہلی یو، پی کسی جگہ کے رہنے والے ہیں۔ گرچہ بعد میں مخاطبین کی رعایت میں اس میں بڑی تبدیلی آگئی جو خطبات سے واضح ہے۔

(۳) ایک صاحب زادے بھائی امجد ہے جن کا تذکرہ آگے جوگواڑ مدرسہ کے ختم بخاری شریف کے ذیل میں ہوگا، وہ بھی دیوبند میں مقیم ہے، کتابوں کی نشر واشاعت کے کام میں مشغول ہے۔

(۴) آپ کے سب سے چھوٹے صاحب زادے بھائی غازی کے نام سے پہچانے جاتے ہیں، وہ بھی دیوبند میں مقیم ہے۔

اور باقی حضرتؒ کی صاحب زادیاں ہیں، اس میں سے بڑی صاحب زادی دہلی میں ہمدرد میں مقیم ہے اور دوسری صاحب زادیاں دیوبند ہی کے معزز خاندان میں ہے ،حضرت شیخ کی دوسری اہلیہ الحمدللہ زندہ، سلامت موجود ہے، انہیں کو ہم خالہ جان کے لقب سے پہچانتے ہیں جنہوں نے حضرتؒ کی آخری علالت کی حالت میں خدمت کا حق ادا کیا۔

﴿تدریسی خدمات﴾

حضرت شیخ فراغت کے بعد ۱۳۷۶ھ مطابق ۱۹۵۴ء میں مدرسہ مفتاح العلوم جلال آباد میں ۲۵ رسال تک پڑھایا اور میزان سے لیکر ابوداؤد شریف تک شاید ہی کوئی کتاب ایسی ہو کو حضرت شیخ نے نہ پڑھائی ہو، اس کے بعد ریڑھی تاجپورہ کے مدرسہ میں شیخ

الحدیث کی حیثیت سے تشریف لے گئے، اور اس مدرسہ میں حضرتؒ کا دو سال کا قیام رہا، اس کے بعد جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل میں فقیہ الامت حضرت اقدس مفتی محمود حسن گنگوہیؒ کے حکم سے شوال ۱۴۰۳ھ مطابق ۱۹۸۳ء کو تشریف لائے، اور الحمد للہ حضرتؒ نے ۲۸/سال جامعہ میں گذاریں اور تفسیر، حدیث اور فقہ کی بڑی بڑی کتابیں پڑھائی، اور آخر کے چند سال شیخ الحدیث کے منصب پر فائز ہوئے، تینوں مدرسوں میں کل مدت تدریس پچپن سال ہے، جو ایک لمبی مدت کہی جاسکتی ہے۔

﴿اخلاق واوصاف﴾

اللہ تعالیٰ نے حضرتؒ میں ایسی اور اتنی خوبیاں ودیعت کردی تھیں کہ ویسی اور اتنی مقدار میں بہت کم خوش نصیبوں کو ملتی ہے، اس میں سے مشت از خروارے چند گنواتا ہوں:

(۱) کم بولنا (۲) کم کھانا (۳) لوگوں کے ساتھ کم ملنا (۴) تواضع و انکساری (۵) متانت، وقار اور سنجیدگی۔ ان تمام کی تھوڑی تفصیل آگے آرہی ہے۔

﴿بندہ نے حضرتؒ سے پڑھی ہوئی کتب﴾

(۱) مسلم شریف مکمل (۲) جلالین شریف اول (۳) الفوز الکبیر (۴) مختصر المعانی (۵) معین الحکمت (۶) بندہ عربی سوم کے سال طویل عرصہ علیل رہا، جس کی وجہ سے بہت ساری کتابوں کے اسباق میں حاضری نہ ہوسکی، بعد میں مختلف اساتذہ سے خارجی اوقات میں اس کی تلافی کی کوشش کی، جسمیں اصول الشاشی اور شرح تہذیب خارج میں حضرتؒ سے پڑھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

مرحوم جامعہ کے تعلیمی کمیٹی کے طویل عرصہ تک رکن رہے، اور الجھی ہوئی باتوں کو

حل کرنے کا اللہ تعالی نے مرحوم کو بڑا عجیب ملکہ عطا فرمایا تھا، کوئی جذباتی بات سامنے آجاتی تو اس کو بہت حسن خوبی سے ٹال دیتے اور ملتوی کر دینے میں بڑی مہارت رکھتے تھے، ایسے موقع پر ایک دو جملے خاص آپ کی زبان پر ہوتے "چند دن اس بات پر غور کر لیا جائے، پھر آئندہ کسی مجلس میں اس پر فیصلہ کر لیا جائے گا" کبھی تو فرماتے "اس مسئلہ کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دے دی جائے اور اس مسئلہ پر اغور وخوض کر لیا جائے، پوری تحقیق کر لی جائے" گویا بہت ساری نامناسب باتوں کو یا جذبات میں پیش کی گئی کسی بات کو دور کر دینے کا اللہ تعالی نے آپ کو عجیب سلیقہ عطا فرمایا تھا۔

حضرتؒ کی تواضع اور بلساڑ دمن کا ایک یادگار سفر

بندہ کا جس سال جامعہ میں تقرر ہوا، اسی سال بندہ کے استاذ مرحوم مولانا موسیٰ صاحب کھولویؒ جامعہ ڈابھیل سے مستعفی ہو کر جامعہ نورالاسلام دمن مہتمم بن کر تشریف لے گئے، جن دنوں مولانا موسیٰ صاحب (درمیانی سال میں) مستعفی ہو کر تشریف لے گئے، ان دنوں حضرت شیخ واجد حسینؒ کسی ضروری کام کی وجہ سے اپنے وطن دیو بند تشریف لے گئے تھے، جس کی وجہ سے مولانا واجد صاحبؒ کی مولانا موسیٰ صاحبؒ سے الوداعی ملاقات نہ ہو سکی، جب وطن دیو بند سے مولاناؒ ڈابھیل تشریف لائے اور بار بار مجھ کو فرمایا دمن مولانا موسیٰؒ کی ملاقات کا کوئی پروگرام بناؤ، ان دنوں وسائل واسباب کی کمی کی وجہ سے بندہ کسی مناسب موقع کی تلاش میں تھا، کہ حضرتؒ کو دمن کا سفر کرایا جائے، آج تو الحمدللہ سواریوں کی بڑی نعمت حاصل ہے، چند ہی دنوں میں بلساڑ شہر سے شب شنبہ میں ایک دینی مجلس کی نسبت سے بندہ کو مدعو کیا گیا، اور شب جمعہ میں واپی شہر کی جامع مسجد میں جو شعبہ حفظ جاری ہے، اس

کے سالانہ جلسے کی شیخ مرحوم کو اور بندہ کو دعوت ملی، لہٰذا ان دونوں موقع کو غنیمت سمجھا، اور یہ طے کیا کہ جمعرات کی شام کو مدرسہ سے اسباق سے فراغت کے بعد ٹرین کے ذریعہ بلیساڑ چلیں گے، اور وہاں دینی مجلس میں شرکت کرکے رات میں بلساڑ قیام کرلیں گے، اور بلساڑ کے احباب سے درخواست کریں گے کہ وہ فجر کے بعد جامعہ نور الاسلام موٹی دمن پہنچادیں، دن بھر دمن رہ کر مغرب کے وقت واپس چلے جائیں گے، اور رات کو واپی کے مدرسہ کے سالانہ جلسے میں شرکت کرکے ڈابھیل لوٹ آئیں گے۔ حضرت شیخ مرحومؒ نے اپنی تمام تر بزرگی اور پیرانہ سالی کے باوجود جمعرات کی شام کو مرولی سے بلساڑ تک ٹرین میں اژدہام میں سفر فرمایا۔ اس زمانہ میں بندہ کا جسم نہایت نحیف اور کم عمری کی وجہ سے ابھی ابھی داڑھی نکلنا شروع ہوئی تھی، اس لئے بہت سی مرتبہ جب کسی بستی والوں کی طرف سے ٹیلی فون کے ذریعہ یا کسی اور کی وساطت سے کوئی دینی مجلس طے ہوتی پھر وقت مقررہ پر بندہ کا وہاں جانا ہوتا تو پہلے سے عدم تعارف اور مقررین کے لوازمات بندہ میں نہ ہونے کی وجہ سے میزبان حضرات عامۃً تعجب سے پوچھتے، جن مولانا کو تقریر کے لئے ہم نے دعوت دی ہے، کیا وہ تشریف نہیں لاسکے؟ کیا وہ علیل ہے؟ آپ خادم صاحب کو بھیج دیا، ویسے تو اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کے خادم ہونے کی نسبت بندہ دارین میں اپنے لئے سعادت کا ذریعہ سمجھتا ہے، لیکن عوام الناس تو عوام الناس بہت سے خواص نے بھی واعظین اور مقررین کے لئے چند غیر ضروری ظاہری چیزوں کو شرط کے درجہ میں قرار دے دیا ہے۔

ایک صاحب فرمایا کرتے ہیں کہ مقرر کی شان تو ڈنڈی اور بنڈی میں ہے یعنی ہاتھ میں عصا ہو اور ایک شاندار صدری پہن رکھی ہو، منھ میں زائد کتھے والا پان ہو اور ہاتھ میں کچھ

بڑے ہی دانے کی تسبیح ہواور چال ڈھال، لب ولہجہ تکلفات کے ساتھ اور تصنعات سے لبریز ہو۔

خیر! تو ہم بلساڑ پہنچے، میزبان حضرات، حضرت شیخ مرحوم ہی کے متعلق یہ تصور کرتے رہے کہ یہی آج کے ہمارے مہمان خصوصی مقرر صاحب ہے، اور خدمت اور احترام کے تمام اسلوب بھی بجا طور پر شیخ مرحومؒ ہی سے کرتے رہے، اور بندہ اس پر دل سے مسرور تھا کہ حق بہ حق دار رسید۔

حضرت مرحومؒ باقاعدہ مقرر نہیں تھے، لیکن جب کوئی بہت اصرار کرتا یا کوئی اہم مجلس ہوتی تو سیدھے سادھے الفاظ میں قیمتی نصائح سے حاضرین کو نواز دیتے، ہمارے یہاں بارڈولی میں دو یا تین مرتبہ ہمارے یہاں کی مشہور منارے والی مسجد میں عشاء کی نماز کے بعد مرحوم کا باقاعدہ وعظ ہوا، اور دو یا تین مرتبہ مادر علمی جامعہ ڈابھیل کے سالانہ انعامی جلسے میں حضرت مہتمم صاحب کی اجازت سے بندے کی درخواست پر طلبہ کو اپنے نصائح سے مرحوم نے نوازا، وعظ سیدھا سادا ہوتا، احادیث مسلسل سناتے چلے جاتے، بزرگوں کے ملفوظات اور واقعات سناتے تھے، اور سری دعاء پر وعظ ختم ہوتا تھا۔

خیر! میں تو بلساڑ کے سفر کا تذکرہ کرتا تھا، بندہ نے تنہائی میں لجاجت سے درخواست کی کہ حضرت والا کا بیان ہو جائے اور میں خادم ہوں، اور خادم بن کر خادم والی پہچان کے ساتھ رہوں، لیکن حضرت مرحوم نے قبول نہیں فرمایا، ایسے جب کبھی بھی کسی معاملے میں بندہ اپنی نالائقی سے کوئی اصرار کرتا تو حضرت مرحومؒ اس کو رد بھی نہیں فرماتے تھے، اس لئے بندہ کے اصرار پر فرمایا کہ تمہیں ایک گھنٹہ سے زائد بیان کرنا ہے، میں اخیر میں

دو چار منٹ کچھ کہہ کر دعا کرادوں گا۔

اور مرحومؒ اپنی تواضع سے مجمع عام میں ایک جگہ جلوہ افروز ہو گئے، حضرت والا کی حاضری میں اس طرح مفصل بیان کرنا بندہ کے لئے ایک بڑے امتحان کی بات تھی، لیکن اللہ تعالی کا فضل اور حضرتؒ کی دعاؤں اور توجہات کی برکت سے وعظ شروع ہو۔

یہاں درمیان میں میرے مرشد ثانی اور مشفق محترم حضرت شیخ الحدیث مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم کی ایک بات یاد آ گئی، جو آدمی اپنے بڑوں کی حاضری میں تقریر کرنا سیکھ لیوے، وہ کامیاب ہے۔

برطانیہ کے ایک سفر کے موقع پر مولانا مفتی سعید متالا صاحب بھی تھے، کسی جگہ ایک نہایت اہم مجلس کی مناسبت سے مفتی سعید متالا اور بندے نے حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم سے درخواست کی کہ یہاں صرف آپ کا خطاب ہو جائے تو کافی ہے، تو حضرت نے ارشاد فرمایا ابھی ہم لوگوں کی موجودگی میں خوب وعظ اور تقریر کرلو، انشاء اللہ پھر زندگی بھر ہر موقع اور ہر موڑ پر یہ چیز تم لوگوں کو بہت کام دے گی۔

اور ہمارے مفتی احمد صاحب دامت برکاتہم کی یہ عجیب بات کہ ہند اور بیرون ہند ممالک کے اسفار میں ہمیشہ یہ بات دیکھی کہ کتنا ہی اہم موقع اور کتنا ہی اہم مجمع ہو، پورے مجمع کی چاہت کے باوجود وعظ کیلئے حضرت دوسروں کو ترجیح دینا پسند کرتے ہے، اور اپنے چھوٹوں کو ایسے موقعوں پر عملاً آگے بڑھاتے تھے، تا کہ وہ بھی سیکھ لیں۔

خیر! بلساڑ والے بیان کا واقعہ چل رہا تھا، بفضل اللہ بندہ کا بیان شروع ہوا، تقریباً ۴۰ منٹ ہو گئے، میزبان حضرات اونچے نیچے ہو رہے ہیں کہ اس خادم صاحب کا تمہیدی

بیان کب ختم ہوگا، اور ہمارے مہمان خصوصی کا بیان کب شروع ہوگا، یہاں تک کہ ایک صاحب جرأت کرکے اسٹیج پر بیان کی کرسی تک پہنچ ہی گئے، اور چالو میں بندہ کو تنبہ کرنا شروع کردیا کہ آاب آپ بس کرے، ہم نے جن کو دعوت دی ہے، ان کا ہی بیان شروع ہوجائے اور دو تین حضرات اپنی جگہ سے اٹھ کر حضرت شیخ مرحومؒ جہاں بیٹھے تھے، وہاں پر پہنچ گئے، اور بہ اصرار بیان والی کرسی پر لانے کے لئے ضد کرنے لگے، تب حضرتؒ نے نہایت تواضع سے مسکراتے ہوئے چہرے سے میزبان سے اس طرح جملے فرمائے کہ بیان تو میرے عزیز مفتی محمود ہی کریں گے، وہی آپ کے مدعو ہے، میں تو ایک دوسرے مقصد سے ان کے ساتھ آیا ہوں۔

یہ تھی آں حضرتؒ کی کسر نفسی اور تواضع، جب اس طرح کی بات پیش آئی تو عین اس وقت بھی بندہ نے بہت اصرار کیا کہ حضرت آپ تشریف لاکر بیان فرماوے، اس کے باوجود بھی حضرتؒ نے پہلے ہی کی طرح جملہ ارشاد فرمایا کہ تفصیلی بیان تو تمہارا ہی ہوگا میں تو اخیر میں دعا کروادوں گا۔

﴿اپنے چھوٹوں کی حوصلہ افزائی اور ان کو آگے بڑھانا﴾

حضرت شیخؒ کے یہاں اس کا بڑا اہتمام تھا، میرے مخلص دوست مولانا مفتی رشید احمد فریدی حال مدرس مفتاح العلوم تراج ضلع سورت، وہ جب جامعہ زکریا جوگواڑ میں شیخ الحدیث تھے، اس سال جوگواڑ مدرسہ کے ذمہ داروں نے ختم بخاری اور طلبہ کی انجمن کا سالانہ جلسہ دونوں ایک ہی دن میں طے کرلیا، اور حضرت شیخ مرحومؒ کو ختم بخاری کے لئے دعوت پیش کی اور انجمن کے جلسے کی نسبت پر بندہ سے کہا گیا کہ تجھے ساتھ چلنا ہے، حضرتؒ

کے صاحب زادے بھائی اسجد اس زمانہ میں ڈابھیل مقیم تھے، اور بڑی جوشیلی تقریر کیا کرتے تھے، ان کی بھی تقریر جوگواڑ مدرسہ کے انجمن جلسے میں ہوئی، حضرت شیخ مرحومؒ نے جامعہ زکریا جوگواڑ میں بخاری شریف کا آخری درس دیا، اور درس کے بعد ایک عجیب جملہ ارشاد فرمایا:

کہ اس سال کے دورۂ حدیث شریف کے جن طلبہ نے میرے عزیز مولوی رشید سے بخاری شریف پڑھی وہ یہ سمجھے کہ انہوں نے مجھ ہی سے بخاری شریف پڑھی ہے۔

﴿درس میں بیٹھنے کی ہیئت﴾

درس میں بیٹھنے کی ہیئت بڑی نرالی ہوا کرتی تھی، ہمیشہ چار زانو بیٹھتے، سبق چاہے کتنا ہی طویل ہو، کبھی بھی ہیئت تبدیل نہ فرماتے، نہایت پروقار انداز میں تشریف فرما ہوتے۔

دوران عبارت طلبہ جب اعراب میں غلطی کرتے تو تنبیہ کا انداز بھی بڑا لطیف تھا، مثلاً اگر کسی طالب علم نے غلطی سے کسی جگہ فتحہ پڑھ دیا تو ایک خاص انداز میں فرمایا کرتے ''کیا پڑھا'' تو طالب علم فوراً اعراب بدل کر غلطی سے کسرہ پڑھ دیتا اور عام طور پر ایسے موقع پر صحیح اعراب کی طرف استاذ کے رعب کی وجہ سے طالب علم کا ذہن سبقت نہیں کرتا، تو پھر نہایت سادگی سے ارشاد فرماتے: ''اب ضمہ ہی باقی رہ گیا ہے اسے بھی پڑھ دیا جائے''

اور طالب علم چاہے کتنے ہی روانی سے عبارت پڑھتا ہو، لیکن کوئی بھی غلط اعراب پڑھ کر آگے بڑھ جائے یہ ہو ہی نہیں سکتا تھا، چاہئے غلط عبارت پڑھ کر کتنا ہی آگے چلا جائے، پھر اس کو غلطی والی جگہ پر لاتے، تصحیح کرواتے پھر آگے چلنے دیتے تھے۔

اور بات تو بڑی نادر تھی، کہ کتاب کے جو صفحات دوران درس ہوا میں اڑتے رہتے

ہیں، تو اس کو روکنے کے لئے کبھی کوئی چیز کتاب پر نہیں رکھتے تھے، اس طرح کتاب پر کسی چیز کے رکھنے کو آپ بے ادبی سمجھتے تھے، اور ہمیشہ اپنے ہی ہاتھ سے اوراق کو روک کر کے درسی تقریر جاری رہتی تھی، اور اس کے لئے بہت سی مرتبہ دونوں ہاتھ اوراق کو روکنے ہی میں مسلسل مشغول رہتے۔

درس لغویات سے بالکل خالی ہوتا تھا، کوئی بھی ادھر ادھر کی بات دوران درس نہیں ہوتی تھی، طلبہ کی اعرابی غلطی کو ٹھیک کرنے کے لئے ایک عجیب مشورہ دیتے تھے، اور اپنی زمانۂ طالب علمی کا ایک عجیب تجربہ بتلایا کرتے تھے، ارشاد فرماتے تھے کہ: جمعرات جمعہ کی تعطیل میں صرف ونحو کی چھوٹی چھوٹی کتابیں بالاستعاب دیکھی جاسکتی ہے، جس کے ذریعہ سے صرف ونحو کے قواعد انشاء اللہ مستحضر رہیں گے اور صحیح عبارت پڑھنا آسان ہوگا۔

دوران درس بعض مرتبہ اگر طلبہ نیند نکالتے تو سبق سے نیند دور کرنے کا ایک عجیب نسخہ بیان فرمایا کرتے، اس کے لئے تین باتوں کی رہنمائی فرماتے تھے:

(۱) فجر کی نماز کے بعد سونے کی عادت نہ بناؤ، فجر کے بعد معمولات اور ضروریات سے فارغ ہوکر درس گاہ میں حاضر ہوکر کتاب دیکھنا شروع کردو۔

(۲) ناشتہ بقدر آنسوئے بلبل ہو یعنی قلیل مقدار میں ہو۔

(۳) پانی کم پیا کرو۔

﴿درس جلالین﴾

آپ کا جلالین شریف کا درس نہایت ہی پرکیف ہوتا تھا، قرآن مجید کے انوار آپ کے نورانی چہرے پر جگمگاتے ہوتے، اور پراثر تقریر فرماتے، خصوصاً جلالین شریف میں

جہاں مختلف قرأتیں نقل کی جاتی ہے، وہاں قرأت کے بدلنے سے معانی اور مفہوم میں کوئی نئی بات ہوتی تو اس کو پوری طرح واضح فرماتے، تفسیر صاوی، حاشیۂ جلالین اور معارف القرآن کے تقریباً آپ حافظ تھے، جب واقعۂ افک آتا یا حضرت یوسف کی مظلومیت آتی تو تقریر کا انداز ایسا ہوجاتا کہ خود بھی خوب روتے اور حاضرین درس بھی زاروقطار روتے۔

جلالین شریف جلد اول میں سورۂ یوسف کتاب کے ختم ہونے کے بعد پڑھاتے۔

ایک مرتبہ مدرسہ میں ایک عرب جماعت آئی ہوئی تھی، حضرت مہتمم صاحب کے حکم سے جامعہ کا معاینہ کرانے کی خدمت بندہ کے سپرد ہوئی، جب اس جماعت کو لیکر کے قدیم درسگاہ والی بلڈنگ پر حاضری ہوئی اور عرب جماعت کے احباب کو لے کر جب درجۂ عربی ششم کے درسگاہ کے سامنے ہم پہنچے، تو حضرت شیخ کا جلالین شریف کا درس جاری تھا، اور عرب جماعت کے رفقا تفسیر کے نورانی اور پر کیف منظر کو دیکھ کر رک گئے، اور آپس میں کہنے لگے، **واللہ علی وجہ الشیخ نور، واللہ فی فصلہ نور، واللہ فی درسہ نور** یہ کہتے ہوئے کافی دیر تک حضرت شیخؒ کے نورانی چہرے کو دیکھتے رہے۔

درس کے لئے ہمیشہ خود اکیلے ہی آتے، اور اکیلے ہی جاتے یہاں تک کہ جب آپ شیخ الحدیث کے منصب پر فائز کئے گئے، تو جامعہ کی سابق روایات کے مطابق دورۂ حدیث کے طلبہ بخاری شریف کے درس کے گھنٹہ پر گھر پر لینے کے لئے پہنچے تو بہت محبت سے منع فرمایا، اور آئندہ کے لئے بھی نصیحت کردی کہ میں خود آجایا کروں گا، آپ حضرات مجھے لینے کے لئے اور چھوڑنے کے لئے آنے کی زحمت گوارہ نہ فرمائیں، یہاں تک کہ بخاری

شریف کے ختم کے دن کے موقع پر بھی معمول کے مطابق جب دورۂ حدیث کی پوری جماعت گھر پر لینے کے لئے گئی تو آں مرحوم نے اس کو پسند نہیں فرمایا،اور طلبہ کو واپس کردیا،اور جب سادگی کے ساتھ مسجد میں ختم بخاری کے درس کے لئے تشریف لائے،بس اس روز آئے ہوئے مہمان میں سے آپ کے خاص چہیتے مولوی مجاہد آگروی ثم لاجپوری ساتھ تھے۔

کسی مناسب یا جائز کام کے لئے نا کہتے ہوئے یا انکار کرتے ہوئے کبھی ہم نے نہیں دیکھا،چاہے اس میں خود کو کتنی ہی تکلیف اور مشقت اٹھانی پڑتی ہو،آپ کے اس طرز عمل پر مشہور شاعر امام فرزدق کی بات جو انہوں نے حضرت امام علی بن حسین کے متعلق کہی تھی،وہ یاد آہی جاتی ہے:

ماقال لا قط في الا تشهد لولا التشهد كانت لا له نعم

﴿آپ بہت اچھے شاعر بھی تھے﴾

جامعہ ڈابھیل کے جلسوں کے لئے بہترین ترانے بھی آپ مرتب فرماتے تھے،جس میں جامعہ کی پوری تاریخ کو حسین اشعار میں آپ بیان فرماتے تھے،جس میں جامعہ کے ماضی کو عمدہ الفاظ میں اجاگر فرماتے اور موجودہ حالات کا عمدہ نقشہ کھینچتے اور مستقبل کے لئے دعائیہ اشعار بھی ہوتے،اس طرح اعزہ اور اقارب کی شادی کے موقع پر نغمۂ تہنیت بھی عمدہ مرتب فرماتے،مختلف شادیوں پر مرتب کئے ہوئے آپ کے سہرے،آپ کی فن شاعری کی ایک مثال ہے،اور شادی کے سہروں میں خوبی یہ ہوتی کہ دولہا دلہن اور ان کے متعلقین کے نام بھی سہرے میں عجیب طریقے سے پرو دیتے تھے۔

۱۹۹۲ء میں جب بندہ آسیانۂ فقیہ الامت جھتہ مسجد دارالعلوم دیوبند میں مقیم تھا اور بندہ کی شادی طے ہوئی تو دعائیہ اشعار سے لبریز تمام متعلقین کے ناموں پر مشتمل ایک بہترین سہرہ آپ مرحوم نے مرتب فرمایا۔

اور دوسرے حضرات جو اشعار کہتے اس کی تصحیح کی خدمت بھی خوشی خوشی انجام دیتے۔

بندہ کے دورۂ حدیث شریف کے سال جب جامعہ کے سابق مہتمم مولانا محمد سعید صاحب بزرگؒ کا انتقال ہوا تو چند ہی منٹوں میں ایک تعزیتی ترانے میں تضمین فرما کر پرسوز تعزیتی اشعار مرتب فرمائے جس کو میرے رفیق درس ندیم کوکنی نے تعزیتی جلسے میں پر درد لہجے میں پڑھے، جو اشعار بندہ کے دورۂ حدیث شریف کے سال شائع ہوئے ''الدین'' میں مطبوعہ موجود ہے، مرحوم کی خوبی یہ تھی، کہ جو ترانہ یا اشعار آپ مرتب فرماتے تو اس کا لہجہ اور وزن بھی خود پڑھ کر بتلاتے، اس طرح پڑھنے والوں کو بڑی آسانی ہوتی۔

طلبہ سے ہمدردی اور جلسوں کی صدارت

طلبہ کے ساتھ اپنائیت کا برتاؤ فرماتے طلبہ کی مختلف مشکلات کے موقع پر تسلی دیتے اور رہبری فرماتے طلبہ کسی بھی جلسے میں شرکت یا صدارت کے لئے درخواست لے کر جاتے تو فوراً قبول فرمالیتے، آپ کی قیام گاہ پر طلبہ بے تکلف آتے جاتے تھے، جس میں کسی طرح کی کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی تھی، بلکہ بہت سی مرتبہ طلبہ خود بھی اور بہت سی مرتبہ اپنے مہمانوں کو لے کر بے موقع حضرتؒ کے آرام اور مطالعہ کے موقع پر چلے جاتے تو بھی کبھی ناگواری کا اظہار نہ فرماتے اور خندہ پیشانی کے ساتھ ملاقات اور مصافحہ فرماتے۔

ذاتی تعلقات

بندۂ ناچیز کے ساتھ ہمیشہ اپنے حقیقی بیٹے کی طرح کا تعلق رکھا، دیو بند میں آپ کے پورے گھرانے کے لوگ اور خود حضرت شیخؒ بندہ کو اپنے گھر کا ایک فرد سمجھتے ہیں، اور گھریلو بہت ساری نجی بات چیت بھی بندہ سے اپنا سمجھ کر کرتے تھے، جامعہ ڈابھیل میں مدرس بننے کے بعد جب کسی موقع کی مناسبت سے بندہ کی اہلیہ جب ڈابھیل آتی تو حضرت شیخؒ قیام کے لئے جامعہ کے احاطے میں اپنے مطالعہ کے کمرہ میں چلے جاتے اور مکان بندہ کو مکمل حوالے فرمادیتے، جس سال بندہ کو دارالعلوم دیو بند میں دوسری مرتبہ دورۂ حدیث میں داخلہ کی سعادت حاصل ہوئی تو اس وقت کچھ دنوں قیام حضرتؒ کے مکان پر رہا، اس وقت دارالعلوم میں داخلہ کے ساتھ بندہ کا ایک سال قیام رہا، جامعہ ڈابھیل میں دورۂ حدیث اور افتاء کی تکمیل کے بعد سیدی ومرشدی حضرت اقدس مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ کی خدمت میں مشق فتاوی اور اصلاح باطن کی نیت سے رہنا طے ہوا تو والد صاحب مرحوم کے حکم پر دارالعلوم کے دورۂ حدیث شریف میں داخلہ بھی لے لیا، جس کی برکت سے قاسمی نسبت کی سعادت بھی حاصل ہوئی، گرچہ صرف ترمذی شریف اول اور طحاوی شریف کتاب الطہارت اور حجۃ اللہ البالغہ ان تینوں اسباق میں پابندی سے حاضری ہوتی، یہ تینوں اسباق محقق عصر حضرت العلامہ مفتی سعید احمد صاحب پالنپوری دامت برکاتہم کے متعلق تھے، ترمذی شریف جلد اول کے صرف ایک سبق میں سال بھر میں غیر حاضری ہوئی، اس کے علاوہ مرشدی حضرت مفتی محمود حسن گنگوہیؒ نسائی شریف اور الأشباہ والنظائر کا درس دیتے تھے، اس میں استفادہ کی سعادت حاصل ہوتی تھی، باقی زیادہ اوقات خانقاہ محمودیہ میں آنے والے مہمانوں کی خدمت میں گذارنے کی سعادت حاصل ہوتی، جس کی برکت سے تخصص

فی الطبخ والطعام کا دورہ بھی ہو گیا، اور شیخ الحدیث مولانا نصیر احمد خان صاحب چوں کہ استاذ الاساتذہ تھے اس لئے ان سے شرفِ تلمذ حاصل کرنے کی نیت سے کبھی کبھار ان کے درس میں حاضری ہو جاتی۔

﴿بندہ کے ساتھ حضرتؒ کا تعلق﴾

جامعہ ڈابھیل میں بندہ کی تدریس کا جب دور شروع ہوا، اور اساتذہ کے لئے نئے مکانات کی تعمیر ہوئی، تو حضرت شیخؒ نے نہایت شفقت ومحبت سے ایک روز بندہ سے فرمایا نئے دار الاساتذہ میں جاؤ اور بازو بازو کے دو مکان پسند کرلو، ایک میرے لئے اور ایک تمہارے لئے، ہم دونوں اڑوس پڑوس میں رہا کریں گے، یہ بندہ کے لئے بڑی سعادت کی بات تھی، اور حضرتؒ سے حقِ جوار کیسے ادا کیا جائے وہ سیکھنے کو ملا، خاص کر حضرتؒ کی اہلیہ محترمہ جن کو ہم زیادہ تر خالہ جان کہا کرتے ہیں، کھانے وغیرہ کے معاملہ میں بندہ کا خاص خیال رکھتی تھی، چوں کہ بندہ بغیر فیملی کے رہتا تھا، اس لئے حضرتؒ کے گھر کے برکات سے محظوظ ہونے کا موقع ملتا رہتا تھا۔

آپ حضرت مدنیؒ کے شاگردوں میں سے تھے، اور حضرت مدنیؒ کے عاشقِ زار تھے، جب کبھی اپنے استاذ اور حضرت مدنیؒ کا تذکرہ فرماتے تو آب دیدہ ہو جاتے اور اپنے استاذ کی نسبت سے پورے مدنی خاندان کے لوگوں سے بڑی محبت فرماتے۔

﴿علمی قابلیت﴾

ایک مرتبہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے صدر حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب دامت برکاتہم ہمارے یہاں جامعہ ڈابھیل میں تشریف لائے اور دورانِ گفتگو

مولانا سلیم اللہ خان صاحب کے درس مشکوۃ کی طباعت اور اشاعت کا تذکرہ ہوا، تو مولانا سلیم اللہ خان صاحب نے ارشاد فرمایا کہ آپ (حضرت مولانا واجد حسین صاحبؒ) پہلے اس تقریر پر نظر فرمالے، پھر اس کو شائع کیا جائے گا، غالباً جلال آباد کے دور تدریس سے حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب سے تعارف تھا، حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب کے اس جملے سے معاصرین کی نظر میں آپ کی علمی قابلیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

﴿حضرتؒ کی دیواری پرچہ ''الدین'' کی سرپرستی﴾

ہمارے جامعہ ڈابھیل کے طلبہ اردو زبان میں مضامین لکھنے کی جو مشق کرتے ہیں، تو طلبہ کے مضامین کی تصحیح بھی آپ فرمایا کرتے تھے، طلبہ کی طرف سے جاری ہونے والا جداری پرچہ ''الدین'' کے سالہا سال تک آپ سرپرست رہے اور اس زمانہ میں شعبۂ تقریر وتحریر کے سرپرست استاذ محترم حضرت مولانا اسماعیل صاحب چاسوی صاحب دامت برکاتہم ہوا کرتے تھے، بندہ کو ان دونوں سرپرستوں کی دعاؤں کی برکت سے دورۂ حدیث شریف کے سال طلبہ کی مشقی مضامین کو مرتب کر کے کتابی شکل میں شائع کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

﴿حضرتؒ کو نماز کا اہتمام﴾

شام کو عصر کی نماز کے بعد تفریح میں تشریف لے جاتے، جس میں علمی مذاکروں کے ساتھ ملکی اور سیاسی اور دیگر حالات پر پرلطف تبصرے بھی ہوا کرتے تھے، اور مغرب کی اذان سے کافی پہلے تفریح سے لوٹ کر اپنی ضروریات سے فارغ ہو کر مسجد پہنچ جاتے اور صف اول میں بیٹھ کر ذکر اور دعاء میں مشغول ہو جاتے، ایسے بھی عام طور پر آپ صف اول ہی میں

نماز پڑھنے کے پابند تھے، بہت ہی کم آپ کو دوسری صفوں میں دیکھا گیا، عام طور پر قیام گاہ ہی سے وضو وغیرہ سے فارغ ہو کر مسجد تشریف لاتے، کسی ہنگامی ضرورت کے موقع پر کبھی کبھی مسجد کے وضوخانہ میں آپ کو دیکھا گیا۔

بیرون کے اسفار کے متعلق عجیب بات

گجرات میں اتنا طویل عرصہ قیام فرمایا، اس کے باوجود حج بیت اللہ کے علاوہ ایک بھی بیرون ممالک کا سفر نہیں فرمایا، حالانکہ آپ کے بہت سے تلامذہ آپ کے سفر کے لئے درخواست فرماتے، آپ کے جلال آباد کی تدریس کے دور ایک شاگرد رشید جن کا بڑا علمی فیض ویسٹینڈیز کے ممالک میں ہے، اور میرے لئے میرے چچازاد بھائی جیسے ہے، میری مراد اس سے مولانا رفیق کفلیتوی مقیم حال بارباڈوس ہے، ان کے والد مولانا غلام محمد کفلیتویؒ میرے مرحوم والد صاحبؒ کے رب اخ لم تلد امہ کے مصداق تھے، اسی نسبت سے میری والدہ مرحومہ کی علالت کے موقع پر بچپن میں ایک سال کفلیتہ میں ان کی زیر تربیت رہنے کا موقع ملا، اس لئے مولانا رفیق صاحب میرے لئے چچازاد بھائی کی طرح ہے، انہوں نے مجھے بہت شدید اصرار کیا، کہ حضرت مولانا واجد حسینؒ کا بارباڈوس اور برطانیہ کا سفر ہو جائے، اور سفر کے تمام اخراجات کا انشاءاللہ میں انتظام کروں گا، جب بندہ نے اس سلسلہ میں حضرت شیخ سے درخواست کی کہ مولانا رفیق صاحب اور دیگر حضرات چاہتے ہیں کہ آپ کا بیرون ممالک کا ایک سفر ہو جائے، وہاں آپ کے تلامذہ دین کی خدمت میں مشغول ہے، ان کی حوصلہ افزائی بھی ہو جائے اور ان کے دینی کاموں کو آپ کے تشریف لے جانے سے تقویت ملے گی اور آپ کا علمی روحانی فیض عام ہوگا، تو حضرتؒ

برابراس کوٹالتے رہے پھر ایک مرتبہ میں نے بہت ہی اصرار سے درخواست کی اور اس میں یہ جملہ بھی عرض کیا کہ جتنے علماء گجرات آئے تقریباً تمام ہی حضرات نے بیرون ممالک کے اسفار کر لئے، حضرت آپ بھی ایک عرصہ سے گجرات میں مقیم ہے اب تک آپ کا ایک بھی سفر نہیں ہوسکا تو اس پر ارشاد فرمایا ’’اس ایک بندہ کو بس گمنام ہی رہنے دو‘‘

﴿آپ کی طبیعت میں حیاء اور شرم بہت ہی غالب تھی﴾

گھر میں ہو یا گھر کے باہر ہو، عام طور پر آپ کرتہ، ازار، ٹوپی میں مکمل کپڑے میں ہی ہوتے، قریب ترین خادموں نے بھی آپ کو لنگی، بنیان میں نہیں دیکھا، رات کو جب سب چلے جاتے اور سونے کے لئے جب اپنے کمرہ میں تشریف لے جاتے، تو دروازہ اندر سے بند کرتے پھر کپڑے تبدیل کرتے، سفر میں جب کامل یکسوئی کا موقع نہ ہوتا تو آپ کپڑوں کے ساتھ ہی سونا پسند فرماتے، بندہ نے سفر کے دوران اور بارڈولی گھر پر تشریف آوری کے موقع پر لنگی پہنے ہوئے دو چار مرتبہ دیکھا۔

﴿ذاتی کام خود کرنا﴾

اپنے بہت سارے کام خود ہی کرنے کے عادی تھے، طلبہ سے کم سے کم کام کرواتے تھے، کھانے کا وقت ہوتا تو بہت سی مرتبہ خود کھانا تیار کرتے، خود دسترخوان بچھاتے، خود برتن رکھتے، زیادہ تر چائے بھی خود بناتے، مرحوم بہت ہی لذیز عمدہ کھانا پکانا بھی جانتے تھے، جب حج بیت اللہ کے لئے روانہ ہوئے تو روانہ ہونے سے ایک دن پہلے بندہ نے عرض کیا حضرت آپ حج پر تشریف لے جا رہے ہیں، اس خوشی میں آپ کی دعوت کرنا چاہتا ہوں، ساتھ ہی جسارت کر کے یہ بھی عرض کیا کہ آپ کے مبارک ہاتھ سے پکے ہوئے لذیز

کھانے سے بہت دن ہو گئے محظوظ ہونے کا موقع نہیں ملا، تو فوراً فرمایا ٹھیک ہے تمہاری دعوت قبول ہے، بازار سے سب سامان لے آؤ، اور میں کھانا خود پکاؤں گا، پھر بندہ بازار جا کر سب سامان لے آیا پھر حضرتؒ نے مرغ کا شاندار پلاؤ پکایا، اور حضرتؒ کے مبارک ہاتھ کا پکا ہوا پلاؤ ساتھ مل کر کھانے کی سعادت ہم سب خدام کو نصیب ہوئی، مدرسہ کے مطبخ ہی سے زیادہ تر آپؒ کا کھانا آتا تھا، بعض مرتبہ مطبخ سے آپ کی طبیعت کے ناموافق کھانا آتا تو مغرب کے بعد مدرسہ کے باہر خود انڈا خریدنے کے لئے نکل جاتے، بندہ کو معلوم ہوتا کہ آج جامعہ کے مطبخ میں مونگ ہے تو مغرب کے بعد حضرتؒ کو باہر جاتے دیکھتا تو فوراً سمجھ جاتا کہ حضرتؒ انڈا خریدنے کے لئے جا رہے ہیں، بعض مرتبہ میں جا کر عرض کرتا کہ حضرت میں جا کر کے خرید کر لے آتا ہوں، حضرتؒ فرماتے: نہیں، کسی طالب علم کو بلا لو، پھر اتنی دیر جامعہ کے صدر دروازے پر کھڑے رہ کر مختلف موضوعات پر کچھ نہ کچھ باتیں عرض فرماتے۔

زمانۂ طالب علمی اور زمانۂ تدریس میں کھانے کے نظام کے متعلق ایک عجیب بات ارشاد فرمایا کرتے کہ زمانۂ طالب علمی میں ہمیشہ گھر ہی میں کھانا کھایا کبھی مدرسہ میں کھانا نہیں کھایا، اور تدریس کے دور کا حال یہ ہے کہ زیادہ تر مدرسہ کے مطبخ ہی سے کھانا کھا رہا ہوں حالانکہ عامۃ علماء کو اس سے عکس صورت پیش آیا کرتی ہے۔

ہمارے جامعہ ڈابھیل میں کسی زمانہ میں کاتب کی ضرورت پیش آئی تو حضرت شیخؒ کے ذریعہ دیوبند سے ایک کاتب صاحب کا انتظام ہوا، وہ کاتب عزیز الرحمٰن صاحب دیوبندی حضرت شیخؒ ہی کی طرح سیدھے سادے، بھولے بھالے تھے، طلبہ کو کتابت سکھایا

کرتے تھے، اور جامعہ کی تحریری کام کاج بھی کیا کرتے تھے۔

اس زمانہ میں جامعہ میں بیرون ممالک کے طلبہ کے لئے الگ سے کھانے کا انتظام ہوا، اسلئے کہ اس زمانہ میں بیرون ممالک کے طلبہ کی تعداد بہت زیادہ تھی، ان طلبہ سے ضروری فیس بھی وصول کی جاتی تھی، اور جامعہ کے مطبخ ہی میں ان کے لئے الگ سے کھانا پکتا تھا، حضرت شیخؒ کے ذریعہ بیرونی طلبہ کی اس ضرورت کے لئے ایک اچھے باورچی کا انتظام ہوا، اس باورچی صاحب نے ڈابھیل کے قیام میں مختلف گجراتی کھانے سیکھ لئے، پھر جب وہ یہاں سے مستعفی ہوکر چلے گئے تو انہوں نے خود دیوبند میں ایک ہوٹل قائم کیا اور جس پر بہت بڑے حروف سے لکھا "یہاں بہت ہی لذیز گجراتی کھانا ملتا ہے" جس کی وجہ سے دیوبند میں گجراتی طلبہ کو کسی حد تک سہولت ہوگئی۔

غالبًا میں جب عربی سوم یا چہارم میں تھا، ہمارے علاقہ کے سورتی سنی وہورا تنظیم کی طرف سے ایک تقریری مسابقہ ہوا تھا، جس میں بندہ نے اسلام اور سائنس کے موضوع پر تقریر کی تھی، اس مضمون میں حضرت شیخؒ نے ایک بہت ہی قیمتی جملہ کا اضافہ کروایا کہ "سائنس تو اسلام کی خادمہ ہے اور خادمہ سے کون انکار کرسکتا ہے" قرآن مجید کے بیان کئے ہوئے بہت سارے حقائق جس کو دنیا آج تک تسلیم نہیں کررہی ہے، سائنسی ایجادات نے ان تمام چیزوں کو دنیا کے سامنے واضح کردیا، جس کی وجہ سے آج دنیا ان تمام حقائق کو ماننے پر مجبور ہے۔

حضرتؒ کو جب کبھی بڑی یا چھوٹی بیماری پیش آتی تو عادت کے مطابق اس کو برداشت کرتے رہتے تھے، ہلکی معمولی دواؤں سے کام چلاتے رہتے تھے، بعض مرتبہ کسی

بڑی بیماری کا بندہ کو پتہ بہت بعد میں چلتا تھا، بعض مرتبہ دینی مشغولیات کی وجہ سے حضرتؒ کی خدمت میں حاضری میں کئی کئی دنوں کا فاصلہ ہو جاتا، پھر خدام یا قریب رہنے والے جامعہ کے اساتذہ کے ذریعہ بندہ کو اطلاع دی جاتی، بندہ کے ساتھ اپنائیت کا یہ حال تھا کہ جب جا کر میں عرض کرتا کہ ابھی اس مرض کے لئے فلاں بڑے ڈاکٹر صاحب کے پاس چلنا ہے یا فلاں ہسپتال میں داخل ہونا ہے، تو فوراً اس کو قبول فرمالیتے، حالانکہ اس سے پہلے دوسرے حضرات درخواست کر چکے ہوتے لیکن بعض مرتبہ دوسروں کے اصرار پر آہستہ سے فرماتے پہلے مولوی محمود کو بلالو، ان سے مشورہ کرلیں گے، پھر ہسپتال چلے گے۔

حضرت شیخ واجد حسین صاحبؒ کو بندہ کے ساتھ ایک عجیب قدرتی اتفاق ہے، کہ حضرتؒ کی جس سال جامعہ میں آمد ہوئی، اسی سال بندہ کا جامعہ میں داخلہ ہوا، فرق تو بہت بڑا تھا کہ آپ جامعہ میں مسلم شریف، جلالین شریف جیسی اہم کتابوں کے لئے مدرس بن کر تشریف لائے تھے، اور بندہ کا جامعہ میں فارسی اول میں داخلہ ہوا تھا۔

﴿ہر ایک سے محبت﴾

حضرتؒ مزاجاً ایسے تھے کہ چھوٹے بڑے ہر ایک سے محبت فرماتے تھے، ہر ایک کو ایسا محسوس ہوتا تھا کہ مجھ سے بڑی محبت فرماتے ہیں، بندہ نے بخاری شریف جلد اول پہلی مرتبہ یہاں جامعہ ڈابھیل میں شیخ الحدیث مولانا اکرام علی صاحب بھاگلپوریؒ سے پڑھی، شیخ الحدیث مولانا اکرام علی صاحب بھاگلپوریؒ کے انتقال کے کچھ عرصہ پہلے آپ کے گلے میں کچھ بیماری ہوئی، جس کی وجہ سے آپ کا گلا بیٹھ گیا تھا، آواز زور سے باہر نہیں نکل رہی تھی، تو اس سال شیخ الحدیث مولانا اکرام علی صاحب بھاگلپوریؒ کی حاضری میں حضرت مولانا واجد

حسین صاحب نے بخاری شریف کا ختم کرایا، ختم کے بعد جب مسجد میں لوگ مصافحہ کرتے ہیں اور پانی پر دم کرواتے ہیں، تو بندہ نے آہستہ سے کان میں حضرت سے عرض کیا کہ حضرت اللہ تعالیٰ نے آج میری آرزو پوری فرمائی کہ آپ سے بھی ختم بخاری شریف درس سننے کی تمنا تھی، اللہ تعالیٰ نے آج وہ پوری فرمائی، اس پر حضرت کا دل بھرآیا اور آپ دیدہ ہو گئے پھر مکان جاکر کے بھائی حکیم ساجد اور دوسرے لوگوں سے میری اس بات کا تذکرہ فرمایا۔

﴿باڑ ڈولی تشریف آوری﴾

ہمارے جامعہ ڈابھیل میں پہلے یوم عاشورہ کی ایک روز کی تعطیل ہوا کرتی تھی ،میرے دارالافتاء کے سال سیدی ومرشدی فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہیؒ کے فتاوی کی دسویں جلد چھپ کر کے آئی ،جس میں آپ نے عاشورہ کی تعطیل کو رافضیوں کا طریقہ بتلایا، اس وقت جامعہ میں یوم عاشورہ کی تعطیل کا اعلان آچکا تھا، میرے مرشد ثانی اور افتاء کے استاذ حضرت اقدس مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم العالیہ نے جب یہ فتوی پڑھا تو میرے دارالافتاء کے تینوں ساتھیوں کو یعنی مفتی طاہر سورتی ،مفتی اسلم ڈڈھالوی اور بندہ سے حضرت نے فرمایا کہ کل عاشورہ ہے لیکن ہم چھوٹی نہیں کریں گے، چاہے مدرسہ میں چھوٹی ہو، میں بھی دارالافتاء اوں گا اور آپ حضرات بھی دارالافتاء آئیں، اور فتاوی کی وہ جلد لے کر مجھے حضرت مہتمم صاحب کے پاس بھیجا کہ اس کو حضرت مہتمم صاحب کو بھی پڑھوا دو، بحمدللہ جامعہ میں دوسرے سال سے عاشورہ کی تعطیل کا سلسلہ ختم ہو گیا، لیکن جب یہ فتوی شائع نہیں ہوا تھا اور جب جامعہ میں عاشورہ کی تعطیل ہوتی تو عاشورہ کے دن ہر ایک کو اچھا

کھانا کھلانے کا جی چاہتا ہے، تو بندہ نے اپنے زمانۂ طالب علمی میں درجۂ عربی سوم اور اس کے بعد دو تین سال حضرت شیخ کو عاشورہ کی تعطیل میں گھر بارڈولی آنے کی دعوت پیش کی اور الحمدللہ حضرتؒ بارڈولی گھر پر تشریف لائے اور عاشورہ کے دن ہمارے گھر کے لوگوں کو حضرتؒ کی خدمت کی سعادت ملی۔

مختصر المعانی کے درس کا عجیب واقعہ

درجۂ عربی پنجم کے سال ہمارا مختصر المعانی کا سبق حضرت مولانا واجد حسین صاحبؒ کے یہاں ہوا کرتا تھا، یہ درس چوتھے گھنٹہ میں ہوا کرتا تھا، اس زمانہ میں کرکیٹ کا ورلڈ کپ شروع ہوا، بعض طلبہ حضرتؒ کی نرمی سے فائدہ اٹھا کر t.v پر کرکیٹ کا کھیل دیکھنے چلے جاتے تھے، کئی روز تک یہ سلسلہ رہا، حضرتؒ طلبہ کی اس گستاخی کو برداشت فرماتے رہے، ایک روز معمول کے مطابق درسگاہ میں تشریف لائے اور خلافِ معمول مجھ سے فرمایا کہ حاضری لو، کچھ طلبہ غیر حاضر تھے، ان سب کے نام ایک پرچہ پر لکھوائے، اور مجھ سے فرمایا کہ جاؤ حضرت مہتمم صاحب کو پہنچا دو، اس زمانہ میں ہمارے جامعہ کے مہتمم حضرت مولانا محمد سعید صاحب بزرگ ہوا کرتے تھے، جو اپنی معذوری کی وجہ سے ویل چیر پر دفتر محاسبی کے بازو میں باہر جلوہ افروز رہتے اور وہیں سے سارے انتظامی کام کاج انجام دیتے، جب بندہ اپنے ساتھیوں کے نام والی پرچی لے کر درسگاہ سے نکلا تو حضرت مولانا واجد حسین صاحبؒ کے چہرے پر بڑا اثر تھا کہ یہ طلبہ درس کی ناقدری کرتے ہیں، جو ان کے لئے علم کی محرومی کا ذریعہ بن سکتا ہے، اس لئے طلبہ ہی کی خیر خواہی میں اصلاح کے مقصد سے آپ نے یہ نام دفتر بھیجے، اور حضرتؒ خود برآمدہ میں کھڑے ہو گئے اور یہ دیکھ رہے تھے کہ

میں اپنے رفقائے درس کی رعایت کرتا ہوں یا حضرتؒ کے حکم کو سامنے رکھ کر کے وہ پرچی حضرت مہتمم صاحبؒ کو پہچا دیتا ہوں، خیر! میں جب حضرت مہتمم صاحبؒ کی خدمت میں پہنچا، اوران کو جا کر کے غیر حاضرین کی جب یہ پرچی پیش کی اور کہا کہ یہ پرچی مولانا واجد صاحب نے بھیجی ہے تو حضرت مہتمم صاحبؒ کو بڑا تعجب ہوا اور نہایت تعجب سے مجھ سے دوبارہ پوچھا کہ کس نے یہ نام بھیجے ہیں، بندہ نے عرض کیا کو مولانا واجد صاحب نے پھر تیسری مرتبہ پوچھا تو بندہ نے یہی عرض کیا تو حضرت مہتمم صاحبؒ نے اسپر فرمایا کہ مولانا کی اب تک کی چھ سالہ تدریس میں یہ پہلی مرتبہ شکایت انہوں نے بھیجی ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ ai bGi C[Āli drjini gG[Di C[. یعنی یہ بڑے بھاری مجرم ہے، اور جامعہ کے اس وقت کے دفتری خادم بھائی عبدالمجید منصور سملکی سے فرمایا کہ محمود کے ساتھ جاؤ اوران سب طلبہ کی کتابیں جمع کرلو اس کا مطلب یہ تھا کہ ان سب کا فوری اخراج ہوگیا، جب دوپہر میں اس دن کے کریکیٹ کا اول حصہ پورا ہوا اور وہ تمام طلبہ جامعہ میں لوٹ کر آئیں، اوران سب کو اطلاع ہوئی تو بہت پریشان ہوئے کہ اب اس مسئلہ کو کیسے حل کیا جائے تو بندہ نے اپنے رفقائے درس کی حمایت میں ان سب کو مشورہ دیا کہ خود حضرت مولانا واجد حسین صاحب سے ہی حضرت مہتمم صاحب سے سفارش کرواؤں۔ وہ سب رفقائے درس مجھے اصرار کرنے لگے کہ سفارش کرانے کی تدبیر بھی تجھے ہی کرنی ہوگی، حضرتؒ کی رقت قلبی اور نرمی سب کو بہت اچھی طرح معلوم تھی، تو میں نے اپنے تمام ساتھیوں سے کہا کہ آپ سب میرے ساتھ مغرب کے بعد حضرت مولانا کے کمرے میں چلے، اس زمانہ میں حضرتؒ حضرت علامہ کشمیریؒ والے کمرہ میں، جسمیں آج کل میرے پڑوس میں، میرے ہم غم وہم

دردہم نوالہ وہم پیالہ قاری عبدالعزیز صاحب اور قاری عبدالخالق صاحب مقیم ہیں، وہاں حضرت مولانا واجد صاحبؒ قیام فرماتے۔

مغرب کے بعد پہلے سے طے شدہ منصوبے کے مطابق مخرجین کی جماعت کو لے کر کے بندہ حضرتؒ کے حجرے میں پہنچا، حضرتؒ مطالعہ میں مشغول تھے، بندہ نے اپنے تمام رفقائے درس کو یہ بات پہلے سے سمجھادی تھی، کہ وہاں جا کر کسی کو کچھ بولنا نہیں ہے، پہلے سب حضرات آہستہ سے سر جھکا کر بیٹھ جائے پھر پہلے آہستہ پھر زور سے رونا شروع کرے، باقی آگے آپ کی ترجمانی میں انشاء اللہ تعالیٰ کرلوں گا، تمام رفقائے درس نے اس تدبیر پر کامل عمل کیا اور سب طلبہ سر جھکا کر کے مصنوعی رونے لگے، حضرت مولاناؒ رقیق القلب تھے، طلبہ کے اس مصنوعی رونے پر حضرت مولاناؒ کو واقعۃً رونا آگیا اور آنکھوں سے آنسوں جاری ہوگئے اور روتی ہوئی آنکھ میں پوچھا، بیٹوں! کیا بات ہے تو بندہ نے عرض کیا کہ حضرت مہتمم صاحب نے ان تمام کا اخراج کردیا ہے، اب آپ کی سفارش کے بغیر داخلہ ہونا مشکل ہے، تو حضرت نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے فرمایا کل صبح کو میں خود حضرت مہتمم صاحب کے پاس جا کر تمہاری سفارش کروں گا، صبح میں طلبہ مسجد کی سیڑھیوں کے پاس منتظر رہے اور جب حضرت مولاناؒ کمرے سے حضرت مہتمم صاحبؒ کے دفتر میں جانے لگے، تو طلبہ حضرتؒ کے پیچھے پیچھے چلنے لگے، حضرتؒ نے حضرت مہتمم صاحبؒ کی خدمت میں جا کر عرض کیا کہ میں درخواست کرنے آیا ہوں کہ ان سب کا آپ داخلہ فرمالیں، ان سے غلطی ہوگئی آپ ان سب کو معاف فرمادیں، حضرت مہتمم صاحب نے حضرتؒ کی سفارش قبول فرمالی، اور تمام طلبہ کا داخلہ فرمالیا، صرف ایک طالب علم جو اس وقت حاضر نہیں تھا، اس

کا دوسری شکایتوں کی بنیاد پر داخلہ نہیں ہو سکا اور اس نے دوسرے مدرسہ سے باقی سالوں کی تکمیل کی، جس کا واقعہ بھی بڑا دلچسپ ہے لیکن یہاں لکھنے کے قابل نہیں۔

جامعہ نورالاسلام موٹی دمن کے مہتمم صاحب کا جب انتقال ہو گیا تو اس وقت دمن مدرسہ میں ان کا تعزیتی اجلاس ہوا، حضرت شیخؒ کی صدارت میں یہ جلسہ رکھا تھا، جلسہ کے اختتام پر حضرت شیخؒ کا اختتامی بیان ہوا تو حضرتؒ نے حضرت حافظ شریف صاحب مرحوم کے متعلق ایک بہت ہی جامع جملہ ارشاد فرمایا کہ ہمارے مرحوم حافظ شریف واقعۃً شریف صاحب آدمی تھے، آپ کی ہر چیز میں شرافت تھی۔

﴿تلاوت کا معمول﴾

فجر کی نماز کے بعد روزانہ قرآن مجید کی تلاوت کا معمول تھا، اور یہ معمول سالہا سال تک رہا، تقریباً ۱ر پارہ یا اس سے کچھ زائد روزانہ پابندی سے تلاوت فرماتے تھے، اور اپنے اساتذہ، مشائخین، تلامذہ کے ایصالِ ثواب کا اہتمام فرماتے تھے۔

﴿استقامت﴾

مختلف مدارس سے آپ کو تدریس کے لئے ہر سال دعوت دی جاتی تھی، لیکن آپ نے ہمیشہ ڈابھیل ہی میں رہنا پسند فرمایا، بلکہ ڈابھیل سے پہلے جس زمانہ میں جلال آباد میں مدرس تھے، اس زمانہ میں دارالعلوم دیوبند میں بھی تدریس کی بات آئی، خاص کر مورخ دارالعلوم دیوبند سید محبوب رضوی صاحب نے آپ کو دارالعلوم دیوبند میں تدریس کے لئے سمجھایا، لیکن آپ جہاں تھے آپ نے وہی رہنا پسند کیا۔

﴿مادر علمی دار العلوم دیوبند سے محبت﴾

مادر علمی دار العلوم دیوبند سے آپ کو بہت ہی زیادہ محبت تھی، اس نسبت سے ہمارے علاقہ میں دار العلوم دیوبند کے سفیر صاحب مولانا سید عالم صاحب ڈابھیل یا اس کے اطراف میں جب بھی تشریف لاتے تو حضرت مولانا واجد صاحب کے ساتھ قیام وطعام ہوتا اور عید الاضحیٰ کے موقع پر سفیر صاحب کو عید کے لئے جلدی وطن پہنچنا ہوتا اور قربانی کے لئے لوگ تاخیر سے نام لکھواتے ہیں، تو سفیر صاحب قربانی کی رسید بکیں حضرتؒ کے پاس چھوڑ کر چلے جاتے اور اطراف وجوار کے لوگ قربانی کی رقومات حضرتؒ کو جمع کرواتے، پھر ۶/۷ ذی الحج کو جامعہ میں عید الاضحیٰ کی تعطیلات ہوتی اور آپ اپنے وطن تشریف لے جاتے تو دار العلوم دیوبند کی قربانی کی رقومات کی ایک بڑی مقدار آپ اپنے ساتھ لے جاتے اور پورے اہتمام کے ساتھ دار العلوم دیوبند کے دفتر محاسبی میں اس کو جمع کرواتے۔

﴿حضرتؒ کی دنیوی آخری دیدار﴾

۱۴۳۳ھ میں ذی الحج کے مہینہ میں ٹکٹ کی گربڑی کی وجہ سے حج سے محرومی رہی تو بندہ کی اہلیہ کا بھی حضرتؒ کے گھر والوں کے ساتھ بڑا گہرا تعلق ہے، تو اہلیہ کو لے کر کے دیوبند کے سفر کا ارادہ کرلیا اور کچھ عرصہ پہلے مظفر نگر اور اس کے اطراف میں سنگین قومی فساد ات ہوئیں تھے، اس کے متاثرین کی خدمت کی نیت سے میرے مخلص دوست حاجی اقبال عثمانی صاحب، بھائی شاہد کھیملا صاحب بھی ساتھ ہوگئے اور ہم نے ایک رات دیوبند میں حضرتؒ کے مکان میں قیام کیا۔

اس موقع پر عیادت کی نیت سے جو سفر ہوا، اس پر حضرتؒ نے بڑی خوشی کا اظہار

فرمایا، بڑی دعاؤں سے نوازا گویا کہ وہ ہمارے لئے ایک یادگار سفر بن گیا۔

﴿کتابوں کی اشاعت﴾

آپ نے ہمیشہ علم دین کی اشاعت کی نیت سے کتابوں کی تجارت کا کام کیا، بہت ساری کتابیں طلبۂ عزیز کو آپ کی وساطت سے حاصل کرنے کا موقع ملا، بکثرت طلبہ کو ادھار بھی کتابیں دیا کرتے تھے، پھر وصولی بھی ایسی ہوتی تھی، طلبہ بھی آپ کی نرمی سے فائدہ اٹھا کر کے حساب جمع کرانے میں بڑی تاخیر سے کام لیتے تھے، اور بہت سے طلبہ کو تو آپ کلی یا جزوی معاف بھی کر دیا کرتے تھے۔

جس زمانہ میں نرسی مہاراؤ ہندوستان کے وزیر اعظم تھے، اس دور میں ہندستان کے موجودہ صدر جمہوریہ پرناتاب موکھر جی صاحب غالبًا وزیر مالیات تھے، تو حضرت مولانا فضیل احمد گورکھپوری کی صدارت میں مرکزی جمعیت علماء ہند کا ایک وفد پرتاب موکھر جی صاحب کو ملنے کے لئے گیا، اس وفد میں حضرت شیخؒ اور بندہ ناچیز بھی تھا، مسلمانوں کی بہت سارے ملی مسائل کے سلسلہ میں پرتاب موکھر جی صاحب سے تفصیلی ملاقات ہوئی۔

﴿ایک لطیفہ﴾

میری طالب علم ابتدائی دور میں کفلیتہ کے ایک نوجوان عالم دین مولانا ایوب صاحب بھولا صاحب تھے، جن کے بھائی مولانا یوسف بھولا مدظلہ ہے، جو امریکہ میں مقیم ہے، مولانا ایوب بھولا صاحب کی شادی ہوئی اور بہت جلد طلاق بھی ہوگئی، مرحوم بیچارے دوسری شادی کے سلسلہ میں بڑے پریشان فکر مند رہتے تھے، دعائیں کرتے کرواتے، وظیفہ بھی تلاش کرتے رہتے، اور رشتہ بھی خود تلاش کرتے دوسروں سے تلاش

کرواتے ،اور جو بھی ملتا اسی موضوع پر وہ کلام فرماتے ،ایک مرتبہ حضرت شیخ واجد حسین صاحبؒ سے عرض کرنے لگے ،حضرت شادی کے لئے کوئی وظیفہ بتادو ،حضرتؒ نے مزاحاً ارشادفرمایا:ایک وظیفہ ہے ؛لیکن وہ آپ کے والدین پڑھیں گے،تو مولوی ایوب صاحب کہنے لگے حضرت میں ان سے درخواست کروں گا،انشاء اللہ وہ وظیفہ کی پابندی کریں گے،پھر حضرتؒ نے فرمایا:ان سے کہو، یہ وظیفہ روزانہ ۵۰۰ رمرتبہ ۴۰ ریوم تک پڑھے''اللہ ھو دے بھو'' مولوی ایوب صاحب بہت ہی خوش ہوگئے اور خوشی خوشی حضرتؒ کے کمرہ سے نکل کرفوراً گھر کی طرف جانے لگے،تب حضرتؒ نے فرمایا:ایسانہیں یہ تو بس مزاحاً کہہ دیا پھر ان کوایک مناسب ورد بتلایا۔

﴿وفات﴾

حضرتؒ کافی عرصہ تک صاحب فراش رہے، بالآخر ۲۵ رجنوری کی رات کو بارہ بج کر پینتالیس منٹ پر ایک عظیم داعی ،ایک محدث ،ایک ماہر مفسر،ایک مردم ساز شخصیت نے اس جہانِ فانی سے عالم بقا کی طرف رحلت اختیار کرلی ۔انا للہ وانا الیہ راجعون

نماز جنازہ ۲۴ ارربیع الاول ۱۴۳۵ھ مطابق ۲۶ رجنوری ۲۰۱۴ء اتوار کے دن عصر کی نماز کے بعد احاطہ مولسری دارالعلوم دیوبند میں علماء طلباء اور دانشوران کی موجودگی میں حضرت شیخ کے علمی جانشیں صاحبزادہ محترم مولانا ندیم الواجدی صاحب نے پڑھائی اور قبرستان قاسمی میں ایک درنایاب کواپنے والدواستاذمحترم کے جوار میں سپردخاک کردیا گیا۔

حضرتؒ پر بہت سارے مضامین لکھے گئے ہیں اور بہت ساری کتابیں لکھی جارہی ہیں اس لئے اس قدر مضمون پر بات سمیٹنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

بندہ اپنے اس خطبات کی پانچویں جلد کے ثواب کو اپنے اس مشفق استاذ و مربی حضرت شیخ الحدیث مولانا واجد حسین صاحب کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہے۔

حضرت شیخؒ کی وفات پر مرتب کیے ہوئے اشعار

از: جلال الرحمٰن، درجہ عربی پنجم

قد جاد الزمان كثيرا من الخلائق	ولكن ماوجد الانام مثل الواجد
ماسمحت قريحة أحد مثل محاسنه	وكيف؟لأنما مودعة من الله الماجد
ان كان هو مدرسا محتكا في النهار	فهو ينور جبهته ليلا بالمساجد
كان الفقيد رحيب الباع في العلوم و الفنون	لأنه كان من فرسان الجد والاجتهاد
كان أبي النفس ،لين الجانب ،بالغ الجهد	سليم الطوية،ثاقب القريحة،ذكي الفؤاد
لا شكوى له ولا شبهة له من الادارة	اينما اقام بالتدريس من المعاهد
استحي من سوال عفته وحياء ه	لان الملائكة يستحيين من الشيخ الواجد
قد فاق اقرانه في خصاله الحميدة	لم تر العيون نظيره على صفحة الوجود
كان الشيخ يجمع بين العلوم والتصوف	لانه في هذين البحرين يمثل حسين احمد
قد فجر الله تعالى من قلبه ينابيع الشعر والحكمة	فينشد ارتجالا ماشاء كثيرا من القصائد
واجد الحسين واجد معرفة الله	ويشرق أيضا بأنواره قلوب العباد
ان كان الفقيد انتقل الى رحمة الله	ولكنه حي خالد في قلوب العباد
كان الشيخ مثل سحاب العلوم والأدب	ويقتبس من علمه وأدبه ضيوف محمد
ماأحسن الضوء ينفجر من نجم متلألىء	اتى به سعيد من سعداء الاحمد
طوبى لمن نور القبر بانوار حسناته	ونال رضوانا من الرحمن الى الابد

اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں سے محبت

اس بیان کے چنندہ

جواہر پارے

☙	جب ہماری بنائی ہوئی کھانے کی کسی چیز کو کوئی برا کہہ دے ہم کو کتنی تکلیف ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی چیز کو اگر ہم نے برا کہا، اس کے ساتھ نفرت کی تو اللہ کو کتنی تکلیف ہوگی اور اللہ کتنے ناراض ہوں گے، سوچنے کا مقام ہے۔
☙	یہ انسان سراپا نسیان، سراپا گنہگار، سر سے لیکر پیر تک نافرمانی کرنے والا، لیکن اللہ تعالیٰ کی نظر میں کتنا پیارا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو سب سے اچھا بنا رہے ہیں، اپنے ہاتھ سے بنا رہے ہیں اور اپنی روح کو انسان میں ڈال رہے ہیں، انسان کے ساتھ اللہ کو کتنا پیار ہے۔
☙	کوئی گنہگار ہو کوئی برائی میں پھنسا ہوا ہو، کوئی اللہ کی نافرمانی کرتا ہو تو اس انسان سے اس گنہگار عورت سے اس گنہگار مرد سے کبھی نفرت مت کرنا، ہاں... گناہ سے نفرت کرو گنہگار سے **کبھی نفرت مت کرنا**
☙	راستہ میں چلتے ہوئے کسی فقیر کو، کسی بھکاری کو، کسی سائل کو کسی مانگنے والے کو کبھی معمولی مت سمجھنا، کبھی حقیر مت سمجھنا، پتہ نہیں اللہ کے یہاں اس کا کیسا مقام ہو؟ کیسا درجہ ہو؟
☙	اللہ تو یہ فرماتے ہیں: اے انسان تجھ سے کوئی گناہ ہو جائے تو نیکی کر ڈال، میں تیرے گناہ کو ہمیشہ کے لئے مٹا دوں گا، ختم کر دوں گا۔ سبحان اللہ!!! اللہ کو ہم سے کیسی محبت ہے، کیسا پیار ہے۔

﴿۱﴾

﴿اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں سے محبت﴾

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ نَحۡمَدُہٗ وَنَسۡتَعِیۡنُہٗ وَنَسۡتَغۡفِرُہٗ وَنُؤۡمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیۡہِ وَنَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنۡ شُرُوۡرِ اَنۡفُسِنَا وَمِنۡ سَیِّاٰتِ اَعۡمَالِنَا مَنۡ یَّھۡدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنۡ یُّضۡلِلۡہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشۡھَدُ اَنۡ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحۡدَہٗ لَا شَرِیۡکَ لَہٗ وَاَشۡھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَ شَفِیۡعَنَا وَحَبِیۡبَنَا وَاِمَامَنَا وَمَوۡلَانَا مُحَمَّداً عَبۡدُہٗ وَرَسُوۡلُہٗ صَلَوَاتُ اللّٰہِ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی عَلَیۡہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَذُرِّیَّاتِہٖ وَ اَھۡلِ بَیۡتِہٖ وَاَھۡلِ طَاعَتِہٖ وَبَارِکۡ وَسَلِّمۡ تَسۡلِیۡمًا کَثِیۡراً کَثِیۡراً...... اَمَّا بَعۡدُ !

فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ ۝ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝

لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِیۡۤ اَحۡسَنِ تَقۡوِیۡمٍ۔ [پارہ ۳۰: سورۃ تین: آیت ۴]

وقال تعالیٰ فی مقام اٰخر

وَلَقَدۡ کَرَّمۡنَا بَنِیۡۤ اٰدَمَ وَحَمَلۡنٰھُمۡ فِی الۡبَرِّ وَ الۡبَحۡرِ [پارہ ۱۵: سورۃ بنی اسرائیل: آیت ۷۰]

صدق اللّٰہ مولانا العظیم و صدق رسوله النبیّ الکریم ونحن علٰی ذالک لمن الشّاھدین و الشّاکرین والحمد للّٰہ ربّ العالمین

یا ربّ صلّ وسلّم دائما ابدا علٰی حبیبک خیر الخلق کلّھم

﴿دنیا کی ہر چیز کو اللہ تعالی نے بہت اچھا بنایا ہے﴾

اللہ سبحانہ وتعالی نے اتنی بڑی جو دنیا بنائی ہے، اس میں ہر چیز کو اللہ نے بہت اچھا بنایا ہے، آسمان بنائے بہت اچھے بنائے، زمین بنائی بہت اچھی بنائی، جانور بنائے بہت اچھے بنائے، درخت بنائے، پھل فروٹ اور پتے بنائے ہر ایک کو اچھے بنایا، غرض ان دنیا میں جتنی بھی چیزیں اللہ سبحانہ وتعالی نے بنائی ہے ہر ایک کو اللہ تعالی نے بہت اچھا بنایا ہے۔ خود قرآن میں اللہ سبحانہ وتعالی ارشاد فرماتے ہیں:

الَّذِیْٓ اَحْسَنَ كُلَّ شَیْءٍ خَلَقَهٗ [پارہ ۲۱: سورۃ الم سجدہ: آیت ۷]

اللہ کی ذات وہ پاک ذات ہے جس نے تمام چیزوں کو بہت اچھا بنایا ہے، بہت بہترین اور بہت عمدہ بنایا ہے۔

میری دینی بہنو! جب اللہ تعالی نے ہر چیز کو بہت اچھا بنایا اور خود اللہ نے قرآن میں فرمادیا ہے کہ میں نے تمام چیزوں کو بہت اچھا بنایا ہے تو پھر ہم کو کوئی حق نہیں ہے کہ اس اللہ تعالی کی پیدا کی ہوئی چیزوں میں سے کسی چیز کو بھی برا کہے۔

﴿اللہ تعالی کی کسی بھی نعمت کو برا نہیں کہنا چاہیے﴾

اللہ کی جو نعمت بھی ہمارے ہاتھ میں آئے، ہم ہمیشہ یہ سوچے کہ یہ میرے اللہ کی بنائی ہوئی ہے، میرے اللہ کی پیدا کی ہوئی ہے اور میرے اللہ نے ہر چیز کو اچھا ہی بنایا ہے، اس لئے میرے اللہ کی بنائی ہوئی چیز بری اور خراب نہیں ہوسکتی، اس لئے کبھی کسی مخلوق کے بارے میں، اللہ کی بنائی ہوئی چیز کے بارے میں ہمیں کوئی بری بات اپنی زبان سے نکالنی نہیں چاہئے، تم کو پسند آئے تو اس کو استعمال کرلو، فائدہ اٹھالو، پسند نہ آئے تو اس کو چھوڑ دو

،لیکن کبھی اللہ کی پیدا کی ہوئی کسی چیز کے بارے میں کوئی غلط بات، کوئی برا لفظ اپنی زبان سے نکالنا نہیں چاہئے۔

ہم جانتے ہیں کہ کوئی بھی انسان دنیا میں کوئی چیز بناتا ہے، تو اس کو اپنی بنائی ہوئی چیز سے بڑی محبت ہوا کرتی ہے۔

آپ نے ایک کھانا بنایا، کوئی ڈش بنائی، آپ کو اپنی بنائی ہوئی ڈش سے، کھانے سے بڑی محبت ہوتی ہے، آپ کا دل یہ چاہتا ہے کہ کوئی اس کھانے کی برائی نہ کرے، ہر ایک کو وہ کھانا پسند آئے۔

آپ جانتی ہو کہ آپ نے محنت کر کے کوئی عمدہ ڈش تیار کی اور آپ کے شوہر نے یا کسی اور نے اس کی ذرا سی برائی کر دی، کوئی کمی نکالی تو آپ کے دل میں کتنی چوٹ لگتی ہے، آپ کے دل کو کتنی تکلیف پہنچتی ہے کہ میں نے اتنی محنت کر کے بنایا اور اتنا اچھا بنایا اور یہ لوگ میری بنائی ہوئی چیز میں عیب نکالتے ہیں، اس کو برا کہتے ہیں اس سے آپ کو تکلیف ہوتی ہے۔

میری بہنو! یہ تو ہماری دنیا کی چیز کا حال ہے کہ کوئی ہماری بنائی ہوئی چیز کو برا کہہ دے، ہم کو تکلیف ہوتی ہے، اس لئے کہ ہم کو ہماری بنائی ہوئی چیز سے محبت ہے۔

اللہ نے اتنی بڑی دنیا بنائی، اتنی بڑی دنیا میں بے شمار مخلوق اللہ نے بنائی، اللہ کو اپنی ہر ہر مخلوق کے ساتھ بہت پیار ہے، اللہ کو بہت محبت ہے، جانوروں سے بھی محبت ہے، درختوں سے بھی محبت ہے، پانی سے بھی محبت ہے، آسمان سے بھی محبت ہے، زمین سے بھی محبت ہے، ہر چیز سے اللہ کو محبت ہے۔

اسی لئے حدیث شریف میں آتا ہے:

قال قال النبیّ ﷺ الخلق عیال اللّٰہ فأحبّ الخلق الیٰ اللّٰہ من احسن الیٰ عیالہ او کما قال علیہ الصّلوٰۃ والسّلام(مشکوۃ شریف ۴۲۵/۲)

سبحان اللہ... حدیث شریف کے کتنے پیارے الفاظ ہیں، حضور اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ: زمین میں، آسمان میں، سمندر میں، جنگلوں میں، پہاڑوں میں، ہواؤں میں، جتنی بھی چیزیں ہیں جتنی بھی اللہ تعالی کی مخلوق ہے، وہ سب اللہ تعالی کی فیملی ہے، اللہ تعالی کا خاندان ہے۔

سبحان اللہ... اللہ ہر چیز کو اپنی فیملی بتلا رہے ہیں **الخلق عیا ل اللہ** پھر آگے فرمایا: اللہ کی نظر میں وہ بندہ، وہ بندی بہت اچھے ہیں جو اللہ کی مخلوق کے ساتھ اچھا برتاو کرے، اچھا سلوک کرے: **فاحبّ الخلق الیٰ اللّٰہ من احسن الیٰ عیالہ۔**

سوچو... میری دینی بہنو! آج ہمارے ہاتھ میں اللہ کی کوئی نعمت آتی ہے، کوئی فروٹ آیا، کوئی پھل آیا، کوئی کھانے کی چیز آئی، کوئی کپڑا آیا، کوئی پہننے کی چیز آئی، اگر ہم کو پسند نہیں آتی ہے تو ہم نفرت کر کے نفرت کے ساتھ اس کو پھینک دیتے ہیں، اس کے لئے بری بات زبان سے نکالتے ہیں۔

سوچ لو... جب ہماری بنائی ہوئی کھانے کی کسی چیز کو کوئی برا کہہ دے ہم کو کتنی تکلیف ہوتی ہے تو اللہ تعالی کی بنائی ہوئی چیز کو اگر ہم نے برا کہا، اس کے ساتھ نفرت کی تو اللہ کو کتنی تکلیف ہوگی اور اللہ کتنے ناراض ہوں گے، سوچنے کا مقام ہے: اس لئے یہ بات

ہمیشہ دل میں رکھ لو کہ اللہ کی بنائی ہوئی کسی بھی چیز کے بارے میں ہمیں نفرت نہیں کرنی ہے، اس کو برا نہیں کہنا ہے، اگر پسند آئے ہماری طبیعت کے موافق ہے استعمال کرلو، طبیعت کے موافق نہیں ہے تو اس کو چھوڑ دو لیکن نفرت کبھی مت کرنا اور کبھی اس کو برا بھی مت کہنا۔

اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبت انسان سے ہے

اب اس سے ایک قدم آگے چلو، تمام کی تمام چیزیں اللہ کو بڑی پیاری ہیں، سب چیزیں اللہ کی محبوب ہیں، اللہ نے ان سب کو بہت اچھا بنایا ہے؛ لیکن ان تمام مخلوقات میں اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پیار، سب سے زیادہ محبوب چیز وہ ''انسان'' ہے، اللہ تعالیٰ نے جتنی چیزیں بنائی ہیں، ان تمام چیزوں میں اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پیاری چیز انسان ہے۔

محبوب چیز کے ساتھ ہمارا برتاؤ

آپ سمجھتے ہو اس بات کو کہ آپ کو کسی چیز سے محبت ہے تو آپ اس کو بہت اچھا بناتے ہیں، کوئی آپ کی فیوریٹ آئیٹم ہے، پسندیدہ مرغوب کھانا ہے، تو آپ اس کو پوری محنت سے بنائیں گے، پورے دھیان سے بنائیں گے، پوری توجہ سے بنائیں گے اور اس کو بالکل اچھے سے اچھا تیار کریں گے؛ اس لئے کہ وہ آپ کی فیوریٹ چیز ہے، آپ کی محبوب چیز ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو سب سے زیادہ اچھا بنایا

میری دینی بہنو! یہ انسان تمام مخلوق میں اللہ کا سب سے زیادہ پیارا ہے، سب سے

زیادہ لاڈلا ہے مرد ہو کہ عورت ہو، مالدار ہو کہ غریب ہو، کالا ہو کہ گورا ہو، جاہل ہو کہ عالم ہو، مسلمان ہو کہ غیر مسلم ہو کوئی بھی ہو، انسان انسان ہونے کے ناطے اللہ کی تمام مخلوق میں اللہ کو سب سے زیادہ پیاری مخلوق ہے، اللہ کو انسان سے بہت محبت ہے؛ اس لئے تو اللہ نے قرآن میں کتنی پیاری بات فرمائی:

لَقَدْ خَلَقْنَا الاِنْسَانَ فِيْ اَحْسَنِ تَقْوِيْم۔ [پارہ۳۰: سورۂ تین: آیت۴]

تمام کی تمام مخلوق میں اللہ نے انسان کو سب سے اچھا بنایا، سب سے پیارا بنایا، اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کو انسان سے بہت پیار ہے، بہت محبت ہے اس لئے تو اللہ نے انسان کو سب سے اچھا بنایا ہے۔

ایک دوسری جگہ اللہ فرماتے ہیں:

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْ اٰدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ [پارہ۱۵: سورۂ بنی اسرائیل: آیت۷۰]

ہم نے انسان کو عزت عطا فرمائی، آدم کو اور اس کی اولاد کو ہم نے عزت عطا فرمائی۔ سبحان اللہ!!!

﴿انسان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے بنایا﴾

یہ انسان اللہ کا اتنا پیارا ہے کہ حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے انسان حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے ہاتھوں سے بنایا۔

اب اللہ کے ہاتھ کیسے؟ ہماری سمجھ میں آنے والی چیز نہیں ہے لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ [پارہ۲۵: سورۂ شوریٰ: آیت۱۱]

اللہ تعالیٰ کی ذات ہماری سمجھ میں آنے والی نہیں، اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے اپنی قدرت سے حضرت آدم علیہ السلام کو یعنی پہلے انسان کو بنایا۔

﴿انسان میں اللہ تعالیٰ نے اپنی روح ڈالی﴾

سوچو... میری دینی بہنو! اس انسان سے اللہ کو کتنا پیار ہوگا کہ پہلے انسان کو اللہ اپنے ہاتھ سے بنا رہے ہیں، اپنے ہاتھ سے پیدا کر رہے ہیں، پھر آگے فرماتے ہیں:

وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ (پارہ ۲۳/سورہ ص/آیت ۷۲)

جب حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے ہاتھوں سے بنایا، تو اللہ نے اپنی روح حضرت آدم علیہ السلام میں ڈال دی، ''اپنی روح'' اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ میں نے اپنی روح آدم میں ڈالی۔ یعنی انسان میں، ڈالی جانے والی روح کی نسبت اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف فرمائی۔

سوچو... دینی بہنو! یہ انسان سراپا نسیان، سراپا گنہگار، سر سے لیکر پیر تک نافرمانی کرنے والا، لیکن اللہ تعالیٰ کی نظر میں کتنا پیارا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو سب سے اچھا بنا رہے ہیں، اپنے ہاتھ سے بنا رہے ہیں اور اپنی روح کو انسان میں ڈال رہے ہیں، انسان کے ساتھ اللہ کو کتنا پیار ہے۔

﴿ہر مخلوق کی اللہ تعالیٰ کے یہاں قدر و قیمت ہے﴾

ایک اللہ تعالیٰ کے بندہ نے کتنی اچھی بات بتلائی کہ: دنیا کا کوئی بھی انسان، کوئی بھی چیز چاہے ہماری نظر میں وہ کیسی ہی ہو، لیکن اللہ تعالیٰ کے یہاں وہ بہت ہی قیمتی ہے، اس کے قیمتی ہونے کے لئے یہ بات بہت بڑی ہے کہ اس چیز کو پیدا کرتے وقت، اس

چیز کو بناتے وقت اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف توجہ فرمائی، بس اللہ تعالیٰ کا اس کی طرف توجہ فرمانا، یہ اس چیز کے قیمتی ہونے کی بہت بڑی دلیل ہے، پھر ہم کون ہوتے ہیں جو اس چیز کو بے کار، بے فائدہ سمجھے، اسی لئے کسی چیز کو حقیر، نیچا نہیں سمجھنا چاہیے۔

بولی ہوئی بات کا اثر

میں آپ لوگوں کے ملک کے اعتبار سے ایک خاص نصیحت کرتا ہوں کہ کسی بھی انسان کی توہین ہو، تحقیر ہو، اس طرح کے الفاظ بھی نہیں بولنا چاہیے، چاہے اس کو تمہارے بولے ہوئے الفاظ سمجھ میں آئے یا نہ آئے، بہت سی مرتبہ ہماری زبان سامنے والا جانتا نہیں ہے، لیکن ہم جو الفاظ بولتے ہیں، اس کا اثر اس کے دل پر ہوتا ہے اور اس کی وجہ سے اس کے دل میں بولنے والے کے متعلق ناراضگی اور نفرت کے جذبات پیدا ہوتے ہیں، آپ اس ملک کے رہنے والے افریقی بھائیوں کو کالا، (kir)yi[] اس طرح کے الفاظ بولتے ہیں، تو چاہے وہ آپ کے بولے ہوئے الفاظ کو نہ سمجھے؛ لیکن پھر بھی اس کا اثر ضرور سامنے والے پر پڑتا ہے، اس لئے اس طرح کے توہین والے الفاظ ان کے لئے نہیں بولنے چاہیے، ہمارے یہاں ہندوستان میں تو اس طرح کے توہین والے الفاظ جس سے کسی کے خاندان یا قومیت پر ذلتی ہوتی ہو، ایسے الفاظ بولنا قانونی جرم ہے، اس پر سزا ہوتی ہے، پہلے لوگ بے دھڑک، دبلا، {dB²/4} ڈھیڑوں، بھنگی اس طرح کے الفاظ بولتے تھے، اب اس طرح کے الفاظ بولنے سے مقدمہ ہوجاتا ہے، اس کے بجائے محتاط الفاظ کڑچتی، ہریجن اسطرح کے مہذب الفاظ استعمال کرنا ضروری ہوگیا ہے۔

لکھے ہوئے الفاظ کی تاثیر

اس طرح کسی کے خلاف آپ گستاخی والے الفاظ لکھے تو اس کی بھی ایک تاثیر ہوتی ہے، اگر سامنے والا آپ کے الفاظ سمجھ رہا ہے، تو جب وہ نامناسب الفاظ سنے گا یا پڑھے گا ، تو اس کے دل میں نفرت کا آنا بالکل ظاہر ہے، اس وقت وہ آپ کے سامنے کسی مجبوری یا اپنی کمزوری یا آپ کی کسی قسم کی بڑائی کی وجہ سے کچھ بول نہ سکے اور اس کو برداشت کرلیوے، لیکن اس کے دل میں نفرت کے جذبات تو پیدا ہوتے ہی ہیں، اور اگر سامنے والا آپ کے لکھے ہوئے یا بولے ہوئے الفاظ سمجھتا نہیں ہے، تب بھی اس کے دل میں ان الفاظ کے اثرات کی وجہ سے نفرت کے جذبات آتے ہیں۔

﴿ایک عجیب واقعہ﴾

میری زمانۂ طالب علمی میں میرے مرشد ثانی حضرت اقدس مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم ہمارے جامعہ ڈابھیل کے ناظم تعلیمات ہوا کرتے تھے، طلباء چھٹی لینے کے لئے عجیب عجیب پینترے گھڑتے تھے، ایک طالب علم اپنی علاقائی زبان میں آیا ہوا ایک خط لیکر کے رخصت لینے کے لئے حضرت کے پاس گیا، اس کی زبان کو جاننے والا، اس علاقہ کا وہ ایک ہی طالب علم تھا، اور کوئی طالب علم مدرسہ میں نہیں تھا، حضرت نے فرمایا: تمہارے خط کا مضمون تو میں پڑھ نہیں پا رہا ہوں، تو اس طالب علم نے خود پڑھا اور گھر میں ایک عجیب حادثہ پیش آیا، اس کی تفصیلات سنائیں، حضرت اردو زبان میں اس کی بات سنتے رہے، اور اس کے خط کو غور سے دیکھنے لگے، پھر ارشاد فرمایا، کسی واقعہ کے پڑھنے یا سننے پر جو اثر ہونا چاہیے وہ اس میں نہیں ہے، معلوم ہوا کہ یہ خط جعلی ہے، بعد میں تحقیق سے بھی یہی پتہ چلا۔

﴿کبھی کسی انسان کو برا نہیں کہنا چاہیے﴾

اس لئے میری دینی بہنو! کبھی کسی انسان کو برامت کہنا، کبھی کسی انسان کو برامت سمجھنا، یہ سمجھنا کہ دنیا کا ہر ہر انسان اللہ کا سب سے زیادہ پیارا ہے، اللہ کا سب سے زیادہ چہیتا ہے، اللہ کا سب سے زیادہ لاڈلا ہے، اللہ کی نظر میں سب سے زیادہ محبوب ہے، اگر میں اس کو برا کہوں یا برا سمجھوں تو میرے اللہ ناراض ہو جائیں گے، کوئی کالا آدمی ہے، کوئی کالی عورت ہے، اس کو بھی برامت سمجھنا، اس لئے کہ اس کالے کو بھی بنانے والے میرے اللہ ہے اور وہ بھی میرے اللہ کا پیارا ہے۔

﴿گناہوں سے نفرت کرو، گنہگار سے نہیں﴾

کوئی گنہگار ہو کوئی برائی میں پھنسا ہوا ہو، کوئی اللہ کی نافرمانی کرتا ہو تو بھی میری دینی بہنو! اس انسان سے اس گنہگار عورت سے اس گنہگار مرد سے کبھی نفرت مت کرنا، ہاں... **گناہ سے نفرت کرو گنہگار سے کبھی نفرت مت کرنا** اس لئے کہ وہ گنہگار مرد، گنہگار عورت اس کو بھی بنانے والے میرے اللہ ہیں اور اللہ کو انسان سے بڑی محبت ہے، اگر نفرت کی اور نفرت میں اس کو برا بھلا کہا تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ ناراض ہو جائیں گے کہ تو کون ہوتا ہے، میرے بندہ کو برا کہنے والا، اس سے نفرت کرنے والا؛ اس لئے ہمیشہ اس بات کو اپنے دھیان میں رکھو کہ ہر چیز اللہ کی مخلوق ہے اور تمام مخلوق میں انسان اللہ کی نظر میں بہت محبوب ہے، بہت ہی پیارا ہے اس لئے ہمیں ہر ایک کے ساتھ اچھائی سے رہنا چاہئے۔

﴿ہر محبوب اپنی محبوب چیز کو اچھی حالت میں دیکھنا پسند کرتا ہے﴾

ایک عجیب بات میں آپ کو بتلاؤں کہ دیکھئے! میری دینی بہنو! دنیا میں جب کسی کو کسی سے محبت ہوتی ہے، جیسے شوہر کو اپنی بیوی سے محبت ہے بیوی کو شوہر سے محبت ہے، ماں کو بیٹے سے محبت ہے، بیٹے کو ماں سے محبت ہے، دنیا میں جب کسی کو کسی سے محبت ہوتی ہے تو وہ ان کو اچھی حالت میں دیکھنا پسند کرتے ہیں، شوہر کو بیوی سے محبت ہے تو شوہر کا دل یہ چاہے گا کہ میں بیوی کو اچھی حالت میں دیکھوں، بیوی کو شوہر سے محبت ہے تو بیوی چاہے گی کہ میں اپنے شوہر کو اچھی حالت میں دیکھوں، ماں کو بیٹے سے محبت ہے تو ماں یہ چاہے گی کہ میں اپنے بیٹے کو اچھی حالت میں دیکھوں، ایک بیٹے کو ماں سے محبت ہے بیٹا چاہے گا کہ میں اپنی ماں کو اچھی حالت میں دیکھوں، یہ دنیا کا مزاج ہے "ہر ایک محبت کرنے والا اپنی پیاری چیز کو اچھی حالت میں دیکھنا پسند کرتا ہے"۔

ایک بہت ہی عجیب بات

لیکن ایک زبردست بات آج کی مجلس میں میں آپ کو سمجھانا چاہتا ہوں کہ "اس انسان کے ساتھ اس گنہگار مرد وعورت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو کیسی محبت ہے؟ کیسا پیار ہے کہ اللہ تعالیٰ انسان کی اچھی حالت سے بھی محبت کرتے ہیں اور انسان کی گندی اور بری حالت سے بھی اللہ تعالیٰ محبت کرتے ہیں" ایسا محبت کرنے والا کوئی نہیں ملے گا جو تمہاری گندی حالت سے بھی محبت کرے، ایسا محبت کرنے والا کوئی نہیں ملے گا جو تمہاری بری حالتوں سے بھی محبت کرے، ایک اللہ ہے، اللہ کی محبت نرالی ہے، اللہ کی محبت انوکھی ہے، اللہ کا پیار ہمارے ساتھ بڑا عجیب ہے، ہماری گندی چیزوں سے بھی ہماری بری چیزوں سے بھی اللہ کو بڑی محبت ہے، کیسے ہمارے اللہ ہے۔

دیکھو! ہم چاہیں گے کہ ہمارے شوہر کے کپڑے اچھے ہوں، میلے نہ ہوں، اس کے بال اچھے ہوں میلے کچیلے نہ ہوں، بال میں غبار نہ ہو، بال میں میل نہ ہو، شوہر بھی چاہے گا کہ میری بیوی کے کپڑے اچھے ہو، اس کے بال بکھرے ہوئے نہ ہو؛ لیکن اللہ تعالیٰ کو ہم سے کیسی محبت ہے؟ کیسا پیار ہے کہ حدیث میں ارشاد فرمایا:

ایک بندہ میلا کچیلا، بال بھی اس کے بکھرے ہوئے اور اس کا یہ میلا کچیلا ہونا اللہ کے واسطے ہے، اس نے احرام کی دو چادریں باندھ لی لبیک **لبیک** پڑھتے ہوئے، عرفات کے میدان میں جا رہا ہے، اس کے احرام کے اوپر مٹی لگی ہوئی ہے، گندہ میلا اس کا احرام ہے، بال میں مٹی ہے، بال بھی اس کے گندے ہیں، سبحان اللہ..... حدیث میں فرمایا کہ: ایسا بندہ ایسی بندی جس کے کپڑے میلے، جس کے بال میلے، جس کے بال میں مٹی ہے، ایسا بندہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں بڑا پیارا اور بڑا اچھیتا ہے۔ ہمارے اللہ ہم سے کیسی محبت کرنے والے ہیں۔

احرام کے علاوہ عام حالت کے متعلق بھی حدیث میں فرمایا:

رب اشعث مدفوع بالأبواب لو اقسم علی الله لأبره. (مسلم شریف حدیث نمبر ۴۷۵۴)

ترجمہ: بہت سارے پراگندہ حال، فقیر ایسے ہوتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ پر کوئی قسم کھالے تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور پورا فرماتے ہیں۔

دوسری روایت میں ہے:

رب اشعث اغبر ذی طمرین لو اقسم علی الله لأبره. (شعب

الایمان ۷/۳۳۱)

ترجمہ: بہت سارے پراگندہ حال، دو چادر والا (تنگ دست) ایسے ہوتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ پر کوئی قسم کھالے تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور پورا فرماتے ہیں۔

تیسری روایت میں ہے:

رب اشعث اغبر لا یؤبه به لو اقسم علی الله لأبره. (مسند بزار، حدیث نمبر ۶۴۵۹)

ترجمہ: بہت سارے پراگندہ حال، جس کی کوئی پرواہ نہیں کرتے، ایسے ہوتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ پر کوئی قسم کھالے تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور پورا فرماتے ہیں۔

کتنے لوگ ایسے ہیں کہ جن کے کپڑے پرانے میلے پھٹے ہوئے، بال ان کے بکھرے ہوئے، ضعیف کمزور، باہر سے دیکھنے میں ان کی کوئی پوزیشن نہیں، ایک دم کمزور، لوگ ان کی عزت بھی نہیں کرتے، کوئی ان کی طرف دیکھنا پسند نہیں کرتا؛ لیکن اللہ کے یہاں ان کا ایسا مقام ہے، ایسا مرتبہ ہے کہ اللہ کی قسم کھا کر کوئی ایک بات کہہ دے، تو اللہ تعالیٰ وہ بات پوری کردے۔

کسی کو حقیر نہیں سمجھنا چاہیے

اس لئے راستہ میں چلتے ہوئے کسی فقیر کو، کسی بھکاری کو، کسی سائل کو کسی مانگنے والے کو کبھی معمولی مت سمجھنا، کبھی حقیر مت سمجھنا، پتہ نہیں اللہ کے یہاں اس کا کیسا مقام ہو؟ کیسا درجہ ہو؟

مشہور ہے کہ دہلی کی جامع مسجد کی سیڑھی پر ہر دور میں کوئی نہ کوئی اللہ تعالیٰ کا ولی، جو

اپنے زمانہ کے قطب وابدال میں سے ہوتا ہے لیکن ظاہراً فقیر کی شکل میں ہوتا ہے، وہ رہا کرتا ہے۔

﴿ایک پاگل عورت کا واقعہ﴾

میرے حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ سنایا کرتے تھے، غالباً حضرت انبالہ کی بات سناتے تھے کہ وہاں جہاں بس اسٹاپ ہوتا تھا، اس بس اسٹاپ پر ایک عورت تھی، بالکل فقیر، پاگل جیسی عورت، دیوانی عورت، اس عورت کے ظاہری پاگل پن کا حال یہ تھا کہ وہاں جب بس لائن میں کھڑی رہتی تھی تو وہ عورت پاگلوں کی طرح بولتی رہتی تھی، اور اشارہ کرتی تھی ''چلو چلو بس کو چلاؤ، بس کو لے جاؤ، بس کو آگے بڑھاؤ'' اس طرح پاگلوں کی طرح بولتی رہتی تھی، پورا دن اس کا یہی کام، ایک پاگل جیسی عورت، دیوانی عورت بس اسٹاپ پر کھڑے ہوکر ''بس چلاؤ، بس آگے بڑھاؤ، بس ٹھہراؤ'' ایسا بولتی رہے۔

ایک مرتبہ کسی بس کے ڈرائیور کو غصہ آیا اور اس نے غصہ میں اس عورت کو وہاں سے بھگایا کہ ''ہٹ جا یہاں سے، تو یہ کیا بولتی رہتی ہے کہ بس چلاؤ'' اس عورت کو نفرت کر کے بھگا دیا، اس عورت کو ناراض کر دیا، وہ عورت وہاں سے ہٹی اور ایک طرف کونے میں جا کر بیٹھ گئی، جیسے ہی وہ عورت جا کر کے بیٹھی، اللہ کی قدرت! اللہ کی شان دیکھو کہ وہ جو بس تھی، ایک ہی جگہ رکی ہوئی ہے، چل ہی نہیں رہی ہے، مکینک (کاریگر) آرہے ہیں اس کو چیک کر رہے ہیں، ٹھیک کر رہے ہیں، بہت محنت کی؛ لیکن وہ بس چل نہیں رہی ہے، وہاں کوئی سمجھ دار تھا، اس نے کہا ''در اصل بات یہ ہے کہ تم نے اس عورت کو نفرت کر کے بھگا دیا ہے، ناراض کر دیا، وہ اللہ کے یہاں عجیب درجہ رکھنے والی عورت ہے، جاؤ، اس عورت کو

راضی کر کے لاؤ، جب وہ بولے گی، تب جا کر یہ بس چلے گی، وہاں تک چلنے والی نہیں ہے'' یہ بات سن کر ڈرائیور کنڈ یکٹر اتر کر کے گئے، اس فقیر، پاگل جیسی عورت سے معافی مانگی، اس کو سمجھایا، سمجھا کر کے لائے پھر اس نے اشارہ کیا کہ بس چلاؤ تو بس چلنے لگی۔

میری دینی بہنو! کون سا فقیر جیسا بندہ، کونسا پھٹے پرانے، میلے کپڑے والا بندہ یا بندی اللہ کے یہاں اونچا مقام رکھے ہم نہیں کہہ سکتے اس لئے کبھی کسی سے نفرت مت کرنا۔

اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوق کی ہر ہر چیز سے پیار ہے، ہر ہر چیز سے اللہ محبت رکھتے ہیں، اس میں خاص طور پر یہ انسان اللہ تعالیٰ کی نظر میں بڑا عزت والا ہے. اللہ اکبر......لوگ اپنے محبوب کی اچھی چیز سے پیار کرتے ہیں، اللہ کو انسان کی میلی کچیلی گندی حالتوں سے بھی پیار ہے، ایسی نرالی محبت کرنے والے اللہ ہیں۔

﴿اللہ تعالیٰ کو انسان کی بدبو سے بھی محبت ہے﴾

دیکھئے! رمضان کا مبارک مہینہ چل رہا ہے، اللہ ہمارے روزوں کو قبول فرمائے، میری دینی بہنو! آپ سب اس بات کو سمجھتی کہ آپ کا ایک چھوٹا سا بچہ ہے، اس بچہ نے پاخانہ کر دیا، پیشاب کر دیا، اس کی چڈی میں سے، کپڑوں میں سے بدبو نکل رہی ہے، خراب خراب بدبو نکل رہی ہے، تو ماں فوراً اس بچہ کو دھو کر کے صاف کر دیتی ہے، ایک ماں کو اپنے معصوم بچہ سے پیار ہے، محبت ہے لیکن ماں اپنے بچہ کی بدبو سے محبت نہیں کرتی، فوراً اس کی چڈی (کپڑے) بدل دیتی ہے، بچہ کو دھو ڈالے گی اور اس کو نئی چڈی، نئے کپڑے پہنائے گی، اس کو پاوڈر لگائے گی، کریم لگائے گی، لیکن اللہ پاک کی قسم میری ماں بہنو! اللہ کو ہم سے ایسی محبت ہے کہ ہمارے منہ میں سے جو بدبو نکلتی ہے اللہ کو اس سے پیار اور محبت ہے حدیث میں

فرمایا:

والذی نفسی بیدہ لخلوف فم الصائم اطیب عند الله تعالی من ریح مسک. (بخاری شریف حدیث شریف۱۷۶۱)

ایک روزہ دار چاہے مرد ہو یا عورت ہو اس کے منہ میں سے جو بدبو نکلتی ہے اللہ کی نظر میں وہ بدبو مشک سے بھی زیادہ پیاری ہے، مشک اتنی قیمتی چیز، اتنی خوشبو والی چیز، لیکن اللہ کی نظر میں ایک روزہ دار کے منہ میں سے جو بدبو نکلتی ہے وہ بدبو اللہ کو بہت پیاری ہے، اللہ تعالی کو بہت محبوب ہے۔

﴿حضرت موسیٰ علیہ السلام طور پہاڑ پر﴾

دیکھو! اللہ تعالی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بلایا کہ آؤ طور پہاڑ پر ہم تم کو تورات کتاب دیں گے، طور پہاڑ پر آکر ایک مہینہ کا اعتکاف کرو، حضرت موسیٰ علیہ السلام تشریف لے گئے وَوٰعَدْنَا مُوْسٰى ثَلٰثِيْنَ لَيْلَةً [پارہ۹: سورۂ اعراف: آیت۱۴۲]

تیس رات ایک مہینہ اللہ تعالی نے قیام کرنے بلایا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قیام کیا، پورا ذی قعدہ کا مہینہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے طور پر قیام کیا اور روزے رکھے، پورا مہینہ کچھ نہیں کھایا، منہ سے بدبو آرہی تھی، تفسیر میں ہے کہ منہ سے جو بو آرہی تھی تو کسی درخت کی مسواک چبالی، مسواک کر کے دانت صاف کر لئے، اور بدبو ختم ہوگئی، اللہ کے یہاں سے خطاب ہوا، جس کا حاصل یہ ہے کہ ”موسیٰ ہم کو تو تمہارے منہ کی بدبو پسند تھی، تمہارے منہ میں سے جو بدبو نکل رہی تھی وہ پیاری تھی اور تم نے مسواک کر کے وہ بدبو ختم کر دی، اب تم کو دس دن اور اعتکاف کرنا پڑے گا؛ تاکہ نئی بدبو پیدا ہو اور اس کے بعد ہم تم کو تورات کتاب

دیں گے“.....اللہ اکبر

میری دینی بہنو! تیس دن کی جو بدبو تھی، اللہ تعالیٰ کو اتنی پیاری تھی اور جب وہ بدبو ختم کردی تو اللہ تعالیٰ نے مزید دس دن کا قیام کروایا، اور ذی الحجہ کے مہینے کے پہلے دس روزے رکھوائے کل چالیس دن مکمل ہوئے، چالیس دن کا قیام مکمل ہوا پھر سے نئی بدبو پیدا ہوئی، اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تورات کتاب عطا فرمائی۔

﴿ایک قدرتی عجیب بات﴾

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی دس ذی الحجہ کو تورات جیسی مبارک کتاب نصیب ہوئی اور ہماری شریعت، اسلامی شریعت، شریعت محمدی بھی دس ذی الحجہ کے مہینہ کے پہلے عشرہ میں مکمل ہوئی۔

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا (پارہ۶/سورۂ مائدہ/آیت۳)

ترجمہ: آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کردیا اور میں نے تم پر اپنی نعمت کو اتمام تک پہنچایا اور میں نے تمہارے لئے اسلام کو بطور دین کے پسند کیا۔

﴿حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور یہود کا واقعہ﴾

جب یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی تو بعض یہود نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ امیر المؤمنین! اگر یہ آیت ہم پر نازل کی جاتی تو ہم اس کے نازل ہونے کے دن کو عید منایا کرتے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم کو معلوم نہیں کہ جس روز یہ آیت ہم پر نازل ہوئی اس دن مسلمانوں کی دو عیدیں جمع ہوگئی تھیں۔ یہ آیت ۱۰ھ ہجری میں ”حجۃ الوداع“ کے موقع

پر ’’عرفہ‘‘ کے روز ’’جمعہ‘‘ کے دن عصر کے وقت نازل ہوئی۔

ایک جمعہ دن اور ایک عرفہ کا دن اور یہ دونوں دن ہمارے لئے عید کے دن ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ ہمارے اللہ ہم سے کیسے محبت کرنے والے ہیں، کیسے پیار کرنے والے ہیں ہمارے اللہ کہ ہماری بدبو سے بھی محبت ہے، ہماری گندی حالت سے بھی اللہ کو محبت ہے۔

﴿ہمارے خون سے بھی اللہ تعالیٰ کو محبت ہے﴾

یہ جو ہمارے بدن سے خون نکلتا ہے کتنی گندی چیز ہے، قرآن میں اس کو فرمایا:

اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِیْرٍ (پارہ۸/سورۂ انعام/آیت ۱۴۵)

بدن سے بہنے والا خون اور یہ خنزیر کا گوشت یہ ناپاک ہیں، اللہ نے اس خون کو ناپاک فرمایا، بدن پر لگ جائے دھونا ضروری، پاک کرنا ضروری، یہ خون ناپاک ہے۔

لیکن میری دینی بہنو! کوئی اللہ کا بندہ یا اللہ کی کوئی بندی اللہ کے دین کے خاطر اپنا خون بہادے، یعنی شہید ہوجاوے، اور اس کے کپڑے پر خون لگ جائے تو ہم کو حکم دیا گیا کہ اس کے کپڑے پر خون رہنے دو اور اسی خون کے ساتھ اس کو قبر میں لے جاکر کے دفن کر دو، اس کو غسل بھی مت دو اس کو نیا کفن بھی مت پہناؤ، بغیر غسل کے بغیر کفن کے خون والے کپڑے کے ساتھ اس کو لے جاکر کے قبر میں دفن کردو۔

یہ ناپاک خون جو اللہ تعالیٰ کے لئے نکلا وہ اللہ تعالیٰ کو اتنا پیارا ہے کہ اس کے بدلہ میں جب کل قیامت کے میدان میں وہ بندہ یا بندی قبر سے نکل کر محشر کے میدان میں آئیں گے تو ان کے خون میں سے خوشبو نکل رہی ہوگی، خوشبو پھیلتی ہوگی۔ سبحان اللہ!!!

ایک ناپاک خون ایک ناپاک چیز لیکن اللہ کے واسطے وہ ناپاک خون نکلا، اللہ کو اتنا پسند آیا، اتنا پیارا ہوا کہ فرمایا اس کو مت دھوؤ، وہ خون والے کپڑوں کو مت بدلو، اسی کے ساتھ اس کو قبر میں سلا دو، قیامت کے دن یہ بندہ یا بندی آئیں گے اور ان کے بدن پر جو خون کے دھبے ہیں، وہاں سے خوشبو نکلتی ہوگی۔ کتنا پیار ہے اللہ تعالیٰ کو ہمارے ساتھ کیسا انوکھا پیار ہے۔

﴿انسان کے اعمال سے اللہ تعالیٰ کو پیار﴾

میری دینی بہنو! ہم قربانی کرتے ہیں، جانور کو ذبح کرتے ہیں، گائے، بکرا، اونٹ قربانی میں ذبح کرتے ہیں، اس کے گلے میں سے جو خون نکلتا ہے اس خون سے ہم کو کتنی نفرت ہے کہ گوشت پر لگ جائے تو اس گوشت کو ہم دھو کر کے کھاتے ہیں، بغیر دھوئے ہوئے نہیں کھاتے، وہ خون چھری پر لگ جائے ہم اس چھری کو دھو کر کے پاک کر لیتے ہیں، قربانی کے جانور کا خون اگر کپڑے پر لگ جائے تو ہم ان کپڑوں کو دھو دیتے ہیں، اس خون کو ہم زمین میں گڑھا کھود کر دفن کر دیتے ہیں، میری دینی بہنو! جس خون سے ہم کو نفرت ہے، حدیث میں فرمایا: جب قربانی کا جانور ذبح ہوتا ہے تو پہلے قطرے پر قربانی کرنے والے کے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں، اب دیکھئے! قربانی کے ایک خون کے قطرے پر اللہ تعالیٰ انسان کی مغفرت فرما دیتے ہیں، حالانکہ اسی خون سے انسان بچتا ہے، اب یہ اس کے لئے مغفرت کا ذریعہ بن جاتا ہے۔

وانّ الدّم لیقع من اللہ بمکان قبل ان یقع من الأرض فطیبوا بھا نفسا او کما قال علیہ الصلوۃ السلام.

(ترمذی شریف ۱۴۱۴)

نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ تمہاری قربانی کے جانور کا خون اللہ کے پاس، بالکل نزدیک گرتا ہے اللہ اس کو فوراً قبول کر لیتے ہیں تم کو یہ نظر آتا ہے کہ وہ زمین پر گرا لیکن زمین پر گرنے سے پہلے وہ اللہ کے پاس پہنچ جاتا ہے۔ اللہ!!! سبحان اللہ!!!

جس خون سے انسان نفرت کرے، اللہ تعالیٰ اس خون کو قبول کر لیتے ہیں، انسان سے اور انسان کے اعمال سے اللہ کو کتنا پیار ہے۔

﴿ہمارے پرانے کپڑوں سے بھی اللہ تعالیٰ کو محبت ہے﴾

اللہ نے انسان کو عزت کا بڑا اونچا مقام عطا فرمایا ہے، ایک اور بات سمجھو ہمارے جو کپڑے ہوتے ہیں جب ہم نئے سلواتے ہیں، ان نئے کپڑے سے ہمیں کتنی محبت ہوتی ہے، اس کو اچھی طریقہ سے سنبھال کر رکھیں گے، کوئی اچھا وقت آئے گا، عید کا دن ہے، شادی کا موقع ہے، تب پہنیں گے کہ یہ میرے اچھے کپڑے ہیں۔

اچھے کپڑوں سے ہر ایک کو محبت ہے، اچھے کپڑوں کو اچھے ٹائم پر پہنتے ہیں، لیکن جب وہ کپڑے پرانے ہو جائیں اور ان کپڑوں کے دن گذر جائیں پھر ہم ان کپڑوں سے محبت نہیں کرتے، یہ کہتے ہیں کہ اب اس کو کاٹ دو، کاٹ کر کے اس کو یا تو جلا دو یا کاٹ کر کے اس کو صفائی کے کام میں استعمال کرو، کار صاف کرنے میں، کچن صاف کرنے میں استعمال کر دو یا اٹھا کر Dusbin (کچرے کے ڈبہ) میں پھینک دو۔

میری دینی بہنو! ہر ایک آدمی مرد ہو یا عورت اچھے کپڑے سے محبت کرتے ہیں، پرانے کپڑوں کو صفائی کے کام میں استعمال کریں گے یا اس کو کسی Dusbin میں ڈال

دیں گے۔ سبحان اللہ!!! الحمدللہ!!! اللہ سبحانہ وتعالیٰ انسان سے کیسی محبت کرنے والے ہے۔

حدیث میں ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ نیا کپڑا اسلواؤ تو تمہارا جو کپڑا پرانا ہو گیا ہے، اس پرانے کپڑے کو بھی اللہ تعالیٰ کے نام پر صدقہ کردو، خیرات کردو، کسی غریب کو دے دو، اللہ تعالیٰ اس پر بھی ثواب عطا فرمائیں گے۔ اللہ اللہ!!! اللہ کو ہمارے ساتھ کیسی انوکھی محبت ہے، کیسا پیار ہے کہ ہمارے پرانے کپڑے ہم کو پسند نہیں ہیں؛ لیکن اللہ کو اتنے پسند ہے کہ اللہ نے فرمایا کہ یہ کپڑے کسی غریب کو دے دو، میں اس پرانے کپڑے پر بھی تم کو ثواب دوں گا، تم کو نیکی دوں گا۔ سبحان اللہ!!! اللہ ہم سے کیسی محبت رکھتے ہیں اللہ ہم سے کیسے پیار کرتے ہیں۔

﴿انسان زبان کی کڑوی بات کبھی نہیں بھولتا﴾

میری بہنو! ہم دنیا میں کسی کو کوئی بری بات کبھی کہہ دے، کسی کو گالی دے دے، کسی کو کوئی غلط جملہ کہہ دے تو سامنے والا اس کو یاد رکھتا ہے وہ کبھی نہیں بھولتا'' یہ زبان کی بولی ہوئی بات تلوار کے زخم سے بھی زیادہ خطرناک ہے'' کسی کو چھری ماردو، تلوار ماردو، کچھ زمانہ گذرے گا، زخم اچھا ہو جائے گا، دوا کرواؤ دوا اچھا ہو جائے گا، لیکن کسی کو کڑوی بات بول دی، بری بات بول دی وہ جو زخم دل پر لگتا ہے کوئی بھولتا نہیں ہے اس کو یاد رکھتا ہے، پچیس تیس سال گذرنے کے بعد بھی موقعہ آئے گا، ٹائم آئے گا آپ کہہ کر کے سنادو گے'' یاد ہے تو نے ایک دن مجھے یہ بات کہی تھی'' ہم Chance (موقع) آنے پر اس کو کہہ دیتے ہیں کہ اے بہن تو آج مجھ سے میٹھی میٹھی باتیں کرتی ہے تجھے یاد ہے بیس سال پہلے پچیس سال پہلے تو نے مجھے کتنی خراب بات کہی تھی، کڑوی بات کہی تھی، بری بات کہی تھی۔

﴿معافی کے بعد ہماری گندی سے گندی بات کو اللہ تعالیٰ مٹا دیتے ہیں﴾

میری دینی بہنو! یہ ہمارا مزاج ہے، یہ ہماری حالت ہے، کوئی بری بات کہہ دے ہم کبھی نہیں بھولتے؛ لیکن اللہ سبحانہ وتعالیٰ اللہ رحمٰن الرحیم کیسے ہم سے محبت کرنے والے کہ ہم نے کوئی گناہ کی بات بولی، شرک کرلیا، کفر کرلیا۔ اللہ اللہ!!! شرک اور کفر اس سے زیادہ گندی اور بری بات کوئی ہو ہی نہیں سکتی، اللہ کے ساتھ کوئی شرک کرے، اللہ کے ساتھ کفر کرے، کفر اور شرک جیسی بات؛ لیکن جب ایک بندہ یا بندی سچے دل سے توبہ کرلے اور آنسو بہادے اللہ اس کو ایسا معاف کردیتے ہیں کہ پھر وہ اللہ کبھی اپنے بندہ یا بندی کو طعنہ نہیں دیتے کہ میرے بندے تو نے میرے ساتھ شرک کیا تھا، تو نے کفر کیا تھا، تو نے میری شان میں گستاخی کی تھی، تو نے مجھے بری بات بولی تھی۔

اللہ کیسے مہربان کہ گندی سے گندی بات بولو، کفر کی بات بولو، شرک کی بات بولو؛ پھر اس اللہ سے ایک مرتبہ معافی مانگ لو، اللہ تعالیٰ پھر کبھی اس بات پر انسان کو طعنہ نہیں دیں گے، ہمیشہ کے لئے اللہ اس بات کو مٹا دیں گے، ہمیشہ کے لئے اس بات کو اللہ ختم کردیں گے۔ کیسی نرالی محبت ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ہمارے ساتھ بلکہ ہمارے گندے اعمال کو ہم دیکھیں ہم اپنی گندگیوں کو دیکھیں ہم اپنے گندے گندے کالے کالے کرتوت اور برائیوں کو دیکھیں کہ ایک انسان جب گناہ کرتا ہے، برائی کا کام کرتا ہے تو دنیا کے اندر لوگ اس کو یاد رکھتے ہیں کہ ہاں تو نے میرا گھر توڑ دیا تھا، تو نے میری کار کے شیشہ کو، گلاس کو توڑ دیا تھا، تو نے میرے برتن کو چوری کرلیا تھا، گم کردیا تھا انسان برسوں برس کے بعد بھی یاد رکھتا ہے۔

﴿میرا ذاتی واقعہ﴾

میں اپنا ایک واقعہ سناتا ہوں، پہلے بھی شاید سنایا ہوگا، کہ جب ڈابھیل کے مدرسہ میں، میں نے پڑھانا شروع کیا تو ایک ہماری دینی بہن تھی، دینی بہن اور اس کے شوہر دونوں مجھ سے بڑی محبت رکھتے تھے، اس زمانہ میں کوئی مجھے زیادہ پہچانتا بھی نہیں تھا، آج بھی مدرسہ میں بغیر فیملی کے اکیلا رہتا ہوں، اور وہ دینی بھائی ہمارے ڈابھیل مدرسہ کے متصل گاؤں ''سملک'' میں رہتے تھے، کبھی کبھی ان کے گھر سے میرے لئے کھانا آتا تھا، کبھی روٹی آتی تھی، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنا فضل فرمایا، پتہ نہیں ان کی کونسی نیکی قبول ہوگئی اور وہ درمیانی حال کے لوگ تھے، لیکن وہ انگلینڈ چلے گئے اور ان کو انگلینڈ میں ایک جگہ امامت اور مسجد میں پڑھانے کا موقعہ مل گیا، پوری فیملی انگلینڈ منتقل ہوگئی۔

تقریباً آٹھ برس کے بعد جب میرا انگلینڈ کا پہلا سفر ہوا اور برمنگھم میں میں نے ان کی ملاقات کی، آپ عجیب بات دیکھئے کہ اس قاری صاحب سے ملاقات ہوئی، قاری صاحب نے اپنی اہلیہ کو بتلایا کہ وہ مفتی صاحب انڈیا سے آئے ہیں۔

تو ان کی بیوی نے یہ جملہ کہلوایا کہ اچھا اچھا وہ مفتی صاحب آئیں، جن کے یہاں ہمارے بہت سے برتن گم ہوگئے تھے۔

اس لئے کہ چھوٹے چھوٹے برتن میں کھانا آتا اور مدرسہ میں طلباء ہماری خدمت کرتے اور وہ بچے بیچارے کم عمر، ان سے برتن گم ہوجاتے تو میں نے سوچا کہ اے اللہ! یہ ایک عورت نے آٹھ برس کے بعد بھی اس کا ایک برتن گم ہوا اس کو یاد رکھا اور یہ پہچان رکھی کہ جس نے ہمارے برتن گم کئے تھے وہ مفتی صاحب آج آئے ہیں، اس میں یہ بات بھی ہے

کہ ہماری دینی بہنوں کو برتنوں سے بہت زیادہ محبت ہے ،۵۰۰ روپے کی دعوت کھلانا آسان ہے، لیکن پانچ روپے کا چمچہ گم ہو جائے تو گھر میں زلزلہ آ جاتا ہے۔

خیر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اے اللہ! تو کیسا مہربان خدا کیسا رحم کرنے والا خدا کہ ایک انسان بڑے سے بڑا گناہ کرے، تیرے حکم کو توڑے، تیرے قانون کو توڑے، تیری شریعت کو بھول جائے؛ لیکن تو ایسا اللہ ہے کہ ایک مرتبہ معاف کردے تو تو انسان کو کبھی یہ نہیں کہتا کہ اے انسان تو نے ایسے ایسے گناہ کئے تھے، اللہ کبھی نہیں کہتے، مکمل معاف فرما دیتے ہیں۔

﴿نیکی گناہ کو مٹا دیتی ہے﴾

بلکہ وہ اللہ تو یہ فرماتے ہیں:

اے انسان تجھ سے کوئی گناہ ہو جائے تو نیکی کر ڈال، میں تیرے گناہ کو ہمیشہ کے لئے مٹادوں گا، ختم کردوں گا۔ سبحان اللہ!!! اللہ کو ہم سے کیسی محبت ہے، کیسا پیار ہے۔

میری دینی بہنو! بڑے سے بڑے گناہ ہم نے کئے اور اللہ اس کو ایسا مٹا دیتے ہیں، ایسا ختم کر دیتے ہیں کہ کبھی اللہ تعالیٰ اس انسان کو اس پر طعنہ بھی نہیں دیتے، ایسی محبت کرنے والے ہمارے اللہ ہے۔

﴿اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبت انسان سے ہے﴾

اس لئے ایک بات ہمیشہ یاد رکھو کہ اللہ کو ہمارے ساتھ سب سے زیادہ محبت ہے، سب سے زیادہ پیار ہے، قسم ہے اللہ پاک کی۔

ہمارے شوہر سے بھی زیادہ محبت ہمارے ساتھ ہمارے اللہ کو ہے۔

ہمارے باپ سے بھی زیادہ محبت ہمارے ساتھ اللہ کو ہے۔

ہمارے بھائی سے بھی زیادہ محبت ہمارے اللہ کو ہے۔

ہماری اولاد سے بھی زیادہ محبت ہمارے ساتھ ہمارے اللہ کو ہے۔

دنیا میں بڑے سے بڑے محبت کرنے والے سے بھی زیادہ محبت ہمارے ساتھ اللہ کو ہے۔

جب اللہ کو ہمارے ساتھ اتنی محبت ہے تو پھر ہم بھی اللہ کے ساتھ ویسی محبت رکھے، جب محبت دو طرف سے ہوتی ہے تو کام بن جاتا ہے، جب اللہ اتنی محبت کرتے ہیں تو ہم بھی محبت کریں گے تو کام بن جائے گا اور ہمیں اپنی رضا اور جنت عطا فرمادیں گے۔

﴿حجاج بن یوسف کی ایک دعاء پر مغفرت کی امید﴾

حجاج ابن یوسف اس امت کا سب سے بڑا ظالم ہے، جس نے صحابہؓ کو قتل کیا، صحابہؓ کو قتل کرنے والا کیسا بڑا ظالم ہوگا، جس نے تابعین کو قتل کیا کتنا خطرناک ظالم ہوگا، سینکڑوں صحابہؓ اور تابعینؒ کو قتل کرنے والا ظالم، کہتے ہیں کہ تقریباً ایک لاکھ آدمی کو اپنی تلوار سے قتل کیا۔

جب اس کی موت کا وقت آیا تو ایک دعاء اس کی زبان سے نکلنا شروع ہوئی، اور وہ دعاء پڑھتے پڑھتے وہ مر گیا:

اے میرے اللہ! تو مجھے معاف کردے، کیونکہ لوگ یہی کہتے ہیں کہ تو مجھے معاف نہیں کرے گا، دیکھو! ایک ظالم انسان بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیسا حسن ظن رکھتا ہے، حضرت خواجہ حسن بصریؒ کو حجاج کی اس دعاء کی خبر ہوئی تو آپ نے تعجب سے فرمایا کہ واقعی حجاج

نے یہ دعاء مانگی تھی؟ تو لوگوں نے کہا کہ جی ہاں! اس نے یہ دعاء مانگی تھی۔ اس پر حسن بصریؒ فرمانے لگے کہ شاید اللہ تعالیٰ اس کو معاف کردے۔

اللہ تعالیٰ کی محبت کا واقعہ

اللہ تعالیٰ کے ایک نیک بندے کی موت کا وقت قریب آیا، تو انہوں نے وصیت کی کہ میرے مرنے کے بعد جب مجھے غسل دے کر کفن پہناؤ تو میرے کفن پر یہ اشعار لکھ دینا، شاید میری نجات ہوجائے۔

یارب تیری رحمت کا امیدوار آیا ہوں۔
منہ ڈھانپے کفن شرمسار آیا ہوں۔
چلنے نہ دیا بارِ گناہ نے مجھ کو پیدل۔
اسلئے کندھوں پر سوار آیا ہوں۔

جب ان کے کفن پر یہ اشعار لکھ کر دفن کردیا گیا تو کسی نے خواب میں دیکھا، پوچھا کیا حال ہوا؟ جواب دیا میرے ان اشعار سے اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آئی اور مجھے معاف فرمادیا اور میری قبر کو جنت کا باغ بنادیا۔

دیکھو! اللہ تعالیٰ کیسے محبت فرمانے والے ہیں۔

محبت کا تقاضہ

میری دینی بہنو! حقیقی بات یہ ہے کہ اللہ کو ہم سے بڑی محبت ہے، بڑا پیار ہے اور جب اللہ کو محبت ہے تو پھر ہم بھی اللہ سے محبت کرے اور اس فلسفہ کو تو آپ اچھی طرح سمجھتی

ہوں کہ جب ہم کو کسی سے محبت ہوتی ہے تو ہم یہ کوشش کریں گے کہ کوئی کام کوئی بات ایسی نہ ہوئے جس سے وہ ناراض ہو جائے، ہم ہر کام ایسا کریں گے جس سے وہ راضی رہے، ہر بات ایسی بولیں گے جس سے وہ راضی ہوئے، تو میری بہنو! جب اللہ سے محبت ہے، اللہ سے پیار ہے تو کوئی کام ایسا نہیں ہونا چاہئے جس سے اللہ ناراض ہو جائے، کوئی بات ایسی نہیں ہونی چاہئے جس سے اللہ ناراض ہو جائے۔

اس رمضان کے مبارک مہینہ میں یہ پکی نیت کرلو کہ میرے اللہ مجھ سے محبت کرتے ہیں میں بھی اپنے اللہ سے محبت کرتی ہوں، میں بھی اپنے اللہ سے پیار کرتی ہوں، آج پکی نیت کر کے اٹھتی ہوں کہ میرے پیارے اللہ میرے محبت کرنے والے اللہ ناراض ہو جائے ایسا کوئی کام اپنی زندگی میں نہیں ہوگا، اللہ اکبر!!! جب یہ جذبہ ہمارا ہوگا تو پھر انشاء اللہ دنیا بھی چین اور سکون والی بنے گی اور انشاء اللہ آخرت بھی چین اور سکون والی بن جائے گی۔

﴿اللہ تعالیٰ ہم سے خوش ہے یا نہیں کیسے پتہ چلے گا؟﴾

کسی نے پوچھا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کہ اے موسیٰ! اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہے، اللہ ہم سے خوش ہے کیسے پتہ چلے گا؟" دیکھو کتنا بڑا سوال کر لیا حضرت موسیٰ سے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا میں اللہ سے پوچھ کر جواب دوں گا۔

جب اللہ سے بات چیت ہوئی (حضرت موسیٰؑ کی اللہ سے بات ہوتی تھی) تو سوال کیا کہ اے میرے اللہ! آپ کے ایک بندہ نے مجھ سے یہ سوال کیا ہے کہ آپ مجھ سے خوش ہے یہ کیسے پتہ چلے گا؟ کتنا عجیب سوال ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جواب میں فرمایا: میرے اس بندہ کو یہ کہہ دینا کہ تو تیرے دل میں تیری سوچ میں دیکھ لینا اگر تو مجھ سے راضی ہے تو

میں تجھ سے راضی ہوں، اگر تو مجھ سے خوش ہے تو سمجھ لینا کہ میں تجھ سے خوش ہوں اور اگر تو دل دل کے اندر میرے اوپر سوال کرتا ہے اللہ نے ایسا کیوں کیا؟ اللہ نے یوں کیوں کیا ؟ اللہ ایسا کرتے ہیں اللہ ویسا کرتے ہیں، فرمایا تو دل دل کے اندر شکایت کرتا ہے، فریاد کرتا ہے تو سمجھ لینا کہ میرے پاس بھی تیرے لئے شکایت اور فریاد ہیں اور اگر تو دل میں یہ سوچتا ہے کہ میرے اللہ کا ہر کام اچھا ہے، میرے اللہ کی ہر چیز اچھی ہے، میرے اللہ سے میں خوش ہوں تو سمجھ لینا کہ اللہ بھی تجھ سے خوش اور راضی ہے، اسی کو تو ''تقدیر'' پر ایمان کہتے ہیں۔

تقدیر کا مطلب

تقدیر پر ایمان کا یہی خلاصہ ہے:

امنت باللّٰہ وملائکته وکتبه ورسله والیوم الأخر والقدر خیره وشرّه من اللّٰہ تعالیٰ

کوئی بری چیز آئے، کوئی اچھی چیز آئے، ہر ایک اللہ کی طرف سے ہوتی ہے، ہمیشہ اللہ سے خوش رہو۔

اللہ دال کھلائے الحمدللہ۔

اللہ سوکھی روٹی دے الحمدللہ۔

اللہ بیماری دے الحمدللہ۔

اللہ تندرستی دے الحمدللہ۔

اللہ میں تیری بندی ہوں، اللہ میں تیرا بندہ ہوں، تو جس حال میں مجھے رکھے میں تجھ سے خوش ہوں، جب ہم اللہ سے خوش رہیں گے تو سمجھ لو اللہ بھی ہم سے خوش رہیں گے۔

حدیث میں آتا ہے کہ اللہ کو کونسی موت پسند ہے؟ آج تو ہم موت کے نام سے ڈرنے لگتے ہیں کہ ''موت'' ہاں موت کے نام سے گھبرانا شروع ہو جاتا ہے، حدیث میں آتا ہے کس انسان کی موت اللہ کو بہت پسند ہے؟ فرمایا:

من احبّ لقاء اللّٰہ احبّ اللّٰہ لقائہٗ(مشکوۃ شریف ۱/۱۳۹)

جس کو یہ پسند ہو کہ میں مر جاؤں گا اور مر کر میں اپنے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کروں، مرنے کے بعد میرے اللہ تعالیٰ سے میری ملاقات ہوگی تو ایسے بندے اور بندی کی موت سے اللہ کو پیار ہے، اللہ اس بندے اور بندی کی موت سے بہت پیار کرتے ہیں جو بندہ یا بندی یہ سوچتا ہو اللہ جب چاہے میری موت آ جائے، اللہ جب چاہے میری روح قبض کر لے، مجھے اپنے اللہ کی ملاقات بڑی پیاری ہے، بہت پسند ہے، حدیث میں فرمایا کہ ایسے بندے اور بندی کی موت پر اللہ کو بھی پیار ہے۔

اس لئے یہ بات آج کی اس پہلی مجلس میں طے کر کے جاؤ ہمارے اللہ کو ہم سے محبت ہے ہم بھی اپنے اللہ سے محبت رکھیں گے اور اللہ کی کبھی نافرمانی نہیں کریں گے، ایسی بات ایسا کام جو اللہ کو ناراض کرنے والا ہو اس سے ہم اپنے آپ کو بچائیں گے اور اللہ کو راضی کر کے زندگی گذاریں گے، دل میں بھی اللہ سے خوش رہیں گے، زبان سے بھی اللہ سے خوش رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ ناراض ہے کیسے پتہ چلے گا؟

میری بہنو! جب اللہ تعالیٰ ناراض ہو جاتے ہیں، تو وہ بھی ہم کو پتہ چل جاتا ہے کہ اللہ ناراض ہے، جب دل میں گندے گندے سوالات آنے لگے...اوہو میں تو چھوٹے گھر

میں رہتا ہوں اور فلانا اتنے عالیشان بنگلے میں رہتا ہے، اللہ نے مجھ کو چھوٹا گھر دیا اور اس کو بنگلہ دیا سمجھ لو کہ اللہ ناراض ہے اس لئے کہ میرے دل میں اللہ کے لئے ناراضگی آئی، اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں نے فرمایا کہ تو کسی کا بنگلہ دیکھے تو سوچ لے میرے اللہ نے مجھے جو چھوٹا جھونپڑا دیا ہے کچا پرانا مکان دیا ہے میرے مالک کو میرے لئے یہی پسند تھا میں اپنے اللہ سے راضی ہوں، اللہ سے خوش ہوں، جو مجھے دیا اس پر راضی ہوں۔

﴿اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کا ذریعہ﴾

اس لئے حدیث میں فرمایا کہ روزانہ صبح شام یہ دعا پڑھ لیا کرو تا کہ اللہ کی خوشنودی دل میں تازی ہوتی رہے، دل میں اللہ کی رضا پکی ہوتی رہے، فرمایا صبح شام پڑھو۔

اے میرے اللہ تو میرا رب ہے میں تجھ سے راضی ہوں، میں تجھ سے خوش ہوں، روز صبح پڑھو، روز شام میں پڑھو۔

رضیت باللّٰہ ربًّا و بالاسلام دینًا وبمحمّد نبیًّا ورسولاً (مشکوۃ شریف ۱/۲۱۰)

اے اللہ! تو میرا رب ہے میں راضی ہوں، تو نے مجھے مسلمان بنایا میں راضی ہوں، تو نے محمد ﷺ جو آپ کے رسول ہیں ان کا امتی بنایا میں راضی ہوں، روز صبح شام تین مرتبہ پڑھو۔

﴿آج کے مسلمان کی سوچ﴾

بعض مرتبہ ہماری زبان سے ایسی غلط بات نکلتی ہے، ایک غیر مسلم کی بارات جارہی ہے، شادی کی بارات، اس میں ڈانس ہورہا ہے، میوزک ہورہا ہے، آگے مرد عورت ناچ

رہے ہیں اور دولہا آگے گھوڑے پر بیٹھا ہوا ہے، ایک مسلمان نوجوان مجھے کہتا ہے کہ دیکھو! ان لوگوں کا مذہب کتنا اچھا ہے کہ ان کو شادی کے موقع پر خوشی کی اجازت ہے، ناچنے کی کودنے کی اجازت ہے اور ہمارے مذہب میں تو اتنا سخت قانون ہے کہ ہم خوشی میں ناچ بھی نہیں سکتے، گیت بھی نہیں گا سکتے، ایک مسلمان اپنی زبان سے یہ بات مجھے کہتا ہے۔

میرے دل میں آیا اے اللہ! اے میرے مالک! ایک مسلمان آج اپنی زبان سے یہ بولے کہ غیر مسلموں کا مذہب بہت اچھا کہ وہاں شراب پینے کی اجازت ہے، ڈانس کی اجازت ہے، میوزک کی اجازت ہے اور ہمارے لئے ہمارے دین میں ڈانس میوزک حرام ہے، ایک مسلمان یہ چیز سوچ بھی نہیں سکتا بول بھی نہیں سکتا، آج شریعت کی کتنی باتوں پر ہماری زبان پر اس طرح اشکال آتا ہے۔

بعض ہماری بہنیں کبھی کبھی غصہ میں یہ جملہ بول لیتی ہیں کہ یہ عورتیں غیر مسلموں کی دیکھو کیسی آزاد پھرتی ہیں، کیسی فیشن میں پھرتی ہیں، کیسے کپڑے پہن کر گھومتی ہیں، ان کو کیسی آزادی ہیں اور ہمارے لئے کیسی جیل ہیں کہ برقعہ پہننا، ہمارے لئے پردہ کرنا، ہمارے لئے سفر میں جانا ہو تو محرم کے ساتھ جانا، اکیلے نہ جانا، کتنی ہمارے لئے پابندیاں ہیں، میری بہنو! اگر یہ خیال بھی دل میں آیا، یہ سوچ بھی دل میں آئی سمجھ لو کہ اللہ ناراض ہے اور اللہ کو ناراض کر کے ہم کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔

اللہ کو ہم سے محبت ہے، اللہ کو ہم سے پیار ہے اس اللہ کے پیار کی محبت کی قدر دانی کرو اور ہمیشہ اللہ کی فرمانبرداری کے ساتھ زندگی گذارو دل میں، سوچ میں، زبان پر ہمیشہ اللہ سے خوش رہو انشاء اللہ، اللہ تعالیٰ بھی ہم سے خوش رہیں گے۔ اللہ مجھے اور آپ کو اس کی

سعادت اور توفیق عطا فرمائے۔ آمین

واٰخر دعوانا ان الحمد للّٰہ ربّ العالمین

الحمد للّٰہ ربّ العالمین

سبحان اللّٰہ وبحمدہ سبحان اللّٰہ العظیم

اللّٰھم صلّ علیٰ سیّدنامحمّد وعلیٰ اٰل سیّدنا محمّد کلّما ذکرہ الذّاکرون

وکلّما غفل عن ذکرہ الغافلون

ربّنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنالنکوننّ من الخاسرین

لا الٰہ الا انت سبحانک انّی کنت من الظّالمین

یا ارحم الرّاحمین یا ارحم الرّاحمین یا ارحم الرّاحمین

اے بڑے محبت کرنے والے اللہ! اے بڑے پیار کرنے والے اللہ! اے بڑی مہربانی والے اللہ! ہم نے آج تک تیری بڑی نافرمانیاں کی ہیں، بڑے گناہ کئے ہیں، اے اللہ! تو نے ہم کو رمضان جیسا

مبارک مہینہ عطا فرمایا، اے اللہ! ہم اپنی دنیا میں پڑے رہیں، کھانے میں، پینے میں، پکانے میں پڑے رہیں، اس مبارک مہینہ کی ہم نے قدردانی نہیں کی، اے اللہ! اس کے دو عشرے گذر گئے، پہلا رحمت کا عشرہ بھی گذر گیا، دوسرا مغفرت کا عشرہ بھی گذر گیا، اے اللہ! ہماری ناشکری، ناقدری کو معاف فرما،

اے اللہ! ہم تیری نعمتوں پر فریاد اور شکوے شکایت کرتے ہیں، تو ہمیں نوازتا رہا، دیتا رہا، پھر بھی ہمارے دل میں ناشکری آتی رہی ہے، اے اللہ! ہماری اس ناقدری اور نا

شکری کو اپنے کرم سے معاف فرما، اے اللہ! اپنے فضل سے معاف فرمادے۔

تیری محبت عطا فرما، پیار عطا فرما، اے اللہ! دنیا بھر کی محبتیں ہمارے دل میں ہیں؛ لیکن تیری محبت نہیں ہے اے اللہ! آج اس رمضان میں روزہ کی حالت میں تجھ سے بھیک مانگتے ہیں تیرا پیار عطا فرما، تیری محبت عطا فرما، تیرا عشق عطا فرما، ایسی محبت دے دے کہ پھر ہم تجھ سے کبھی ناراض نہ ہوں، تو ہم سے کبھی ناراض نہ ہوں، تیری کامل، مکمل محبت اور پیار عطا فرما، اے اللہ! اے اللہ! ایسا عشق اور محبت دے کہ ہماری زبان سے نکلنے والی ہر بات تجھے خوش کرنے والی ہو، ہماری زندگی کا ہر کام تجھے راضی کرنے والا ہو، ہماری ہر سوچ ہمارا ہر خیال تجھے راضی کرنے والا ہو، اے اللہ! تو ہم کو ایسی پاکیزہ محبت عطا فرما۔

اے اللہ! جہنم کی آگ سے چھٹکارا عطا فرما، قبر کے عذاب سے حفاظت فرما ، تیرے فضل سے جنت الفردوس عطا فرما، تیری رضا اور محبت عطا فرما، اے اللہ! تو نبی کریم ﷺ کی پاکیزہ سنتوں کے ساتھ زندگی گذارنے کی توفیق عطا فرما، تمام بیماروں کو شفا عطا فرما ، ہماری جائز ضروریات کو پورا فرما، ہمیں شب قدر کی عبادت سے مالا مال فرما، روزوں کی برکت سے کامل تقویٰ عطا فرما۔

اے اللہ! حضرت نبی کریم ﷺ نے جتنی بھلائیاں مانگیں ہمیں اور پوری امت کو عطا فرما، حضرت نبی کریم ﷺ نے جن شرور سے پناہ چاہی اے اللہ! ہماری اور پوری امت کی حفاظت فرما۔

ربّنا تقبّل منّا انّک انت السّمیع العلیم

ربّنا تقبّل منّا انّک انت السّمیع العلیم

ربّنا تقبّل منّا انّک انت السّمیع العلیم وتب علینا یا مولانا انّک انت التّواب الرّحیم وصلّی اللّٰہ تعالٰی علٰی خیر خلقه سیّدنا محمّد وعلٰی اٰله واصحابه اجمعین سبحان ربّک ربّ العزّة عمّا یصفون وسلٰم علٰی المرسلین والحمد للّٰہ ربّ العالمین.

۲

آپ ﷺ کی پیاری تین نصیحتیں

اس بیان کے چنندہ

جواہر پارے

☙	ایک مسلمان کسی کو دھوکہ دینے سے پہلے ذرا یہ سوچ لے کہ میں اگر دھوکہ دوں گا، سامنے والے آدمی کو پتہ نہیں چلے گا، مجھے کچھ ڈالرز زیادہ مل جائیں گے؛ لیکن میرے اللہ مجھ سے ناراض ہو جائیں گے، مجھے میرے اللہ کے پیارے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دھوکہ دینے والا میری جماعت کا آدمی نہیں ہے۔
☙	ایک مسئلہ یہ ذہن میں رکھنا کہ جس طرح زندہ پرائی عورت کو دیکھنا حرام ہے اسی طرح کسی پرائی عورت کی تصویر دیکھنا بھی حرام ہے، دونوں کا حکم ایک ہے۔
☙	اللہ والے تو اس سے بھی آگے کی بات ارشاد فرماتے ہیں کہ "دل کا روزہ یہ ہے کہ تمہارا دل اللہ کے علاوہ کسی اور کی طرف نہیں جانا چاہئے، دل کو دوسروں کی طرف جانے سے روک لو، یہ دل کا روزہ ہے"
☙	نبی کریم ﷺ کی ایک ایک پیاری باتوں پر ارشاد فرمایا: "جب کبھی کوئی گناہ ہو جائے تو گناہ کے بعد فوراً کوئی نیکی کر لینا، اللہ تعالیٰ نیکی کی برکت سے گناہ کی نحوست ختم فرما دیں گے"
☙	اس حدیث شریف میں بھی بیان کی گئی ہے کہ "جب گناہ کا کام ہو جائے تو فوراً کوئی نیکی کا کام کر لو، اللہ تعالیٰ اس نیکی کی برکت سے اس گناہ کو دھو کر کے ختم فرما دیں گے
☙	حدیث میں نبی کریم ﷺ نے ناس فرمایا مومن اور مسلم نہیں فرمایا کہ مسلمانوں کے ساتھ اچھی طریقہ سے رہو، بلکہ فرمایا خالق الناس تمام لوگوں کے ساتھ اچھے طریقہ سے رہو۔

۲

آپ ﷺ کی پیاری تین نصیحتیں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدًا کَثِیْرًا کَمَا اَمَرَ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ فِی الْخَلْقِ وَالْاَمْرِ، وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَلْمَبْعُوْثُ اِلَی الْاَسْوَدِ وَالْاَحْمَرِ لِتَتْمِیْمِ مَکَارِمِ الْاَخْلَاقِ لَایَخْلُقُ نَبِیٌّ وَّلَا رَسُوْلٌ بَعْدَہٗ، لَا اُمَّۃَ بَعْدَ اُمَّتِہٖ وَلَاشَرِیْعَۃَ بَعْدَ شَرِیْعَتِہٖ وَلَا کِتَابَ بَعْدَ کِتَابِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ الَّذِیْنَ ھُمْ خلاصۃ الْعَرَبِ الْعَرْبَاءِ وَخَیْرُ الْخَلَائِقِ بَعْدَ الْاَنْبِیَاءِ وَھُمْ کَالنُّجُوْمِ فِی السَّمَاءِ لِلْاِھْتِدَاءِ وَالْاِقْتِدَاءِ وَھُمْ مَفَاتِیْحُ الرَّحْمَۃِ وَمَصَابِیْحُ الْغُرَرِ وَھُمْ اَفْضَلُ الْخَلَائِقِ بَعْدَ الْاَنْبِیَاءِ۔ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

عن معاذ بن جبل ؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتق اللہ حیث ما کنت و اتبع السیئۃ الحسنۃ تمحھا وخالق الناس بخلق حسن۔ (المعجم الکبیر ۱۴۵/۲۰، حدیث نمبر ۲۹۸، ورواہ الترمذی عن ابی ذر، حدیث نمبر ۱۹۱۰)

اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّاٰتِ [پارہ:۱۲، سورۂ ھود: آیت ۱۱۴]

صدق اللّٰہ مولانا العظیم وصدق رسولہ النبیّ الکریم ونحن علٰی ذٰلک لمن الشّاھدین والشّاکرین و الحمد للّٰہ ربّ العالمین

﴿حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے فضائل اور احوال﴾

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ایک صحابی ہے، حضرت نبی کریم ﷺ کو ان پر بڑا بھروسہ تھا، ذمہ داری کے بڑے بڑے کام نبی کریم ﷺ ان کو سپرد فرماتے تھے، حضرت نبی کریم ﷺ نے اپنی زندگی ہی میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کا گورنر (Governor) بنایا تھا، اس سے آپ سوچ لے کہ حضور ﷺ خود اپنی زندگی میں ایک پورے State (صوبہ) کا ان کو گورنر بنائے تو ان کی حضور ﷺ کی نظر میں کتنی قدر و قیمت ہوگی۔

حدیث میں آتا ہے کہ جب نبی کریم ﷺ نے ان کو امیر بنا کر روانہ فرمایا، تو ان کی روانگی کا بڑا عجیب منظر تھا کہ وہ سفر کے لئے اونٹ پر بیٹھ چکے ہیں اور نبی کریم ﷺ ان کو رخصت کرنے کے لئے تشریف لے گئے۔

﴿مہمان کو رخصت کرنے کے بارے میں ایک سنت﴾

آپ ﷺ کے اس عمل سے یہ ایک بات سمجھ میں آئی کہ کوئی مہمان روانہ ہو رہا ہو تو ان کو تھوڑی دور تک رخصت کرنے کے لئے جانا یہ نبی کریم ﷺ کی سنت ہے، کم از کم اپنے گھر سے باہر تک جس گاڑی میں وہ سوار ہو کر آئے ہیں، اس گاڑی تک لے جا کر ان کو بٹھا دے، رخصت کر دے، یہ طریقہ ہم نے اپنے بزرگوں سے بھی دیکھا ہے۔

﴿عجیب منظر﴾

دوسرا عجیب منظر یہ تھا کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ اونٹ پر سوار ہے اور نبی کریم ﷺ نیچے زمین پر چل رہے ہیں، نبی کریم ﷺ اپنے چھوٹوں کی ہمت بڑھاتے تھے، حضرت معاذ

ﷺ چھوٹے ہیں، آپ کے صحابی ہیں، لیکن حضرت معاذ ؓ سوار ہیں اور حضرت نبی کریم ﷺ پیدل ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے ان کو روانگی کے وقت بہت ساری نصیحت ارشاد فرمائی تھی۔

وہ پورا واقعہ اور نصیحت انشاء اللہ کسی دوسرے موقع پر تفصیل سے سناؤں گا۔

﴿حضرت معاذ ؓ کو آپ ﷺ نے تین نصیحتیں فرمائیں﴾

خود حضرت معاذ ؓ نبی کریم ﷺ سے حدیث نقل فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے تین باتیں ارشاد فرمائیں اور وہ تین باتیں اتنی پیاری اور زبردست ہیں کہ جو مسلمان اس پر عمل کرے گا اللہ سبحانہ وتعالی اس کو جنت سے نواز دیں گے اور ہم میں سے ہر مسلمان کی خواہش یہی ہوتی ہے کہ اس کو اللہ تعالی کی طرف سے جنت سے نواز دیا جائے۔

﴿پہلی نصیحت﴾

حضرت معاذ ؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے پہلی بات اور نصیحت مجھے یہ ارشاد فرمائی کہ:

اتق اللہ حیث ما کنت

تم جہاں رہو، جس حالت میں رہو، اللہ تعالی سے ڈرتے رہو۔

کتنی چھوٹی نصیحت ہے! لیکن کتنی زبردست نصیحت ہے۔

انسان جب مسجد میں آتا ہے تو اللہ تعالی سے ڈرتا ہے۔

قبرستان میں ہوتا ہے قبر دیکھ کر اس کو اللہ کا ڈر یاد آتا ہے۔

کسی کا جنازہ کندھے پر اٹھا کر چلتا ہے تو اس کو اللہ کا ڈر یاد آجاتا ہے۔

قرآن کی تلاوت کرتا ہے اس کے دل میں اللہ کا ڈر آتا ہے؛ لیکن جہاں کہیں وہ نیکی کے ماحول سے ہٹ گیا، بازار میں گیا، کاروبار پر چلا گیا، گھر بار میں بیوی بچوں کے پاس چلا گیا تو انسان پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو بھول جاتا ہے، اللہ کا جو ڈر ہونا چاہیے وہ ڈر اس وقت پر ہمارے ساتھ رہتا نہیں ہے۔

﴿اللہ تعالیٰ کا ڈر ہر جگہ رہنا چاہیے﴾

اس کی ایک بڑی دلیل میں آپ کو سمجھاؤں، کوئی آدمی آپ کے ساتھ مسجد میں کوئی بات کرے اور آپ دیکھے کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے تو آپ اس کو زبان سے کیا کہیں گے کہ ”بھائی! مسجد میں جھوٹ بولتا ہے شرم نہیں آتی“ کیا مطلب ہوا اس کا کہ کیا بازار اور دکان میں جھوٹ بولنا درست ہو جاتا ہے؟ جس جھوٹ کو اللہ کے گھر میں، مسجد میں اللہ کے ڈر سے تم حرام سمجھتے ہو، گناہِ کبیرہ سمجھتے ہو، کیا وہ جھوٹ مسجد سے باہر نکل کر دنیا کے دو روپیے زیادہ کمانے کے لئے حلال ہو جاتا ہے؟ یہ کونسی چیز ہے کہ ہم مسجد اور بازار میں فرق کرتے ہیں؟ کہ مسجد میں جھوٹ بولنا غلط اور حرام اور بازار میں جا کر جھوٹ بولنا ہم صحیح سمجھتے ہیں؛ حالانکہ شریعت کی تعلیم ہم لوگوں کے لیے یہ ہے کہ جو جھوٹ اللہ کے گھر مسجد میں حرام ہوگا وہ جھوٹ گھر اور بازار میں بھی حرام ہوگا۔

اس لئے حدیث میں نبی کریم ﷺ نے سب سے پہلی اور زبردست نصیحت یہ فرمائی کہ:

اتق الله حیث ما کنت (جہاں تم رہو وہاں پر اللہ سے ڈرڈر کر رہو)

آج ہمارے دلوں سے اللہ تعالیٰ کا ڈر نکل گیا ہے تو ہم جھوٹ بولنے لگے، دھوکہ

دینے لگے، بلکہ دھوکہ دے کر کسی سے کوئی چیز حاصل کرنا ہم ہمارا کمال سمجھنے لگے، آج جو آدمی جس لائن میں دھوکہ دینے کا ماہر ہوگا، اس کو اس فن کا بڑا فن کار اور قابل سمجھا جاتا ہے۔

دھوکہ دینا حرام ہے

ایک مسلمان کسی کو دھوکہ دینے سے پہلے ذرا یہ سوچ لے کہ میں اگر دھوکہ دوں گا، سامنے والے آدمی کو پتہ نہیں چلے گا، مجھے کچھ ڈالر زیادہ مل جائیں گے؛ لیکن میرے اللہ مجھ سے ناراض ہو جائیں گے، مجھے میرے اللہ کے پیارے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دھوکہ دینے والا میری جماعت کا آدمی نہیں ہے، کتنے سخت الفاظ حضور ﷺ نے ارشاد فرمائے:

قال قال النبی ﷺ من غشنا فلیس منا. (مسلم شریف حدیث نمبر ۱۴۶)

حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ جو دھوکہ دیتا ہے وہ ہماری جماعت کا آدمی نہیں ہے۔

روزے کا مقصد

میرے بھائیو! رمضان کے مبارک روزوں کی برکت سے ہم لوگوں کو اپنی زندگی میں تقوی پیدا کرنا ہے، ایسا تقوی اور ایسا اللہ کا ڈر جو ہم کو ہر جگہ حرام اور گناہ سے بچالے، اس لئے کہ روزہ رکھنے کا مقصد ہی اللہ تعالی نے قرآن میں یہ بیان فرمایا ہے:

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ [پارہ۲/سورۂ بقرہ/آیت ۱۸۳]

اے ایمان والو! ہم نے روزے فرض کئے، یہ مت سوچنا کہ ہمارے کھانے پینے کے خزانوں میں کچھ کمی ہے، ہم تمہیں بھوکا رکھنا چاہتے ہیں، ایسا نہیں ہے ہم تم کو حلال چیزیں چھڑواتے ہیں، کھانا حلال، پانی حلال، بیوی حلال، حلال چیزیں چھڑواتے ہیں؛

تاکہ تم حرام چیز چھوڑنے والے بن جاؤ۔

اللہ Practice (مشق) کرواتے ہیں کہ صرف ایک مہینہ صبح صادق سے لے کر سورج ڈوبنے تک حلال چیزوں کو بھی چھوڑ دو، تاکہ اس کی برکت سے پوری زندگی کی ہر منٹ اپنے آپ کو حرام چیزوں سے بچا سکو، اور اس کو کہتے ہیں تقویٰ۔

﴿صوم کا معنی﴾

اب روزہ ہے کیا چیز؟ عربی میں روزہ کو صــوم کہتے ہیں، دیکھو! آیت میں بھی یہ لفظ آیا ہے، كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامَ

صوم کا معنی ہوتا ہے رک جانا۔

﴿روزے کا ظاہر و باطن﴾

تین چیزوں سے رک جانے کو تو ہر آدمی روزہ سمجھتا ہے، کھانے سے رک جاؤ، پانی سے رک جاؤ، حلال بیوی سے رک جاؤ اس کو تو روزہ ہر آدمی سمجھتا ہے کہ یہ روزہ ہے، فرمایا کہ یہ تو روزہ کا ظاہری حصہ ہے۔

﴿آنکھ کا روزہ﴾

لیکن ایک روزہ کا باطن ہے، اندر کا بھی ایک روزہ ہے اور اس میں یہ چیز ہے کہ آنکھ کا روزہ یہ ہے کہ تم کو اپنی آنکھوں کو حرام اور غیر محرم سے روک کر رکھنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پرائی عورتوں کو حرام کیا ہے کہ پرائی عورت کو دیکھ کر آنکھ کو روک کر رکھو، تو یہ آنکھ کو روکنا آنکھ کا روزہ کہلاتا ہے۔

عورت کا دیکھنا اور اس کی تصویر دیکھنا دونوں برابر ہے

اور ایک مسئلہ یہ ذہن میں رکھنا کہ جس طرح زندہ پرائی عورت کو دیکھنا حرام ہے اسی طرح کسی پرائی عورت کی تصویر دیکھنا بھی حرام ہے، دونوں کا حکم ایک ہے۔ جس طرح راستوں پر چلنے والی پرائی عورتوں کو ہم دیکھیں یہ گناہ کبیرہ ہے اسی طرح اخبار میں، اور مختلف چیزوں کے ڈبوں پر اور TV کی اسکرین پر کسی پرائی عورت کی تصویر کو دیکھنا یہ بھی حرام اور گناہ کبیرہ ہے، دونوں کا درجہ ایک ہے۔ اس لئے کوئی بھی چیز خرید و تو اس پر سے پہلے تصویر مٹا دو، گھر میں اخبارات بھی اس طرح موڑ کر رکھو کہ تصویر چھپی ہوئی رہے۔

کان کا روزہ

کان کا روزہ یہ ہے کہ کان کو حرام چیزوں کے سننے سے روک لو، یہ کان کا روزہ ہے غیبت حرام ہے، دھیان سے سنو! جو روزہ کی حالت میں غیبت کی تو اللہ تعالیٰ روزہ کے ثواب کو ختم فرما دیں گے، روزے کی نورانیت کو ختم فرما دیں گے، گانا Music سننا حرام ہے، خلاصہ یہ ہے کہ گناہ کی باتیں سننے سے کانوں کو بچانا یہ کان کا روزہ کہلاتا ہے۔

زبان کا روزہ

زبان کا روزہ یہ ہے کہ اس زبان کو جھوٹ بولنے سے روک لو، اس زبان کو گالی بکنے سے روک لو، اس زبان کو غلط باتیں بولنے سے روک لو، یہ زبان کا روزہ کہلاتا ہے۔

فرمایا: تم اس وقت صحیح معنیٰ میں روزہ دار کہے جاؤ گے جب تمہاری آنکھ حرام چیزوں سے رکی ہوئی ہوگی۔

کان گناہ سے رکے ہوئے ہوں گے۔

زبان گناہ سے رکی ہوئی ہوگی۔

﴿دل کا روزہ﴾

اللہ والے تو اس سے بھی آگے کی بات ارشاد فرماتے ہیں کہ ''دل کا روزہ یہ ہے کہ تمہارا دل اللہ کے علاوہ کسی اور کی طرف نہیں جانا چاہئے، دل کو دوسروں کی طرف جانے سے روک لو، یہ دل کا روزہ ہے'' اگر دل میں گناہوں کے منصوبے بناتے رہے، گناہوں کی تدبیر کرتے رہے تو تمہارا دل روزہ دار نہیں ہے، دل کو گناہوں کی Planning سے روک کر رکھو یہ تمہارے دل کا روزہ کہلائے گا۔

﴿ایک عجیب حدیث﴾

حدیث شریف میں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمائی:

عن ابی هريرةؓ قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم رب صائم ليس له من صيامه الا جوع ورب قائم ليس له قيامه الا السهر (ابن ماجہ شریف)

''بہت سے روزہ دار تو وہ ہیں، جن کو بھوک اور پیاس کے سوا کوئی چیز حاصل نہیں ہوتی، بہت سے رات کو جاگنے والے ایسے ہیں جن کو رات کے جاگنے کے سوا کچھ حاصل نہیں'' (ہم کو سوچنا چاہیے کہیں ہم تو اس لسٹ میں نہیں آتے) صبح سے شام تک بھوکے رہے، صبح سے شام تک پیاسے رہے؛ لیکن صبح سے شام تک بھوکے اور پیاسے رہنے کے علاوہ کچھ حاصل نہیں، باقی اس سے آگے اللہ تعالیٰ جس روزہ دار کو اس کے روزہ پر جنت

عطا فرماتے ہیں۔

جس روزہ پر روزہ دار کو اللہ تعالیٰ اس کو اپنا محبوب اور پیارا بنالیوے۔

جس روزدار کو روزہ پر اللہ تعالیٰ اپنا تقویٰ اور ڈر عطا فرمادے۔

وہ تو اس روزہ دار کو حاصل نہیں ہوا، جو روزہ کا خاص فائدہ ہے۔

اسلئے کبھی کبھی تنہائی میں بیٹھ کر سوچو، ابھی رمضان کا ایک عشرہ باقی ہے، تنہائی میں بیٹھ کر اپنے اللہ سے بات کرو اور کہو کہ ''اے اللہ! تو نے قرآن میں فرمایا ہے کہ میں روزے کے ذریعہ سے تم کو تقویٰ دینا چاہتا ہوں؛ لیکن اے میرے اللہ! میرے بالغ ہوئے بیس سال ہوگئے تیس سال گذر گئے، اے اللہ! میری زندگی میں اتنے رمضان گذر گئے، اتنے سالوں میں ہر سال میں نے تیس انتیس روزے رکھے، لیکن اے میرے اللہ! میں یہ سوچتا ہوں کہ جن روزوں کی برکت سے تو اپنے بندوں کو تقویٰ عطا فرماتا ہے شاید اس تقویٰ میں سے ایک ذرہ کے برابر بھی تقویٰ میرے حصہ میں نہیں آیا''۔ ''اتنے سالوں کے روزے اور ہر سال کے پورے روزے لیکن آج تک جو تقویٰ میری زندگی میں آنا چاہیے تھا وہ تقویٰ میری زندگی میں نہیں آیا''

کیا بات ہوئی......؟

﴿روزے میں ایک اور چیز سے بچنا نہایت ضروری ہے﴾

بات دراصل یہی ہے کہ ہم نے اپنے آپ کو کھانے سے روک لیا، پینے سے روک لیا، بیوی سے روک لیا؛ لیکن جو روزہ کی روح تھی آنکھ کو کان کو، زبان کو، دل کو گناہ سے روکنا تھا وہ ہم نے نہیں روکا، اس لئے آج تک ہم کو تقویٰ حاصل نہیں ہوا۔

پھر اللہ سے کہو کہ ”اے اللہ! اب تو مجھے وہ روزہ عطاء فرمادے اوراب میں وہ روزہ رکھتا ہوں جس روزہ کی برکت سے مجھے تقوی مل جائے“

﴿روزہ کی نیت﴾

ہم روزانہ سحری کے وقت یہ نیت کرتے ہیں۔

نویت ان اصوم الیوم للہ تعالی من شھر رمضان (اے اللہ! میں آج کے دن رمضان کے مہینہ کا روزہ تیرے لئے رکھتا ہوں) روزانہ سحری کے وقت ہماری یہ نیت ہوتی ہے، لیکن آج سحری کے وقت سے یہ ایک نیت کو بڑھا دینا اور پورے یقین کے ساتھ اور اللہ سے مانگ کر کے یہ نیت کرنا کہ ”اے اللہ! آج میرا پیٹ بھی روزہ رکھے گا، میں بھوکا پیاسا رہوں گا، بیوی سے دور رہوں گا لیکن اے اللہ! آج پورے دن تو میری آنکھوں کو گناہو ں روک کر رکھنا، میرے کان کو گناہوں سے روک کر رکھنا، میری زبان کو گناہوں سے روک کر رکھنا اور میرے دل کو گناہوں سے روک کر رکھنا۔

اے اللہ! آج میں ایک ایسا روزہ تیرے لئے رکھنے کی نیت کرتا ہوں، اے اللہ! اس روزہ کے رکھنے میں تو میری مدد فرما، آسان فرما۔

آج ہی سے ایسی نیت سحری میں کرو اور اللہ تعالی سے دعا بھی کرو، مجھے یقین ہے کہ پھر جس روزہ پر اللہ تعالی نے قرآن میں تقوی دینے کا وعدہ فرمایا ہے، انشاء اللہ وہ تقوی ہم سب کو نصیب ہوجائے گا۔

﴿دوسری نصیحت﴾

دوسری نصیحت نبی کریم ﷺ نے یہ فرمائی:

و اتبع السیئۃ الحسنۃ تمحہا

اس دوسری نصیحت کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان ہے، نفس اور شیطان دو دشمن لگے ہو ئے ہیں، جب کبھی کوئی گناہ ہو جائے، کوئی برائی ہو جائے تو گناہ اور برائی کے بعد چین سے بیٹھے مت رہنا (معصوم ہونا یہ تو انبیاء کرام علیہم السلام کی شان ہے، کوئی گناہ ہی نہ کرے یہ تو فرشتوں کی شان ہے) یہ تو انسان سراپا خطا کار، سر سے پیر تک گندا اور مجرم ہے، جب کوئی گنا ہ ہو جائے تو گناہ کے بعد فورا کوئی نیکی کا کام کر لینا، اللہ تعالی اس نیکی کی برکت سے تیرے گناہ کو مٹا دیں گے۔

﴿نیک کام کی برکت﴾

یہی مضمون قرآن مجید میں بھی اللہ تعالی نے بیان فرمایا ہے:

اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ [پارہ:۱۲، سورۃ ھود: آیت ۱۱۴]

یہ نیک کام، اچھے اعمال اللہ تعالی نے ان میں وہ طاقت رکھی ہے کہ اس کی برکت سے گنا ہوں کی نحوست ختم ہو جاتی ہے۔

گناہ کی نحوست انسان کے چہرہ پر آتی ہے۔

گناہ کی نحوست انسان کے دل پر آتی ہے۔

گناہ کی نحوست انسان کی سمجھ پر آتی ہے۔

ہر چیز پر گناہ کی نحوست آتی ہے۔

﴿قابیل کے قتل کا اثر﴾

تفسیر کی کتابوں میں لکھا ہے کہ پوری زمین پہلے ہری بھری، سرسبز اور شاداب تھی،

آدمی جس درخت یا گھاس کے پاس جاتا اس کو ہرا اور پھل دار پاتا اور سمندر کا پانی میٹھا تھا اور شیر گائے اور بکری پر حملہ نہیں کرتا تھا، لیکن جب گناہ ہوا یعنی قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کر دیا تو زمین خشک ہوگئی، درخت پر کانٹے آگئے اور سمندر کا پانی کھارا ہوگیا اور جانور ایک دوسرے پر حملہ کرنے لگے، یہ سب گناہوں کی نحوست کی وجہ سے ہوا۔

لیکن قربان جایئے! نبی کریم ﷺ کی ایک ایک پیاری باتوں پر ارشاد فرمایا: ''جب کبھی کوئی گناہ ہو جائے تو گناہ کے بعد فوراً کوئی نیکی کر لینا، اللہ تعالیٰ نیکی کی برکت سے گناہ کی نحوست ختم فرما دیں گے''

﴿صحابہ تکلف والے نہیں تھے﴾

﴿نیکی کی برکت سے گناہ کی معافی﴾

دیکھو! کتنی پیاری پیاری باتیں حدیث میں بیان فرمائی گئی ہیں۔

ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے، صحابہ رضی اللہ عنہم بہت سیدھے سادے بھولے بھالے تھے۔

حضور ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں حدیث شریف میں آتا ہے:

اقلهم تكلفا

ان میں کچھ بناوٹ نہیں تھی، بالکل سیدھے سادے Simple، تکلف کا ذرہ برابر شائبہ نہیں۔

﴿صحابہؓ سے غلطی کروانے کا مقصد﴾

چنانچہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! (اور دیکھو یہ ایک بات سمجھ لینا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے صحابہ سے کچھ غلطیاں ایسی کروائیں تا کہ اس غلطی کا علاج آنے والی امت کو سیکھنے کو مل جائے کہ اس غلطی پر کیا کرنا چاہیے تو) اس صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ حضور ﷺ! آپ مجھے ایک بات بتائیں کہ ایک شخص ایک عورت سے ملتا ہے اور دونوں آپس میں ایک دوسرے کو بالکل پہچانتے نہیں ہیں، پھر ایسا ہو گیا کہ اس مرد نے اس عورت کو چھیڑنا شروع کردیا اور اس عورت کے ساتھ برابر مزے اڑائے اور اس کے بدن سے برابر فائدہ حاصل کیا، لیکن جس کو زنا کہتے ہیں وہ زنا حقیقت میں نہیں کیا، اس آدمی نے جب یہ پوری بات بیان کی تو ان کے کہنے کا مقصد سمجھ میں آتا ہے کہ اس طرح گناہ ہو گیا تو اس سے معافی کس طرح مانگے۔

گناہوں کے ظاہر کرنے میں ہمارے اور صحابہ میں فرق

میرے بھائیو! اللہ کے گھر میں بیٹھے ہو، سچے دل سے اپنے دل کو ایک سوال کرو کہ کیا کبھی مجھ سے کوئی گناہ ہوا اور میں کبھی اپنے باپ سے، استاذ سے، عالم سے، پیر سے، مرشد سے صحیح صحیح سوال کیا کہ ”حضرت! مجھ سے یہ گناہ ہو گیا، اب میں کیا کروں“ کبھی ہم کو یہ توفیق ہوئی؟

صحابہ رضی اللہ عنہم اپنی غلطی پر فوراً بے چین ہو جاتے اور حضرت نبی کریم ﷺ کو پوری حقیقت بتلا کر علاج معلوم کرتے اور اس پر عمل کرتے اور خود حضور ﷺ بھی پوری شفقت کے ساتھ علاج بتلاتے تھے۔

ایک عورت سے غلطی ہوئی، وہ حضور ﷺ کی خدمت میں آئی، نبی کریم ﷺ تشریف فرما تھے، اقرار کر لیا'' کہ اے اللہ کے نبی ﷺ! مجھ سے زنا ہو گیا'' اللہ کے نبی کے سامنے اقرار کر رہی ہے۔

یہ کیا چیز ہے.....؟

دل کی بے چینی کہ مجھ سے کیا ہو گیا؟ اور کیسے اس گناہ کے وبال سے میں باہر آجاؤں؟ کس طرح گناہ کے وبال سے چھٹکارا پالوں؟ اس کی بے چینی ستا رہی ہے۔

نبی کریم ﷺ نے یہ بات سنی اور منہ پھرا لیا، اس عورت کی طبیعت میں اتنی بے چینی ہے کہ وہ دوسری طرف آئی.... سبحان اللہ

''حضور ﷺ! میں اقرار کرتی ہوں کہ مجھ سے گناہ ہو گیا ہے''

حضور ﷺ نے پیچھے کی طرف منہ پھرا لیا پھر پیچھے کی طرف حضور ﷺ کے سامنے گئی اور حضور ﷺ کے سامنے کھڑے ہو کر تیسری مرتبہ گناہ کا اقرار کیا۔

پھر حضور ﷺ نے ادھر چوتھی جانب میں منہ پھرا لیا، چار مرتبہ چاروں طرف حضور ﷺ نے منہ پھرا لیا وہ چاروں طرف آکر بار بار اقرار کر رہی ہے کہ ''اللہ کے نبی! غلطی ہو گئی ہے، اس گناہ کے وبال سے کیسے نجات ملے؟ اس کا طریقہ مجھ کو بتلا دیجئے؟'' اللہ تعالیٰ گناہ پر ہم کو ایسی بے چینی عطا فرمائے... آمین۔

گناہ کے بعد فوراً توبہ کی فکر کرنی چاہیے

انسان ہے، گنہگار ہے، گناہ ہو جاتے ہیں، یہ کرنا نہیں چاہتا پھر بھی ہو جاتے ہیں لیکن اس گناہ پر چین سے مت بیٹھو، کیسے اس گناہ سے توبہ کر لوں؟ اس کا فکر اور کوشش کرو''۔

﴿آپ ﷺ کا صحابہ کو تسلی دینا﴾

چنانچہ ابھی تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں سے آیت کریمہ نازل ہوئی:

اَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَفَیِ النَّھَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ ،اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّاٰتِ،ذٰلِکَ ذِکْرٰی لِلذّٰکِرِیْنَ. [پارہ:۱۲،سورۂ ھود: آیت ۱۱۴]

ترجمہ: اور دن کے دونوں سروں پر اور رات کے ابتدائی حصہ میں نماز کا اہتمام کیجئے یعنی پانچ نمازیں پابندی سے پڑھئے، بیشک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں، یہ نصیحت ہے نصیحت حاصل کرنے والوں کے لئے۔

اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے ان صحابی کو حکم دیا کہ اٹھو، وضو کرو اور نماز پڑھو یعنی وضو اور نماز کی برکت سے تمہارا گناہ اللہ تعالیٰ معاف فرما دیں گے، گناہ پر معافی کا یہ آسان اور عجیب طریقہ جب حضرت معاذ ﷜ نے سنا تو حضرت معاذ ﷜ نے ایک عجیب سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ ! یہ آیت اسی آدمی کے لئے ہے یعنی اس طرح وضو کرنے سے یا نماز پڑھنے سے یا کوئی نیکی کرنے سے گناہ معاف ہو جائے اور آدمی پاک صاف ہو جائے، صرف اسی آدمی کے لئے ہے یا قیامت تک آنے والی پوری امت کے لئے ہے، تو اس پر نبیٔ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ نہیں! یہ حکم قیامت تک آنے والے ہر انسان کے لئے ہے یعنی وضو کرے اور نماز پڑھے یا کوئی اور نیکی کا کام کرے تو ان کے گناہ معاف ہو جائیں گے۔

یہی بات اس حدیث شریف میں بھی بیان کی گئی ہے کہ ''جب گناہ کا کام ہو جائے تو فوراً کوئی نیکی کا کام کر لو، اللہ تعالیٰ اس نیکی کی برکت سے اس گناہ کو دھو کر کے ختم فرما

دیں گے۔

اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ [پارہ:۱۲، سورہ ھود: آیت ۱۱۴]

جتنی بھی نیکیاں ہیں، اللہ تعالیٰ نے اس میں گناہ کو ختم کرنے کی تاثیر رکھی ہے، لیکن علماء فرماتے ہیں کہ یہ سب صغیرہ گناہ کا حال ہے، کبیرہ گناہ میں تو توبہ، استغفار کرنا ضروری ہے۔

﴿اللہ تعالیٰ کی عجیب رحمت﴾

بلکہ بعض مرتبہ تو ایسا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت بندوں کی طرف ایسے متوجہ ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ بندہ کو اتنا نوازتے ہیں کہ "گناہ کو نیکیوں سے مبدل فرما دیتے ہیں" جس بندہ نے گناہ کئے جب وہی بندہ اللہ تعالیٰ کی مرضی والی زندگی پر آتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ کو نیکی سے بدل دیتے ہیں، قیامت کے دن توبہ کرنے والے کو اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحمت سے ہر برائی کے بدلے نیکی ملے گی، اور دنیا میں اس کو نیک کاموں کی توفیق نصیب ہوگی، سچی توبہ کی برکت سے اللہ تعالیٰ انسان کے مزاج ہی کو بدل دیتے ہیں کہ پھر وہ گناہوں کے بجائے نیکیوں کی طرف دوڑنے لگ جاتا ہیں، لیکن ان سب کے لئے شرط یہ ہے کہ سچی پکی توبہ ہو۔

فَاُولٰٓئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ [پارہ ۱۹/سورہ فرقان/آیت ۷۰]

یہ وہی لوگ ہے کہ اللہ ان کی برائیوں کو نیکیوں سے بدل دیتے ہیں۔

اس لئے دوسری نصیحت نبی کریم ﷺ نے بڑی پیاری، بڑی قیمتی، بڑی اونچی فرمائی کہ "جب کوئی گناہ اور برائی ہو جائے فوراً کوئی نیکی کرلو"

گناہ کے بعد نماز پڑھ لو۔

استغفار کرلو۔

کلمہ طیبہ پڑھ لو۔

ذکر کرلو۔

تلاوت کرلو۔

اللہ تعالیٰ کے سامنے توبہ کرلو۔

اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے تمہارے گناہ کو معاف فرمادے گا۔

﴿تیسری نصیحت﴾

تیسری نصیحت نبی کریم ﷺ نے یہ فرمائی:

خالق الناس بخلق حسن

تمام لوگوں کے ساتھ اچھے طریقہ سے رہو، اچھے اخلاق کے ساتھ رہو۔

حدیث میں نبی کریم ﷺ نے ناس فرمایا مومن اور مسلم نہیں فرمایا کہ مسلمانوں کے ساتھ اچھی طریقہ سے رہو، بلکہ فرمایا خالق الناس تمام لوگوں کے ساتھ اچھے طریقہ سے رہو۔

مسلمان ہو۔

کافر ہو۔

مشرک ہو۔

یہودی ہو۔

نصرانی ہو۔

مجوسی ہو۔

اللہ کو مانتا ہو، نہ مانتا ہو کوئی بھی انسان ہو، ہر ایک کے ساتھ اچھے اخلاق کے ساتھ رہو۔

﴿اسلام میں اچھے اخلاق کی قدر و قیمت﴾

ایک عجیب حدیث میں آپ کو سناتا ہوں اس سے اندازہ لگائیے کہ اسلام میں اچھے اخلاق کی کتنی قدر و قیمت ہے۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ: قیامت کے دن دو آدمی آئیں (دو ایک مثال ہے) ان دونوں آدمیوں نے دنیا میں پوری زندگی نماز برابر برابر پڑھی، روزے دونوں نے برابر برابر رکھے، دونوں کا صدقہ وخیرات بھی برابر برابر، دونوں کا ذکر، تلاوت، حج، ہر ایک نیکی برابر برابر؛ لیکن جب اللہ تعالیٰ کے یہاں جنت کا فیصلہ ہوگا تو ایک آدمی جنت کے ایک درجہ میں جائے گا اور دوسرا جنت کے اتنے اونچے درجہ میں جائے گا کہ دونوں درجوں کے درمیان زمین وآسمان کے برابر فرق ہوگا۔

دونوں انسان جنت میں ہیں؛ لیکن دونوں کے درجوں میں اتنا فرق ہے کہ یوں سمجھو کہ ایک زمین والے درجہ میں اور دوسرا آسمان والے درجہ میں ہے، اتنا بڑا فرق! نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا دونوں کی عبادتیں برابر برابر، نیکیاں برابر برابر، دونوں کا صدقہ و خیرات برابر برابر؛ لیکن جنت کے درجات میں جو اتنا زیادہ فرق ہوگا وہ اس وجہ سے ہوگا ''ایک آدمی اچھے اخلاق والا تھا'' اس کے اچھے اخلاق کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کو اتنے اونچے

درجات سے نوازے گا۔

اب سوچو! ہمارے دین میں اچھے اخلاق کی کتنی قدر و قیمت ہوگی کہ جن اچھے اخلاق کی وجہ سے جنت کے دو درجوں کے درمیان بھی اتنا بڑا فرق ہو جائے گا۔

﴿اچھے اخلاق کی برکت﴾

یہی اچھے اخلاق ہی تو ہیں جو انسان کو انسانوں کی نظر میں بھی پیارا بنا دیتے ہیں اور اللہ کی نظر میں بھی پیارا بنا دیتے ہیں۔

یہی ایک چیز ہے جس کی وجہ سے انسان کی انسانوں کی نظر میں بھی عزت ہوتی ہے اور اللہ تعالی کی نظر میں بھی عزت ہوا کرتی ہے۔

﴿آپ ﷺ کی ایک بہت بڑی صفت﴾

حضرت نبی کریم ﷺ کی ایک بڑی اونچی صفت اللہ تعالی نے قرآن مجید میں یہ بیان فرمائی ہے: وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ [پارہ۲۹: سورۂ قلم: آیت۴]

بے شک آپ بڑے اونچے اخلاق والے ہیں۔

﴿ابوجہل کا آپ ﷺ کو دھمکی دینا اور اللہ تعالی کی طرف سے جواب﴾

حدیث شریف میں ایک واقعہ آیا ہے کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ کعبہ کے سامنے نماز پڑھ رہے تھے، وہ زمانہ ایسا تھا کہ ابھی چند ہی لوگ ایمان لائے تھے، آپ ﷺ اکیلے اکیلے کعبہ شریف کے سامنے نماز پڑھ رہے تھے، وہاں ابوجہل اور اس کے بہت سارے دوست موجود تھے، آپ ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھ کر ابوجہل کو بڑا غصہ آیا، ایسے بھی نبی کریم ﷺ کا کعبۃ

اللہ کے سامنے کھڑے ہو کر نماز پڑھنا ابوجہل کو پسند نہیں تھا، جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ ﷺ کو نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا اور آپ ﷺ نے نماز پڑھنا شروع کر دیا تو ابوجہل نے آپ ﷺ کو نماز پڑھنے سے روکا اور دھمکی دی کہ جو آئندہ آپ نے نماز پڑھی تو جب آپ سجدہ میں جائیں گے تو میں آپ کی گردن پر نعوذ باللہ پیر رکھ دوں گا، اس دھمکی کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے:

اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یَنْھٰی عَبْدًا اِذَا صَلّٰی [پارہ ۳۰: سورہ علق: آیت ۹، ۱۰]

کہ ایسے آدمی کی حالت کو تم دیکھو جو ہمارے آدمی کو نماز پڑھنے سے روکتا ہے؛ حالانکہ نبی تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے جا رہے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کی عبادت سے روکنا بہت بری بات ہے۔

آگے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اَرَءَیْتَ اِنْ کَانَ عَلَی الْھُدٰی اَوْ اَمَرَ بِالتَّقْوٰی [پارہ ۳۰: سورہ علق: آیت ۱۱، ۱۲]

کہ ہمارے نبی تو خود ہدایت والے ہیں اور دوسروں کو تقویٰ سکھلاتے ہیں، اور ابوجہل تو ایسا آدمی ہے کہ خود اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اَرَءَیْتَ اِنْ کَذَّبَ وَ تَوَلّٰی. [پارہ ۳۰: سورہ علق: آیت ۱۳]

کہ ابوجہل ایسا آدمی ہے کہ جس نے ہمارے نبی کو جھٹلایا اور اللہ تعالیٰ کے دین کو مانا نہیں، اور اللہ تعالیٰ کے سچے دین سے منہ پھیر لیا، اس ظالم نے آپ ﷺ کو سخت دھمکی دی، اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب دیا گیا:

اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰہَ یَرٰی. [پارہ ۳۰: سورۂ علق: آیت ۱۴]

کہ اللہ تعالیٰ کو یہ بات معلوم نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی ہر چیز کو دیکھ رہے ہیں، کوئی آدمی نیکی کرے تو بھی اللہ تعالیٰ دیکھتے ہیں، کوئی آدمی شرارت یا طوفان کرے تو بھی اللہ تعالیٰ دیکھتے ہیں، ابوجہل ظالم نے دھمکی میں یوں کہا کہ اگر تم نماز پڑھنے سے نہیں رکوں گے تو مکہ میں میرے دوستوں کی بہت بڑی ٹیم ہے، میں ان سب کو بلاؤں گا، اور ہم سب مل کر تم پر حملہ کریں گے، تو اس پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: کہ اس کو کہو کہ تو تیری ٹیم کو بلا لے، تیرے دوستوں کو بلا لے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوا: فَلْیَدْعُ نَادِیَہٗ. [پارہ ۳۰: سورۂ علق: آیت ۱۷]

ہم تیرے مقابلہ کے لئے جہنم کے فرشتوں کی ایک بڑی ٹیم بلائیں گے۔ سَنَدْعُ الزَّبَانِیَۃَ. [پارہ ۳۰: سورۂ علق: آیت ۱۸]

ایک مرتبہ اس ظالم نے ہمت کر لی کہ آپ ﷺ کو نماز کی حالت میں تکلیف دیوے اور وہ آگے چلا، پھر گھبرا کر کے پیچھے ہٹ گیا، لوگوں نے اس سے پوچھا کہ یہ کیا ہوگیا؟ تو اس پر ابوجہل نے کہا کہ جب میں محمد ﷺ کے پاس پہنچا تو مجھے آگ کی ایک خندق (کھائی) نظر آئی، جس میں پر والی کوئی مخلوق تھی، اس کو دیکھ کر ابوجہل گھبرا گیا اور بھاگ کر کے واپس آ گیا، حضرت نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ اگر ابوجہل ظالم نماز میں تکلیف دینے کے لئے ذرا بھی آگے بڑھتا تو فرشتے اس کی بوٹی بوٹی جدا جدا کر دیتے، یعنی بالکل اس کو تباہ کر دیتے، آخرت سے پہلے ہی دنیا میں اس پر عذاب آجاتا، خود اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

کَلَّا لَئِنْ لَّمْ یَنْتَہِ لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِیَۃِ. [پارہ ۳۰: سورۂ علق: آیت ۱۵]

اگر یہ ظالم ابوجہل ہمارے نبی ﷺ کو تکلیف دینے سے نہیں رک گیا تو ہم اس کے

پیشانی کے بال پکڑ کر جہنم کی طرف گھسیٹیں گے، یہ ایسا جھوٹا آدمی ہے، ایسا خطرناک گنہگار ہے کہ اس کا بدن تو بدن اس کے بال بال میں گناہ اور جھوٹ بھرا ہوا ہے۔

﴿ابوجہل کا آپ ﷺ پر اوجھ رکھنا﴾

تو میں واقعہ سنا رہا تھا کہ ایک مرتبہ اس ظالم نے دیکھا کہ اللہ کے رسول ﷺ کعبۃ اللہ میں نماز پڑھ رہے ہیں تو ابوجہل اور اس کے بہت سارے دوست بھی وہاں تھے، اس دن مکہ میں کسی کے گھر میں اونٹ ذبح ہوا تھا، اور اونٹ کی اوجھ کہیں پڑی ہوئی تھی، تو ابوجہل نے اپنے دوستوں سے کہا جاؤ! آج فلانے آدمی کے گھر پر اونٹ کاٹا گیا ہے، تم میں سے کون تیار ہے، جو اس اونٹ کی اوجھ کو اٹھا کر لے آئے؟ یہ محمد ﷺ نماز پڑھ رہے ہیں، جب وہ سجدہ میں جائیں گے تو ہم اونٹ کی اوجھ کو ان کی پیٹھ پر رکھ دیں گے، گویا کہ ابوجہل نے اپنے ساتھیوں کو اکسایا، اس کا دوسرا دوست جو بڑا بدبخت تھا، اس کا نام عقبہ تھا، وہ گیا اور اس اونٹ کی اوجھ اٹھا کر کے لے آیا اب جب نبی کریم ﷺ سجدہ میں گئے تو وہ اوجھ آپ کی پیٹھ، پشت مبارک پر ڈال دی، اونٹ کی اوجھ بہت بڑی ہوتی ہے۔

اب دینی بہنو سوچو! ایک تو وزن دار اوجھ اور مزید اس میں سے گندگی اور بدبو نکل رہی ہے، اللہ کے نبی ﷺ اس کے نیچے دب گئے، اور سب مشرکین ابوجہل اور اس کے دوست ایک دوسرے کو دیکھ کر ہنس رہے ہیں اور ہنسی اور خوشی میں ایک دوسرے پر گرتے جا رہے ہیں، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں اس منظر کو دیکھ رہا تھا؛ لیکن میں کچھ نہیں کرسکتا تھا، اتنے میں حضرت فاطمہؓ آپ ﷺ کی چھوٹی بیٹی، جن کی عمر اس وقت صرف چار یا پانچ سال تھی دوڑتی ہوئی آئی اور آپ ﷺ پر سے اپنے چھوٹے چھوٹے پیارے معصوم

ہاتھوں سے اوجھ ہٹانے میں لگ گئی، پھر آپ ﷺ نے سجدہ سے اپنا سر مبارک اٹھایا۔

یہی آپ ﷺ کو تکلیف دینے والے مکہ کے سردار لوگ جن میں خاص کر کے ابو جہل سب سے آگے آگے اس کے لئے بھی نبی کریم ﷺ ہدایت کی دعا مانگ رہے ہیں، اس کا نام لے کر کے اللہ تعالی سے اس کے ایمان کے لیے دعائیں کر رہے ہیں، یہ ہیں نبی کریم ﷺ کے اونچے اخلاق کہ اتنے بڑے ظالم اور خطرناک گنہگار کے لئے بھی ایمان اور ہدایت کی دعائیں کر رہے ہیں۔

آپ ﷺ کے اخلاق کا ایک اور عجیب واقعہ

ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ لوگوں کو ایمان کی دعوت دے رہے تھے، لیکن مکہ کے ظالم آپ ﷺ کو گالیاں دے رہے تھے، آپ ﷺ پر تھوکتے تھے، آپ ﷺ پر مٹی ڈالتے تھے، یہاں تک کہ دوپہر ہوگئی، آپ ﷺ کی بیٹی حضرت زینبؓ پانی لے کر کے آئی اور آپ ﷺ کے نورانی چہرے کو اور مبارک ہاتھوں کو دھونے لگی، آپ ﷺ نے حضرت زینب کو فرمایا، اے میری بیٹی! تو اپنے ابا کے مغلوب اور ذلیل ہونے کا خوف مت کر۔

ارے! بعض مرتبہ تو مکہ والے آپ ﷺ کو پتھر مارتے تھے، جس کی وجہ سے آپ ﷺ کے پورے بدن مبارک سے خون نکلتا تھا، اسی طرح ایک مرتبہ جب آپ ﷺ طواف کر رہے تھے، تو ابو جہل، عقبہ، امیہ یہ سب حطیم میں بیٹھے ہوئے تھے، آپ ﷺ کو بہت برے برے الفاظ کہہ رہے تھے، طواف کے تین چکر میں ایسا ہی ہوا، تیسرے چکر میں آپ ﷺ ان کے سامنے ٹھہر گئے اور مکہ والوں کی بھلائی چاہتے ہوئے ارشاد فرمایا: اللہ تعالی کی قسم! اگر تم رک نہیں جاؤں گے یعنی ایسی بری باتیں بولنا بند نہیں کروں گے تو تم پر اللہ تعالی کا عذاب جلدی

اترے گا۔

یہ بھی ایک بہت بڑی خیر خواہی کی بات تھی کہ وہ لوگ اگر نبی ﷺ کی بے ادبی کرنے سے رک نہیں گئے تو اللہ تعالیٰ کا عذاب ان پر اترے گا، اسی لئے ان کو ایسی بے ادبی کرنے سے روکا تھا، تاکہ وہ لوگ عذاب سے بچ جائے، آپ ﷺ کی زبان مبارک سے اس طرح کی بات سن کر وہ سب کانپنے لگے، پھر آپ ﷺ گھر کے لئے روانہ ہو گئے، حضرت عثمانؓ آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے چلے تو اس موقع پر نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: خوش خبری سنو! اللہ تعالیٰ یقیناً اپنے دین کو غالب کر کے رہیں گے، اپنی بات کو اللہ تعالیٰ پوری کر کے رہیں گے، اپنے دین کی مدد کر کے رہیں گے، خیر یہ تو نبی کریم ﷺ کے اونچے اخلاق کی بات ہے کہ ایسے تکلیف دینے والے دشمنوں کے لئے بھی آپ ﷺ ہدایت کی، ایمان کی دعائیں کرتے تھے۔

﴿سورۂ علق کی آخری آیت کا مضمون﴾

جب بات نکلی ہے تو میں بتلا ہی دوں، کہ سورۂ علق کی آخری آیت میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

كَلَّا لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ. [پارہ۳۰: سورۂ علق: آیت۱۹]

یعنی یہ دشمن آپ کے خلاف کچھ بھی کرے، آپ اس کی ذرا برابر بھی پرواہ نہ کیجئے، آج آپ نے بالکل ان کی بات نہیں مانی، آئندہ بھی آپ ان کی بات کو بالکل نہ مانئے، اور سجدہ کیجئے؛ یعنی نماز برابر پڑھتے رہے اور اللہ تعالیٰ کی نزدیکی حاصل کرتے رہے۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ بندہ جب سجدہ میں ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے بہت

نزدیک ہوتا ہے، اس سے ایک بات یہ بھی معلوم ہوئی کہ سجدہ کرنا، نماز پڑھنا اللہ تعالی کے نزدیک پہنچنے کا بہترین ذریعہ ہے۔

ایک مسئلہ بھی سن لیجئے اس آیت کو پڑھنے اور سننے والے پر سجدۂ تلاوت واجب ہے، آپ ﷺ سے اس آیت پر سجدۂ تلاوت کرنا ثابت ہے۔

﴿سجدہ اور دعا﴾

حدیث شریف میں یہ بھی آیا ہے کہ سجدہ میں بہت دعا کیا کرو، اسلئے کہ سجدہ کی حالت میں جو دعا کی جاتی ہے، وہ قبول ہوتی ہے، اس سے معلوم ہوا کہ نفل نمازوں میں سجدہ کی حالت میں دعا کر سکتے ہیں؛ لیکن جو دعائیں قرآن اور حدیث میں آئی ہیں، وہی دعائیں، وہی الفاظ کے ساتھ عربی زبان میں مانگے، تو انشاء اللہ اللہ تعالی کے یہاں قبول ہوگی؛ لیکن یہ بات خاص دھیان میں رہے کہ فرض نمازوں کے سجدہ میں دعا نہ کریں اور نفل نمازوں میں بھی اردو، گجراتی، انگریزی میں دعائیں نہ مانگیں۔

اس پورے بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ تین نصیحتیں نبی کریم ﷺ نے فرمائیں:

اتق الله حيث ما كنت (جہاں رہو اللہ سے ڈرو)

واتبع السيئة الحسنة تمحها (ہر برائی کے بعد کوئی نہ کوئی کام نیکی کا کرلو اللہ تعالی اس برائی کو مٹا دیں گے)

وخالق الناس بخلق حسن (لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق کے ساتھ رہو)

ان تین صفات پر جو مسلمان عمل کرے گا انشاء اللہ اللہ تعالی دنیا اور آخرت میں اس کو عزت سے مالا مال فرمائیں گے۔ اللہ مجھے بھی عمل کی توفیق عطا فرمائے، آپ سب کو بھی

توفیق عطا فرمائے. (آمین)

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين

ربّنا تقبّل منّاانّک انت السّمیع العلیم وتب علینا یا مولانا انّک انت التّواب الرّحیم وصلّی اللّٰه تعالیٰ علیٰ خیر خلقه سیّدنا محمّد وعلیٰ اٰله واصحابه اجمعین سبحان ربّک ربّ العزّة عمّا یصفون وسلٰم علی المرسلین والحمد للّٰه ربّ العالمین.

۳

مسجد کے افتتاح کے موقع پر

اس بیان کے چنندہ

جواہر پارے

☙	ہم جب کوئی عمل کرے، کوئی نیک کام کرے، اس عمل کے بعد بے فکر نہ ہو جائے، بلکہ اللہ تعالی سے دعاء کرے کہ اللہ تعالی ہمارے اس عمل کو قبول فرمائیں، اس کی دعاء کرنے کی ضرورت ہے۔
☙	مسلمان وہ ہے کہ جو اپنے ہاتھ سے، اپنے کام سے دوسرے مسلمان کو سلامت رکھے، کسی کو تکلیف نہ پہنچائے، وہ مسلمان ہے۔
☙	آج بہت دکھ سے یہ بات عرض کر رہاں ہوں کہ ہمارا نام پاسپوٹ میں، شناختی کارڈ میں مسلمانوں والا ہے اور ہم اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں، لیکن ہم قرآن اور حدیث کی روشنی میں اپنی زندگی کو اٹھا کر دیکھے، شاید ہم اپنے آپ کو مسلمان کہلانے کے لائق نہیں ہے، ہماری ایسی زندگی ہو چکی ہے۔
☙	فرمایا: کہ جن دو رکعتوں پر آسمان سے تین تین ہزار فرشتہ اترتے تھے، وہ نماز اللہ تعالی کی نصرت، اللہ تعالی کی مدد، اللہ تعالی کی رحمت کو متوجہ کرنے کا ذریعہ ہے، جیسے سجدے بدر کی رات میں نبی کریم ﷺ نے کیے تھے، آج مسجدیں اس کے لئے ترس رہی ہیں، اسلئے ضرورت ہے کہ ہم اپنی نمازوں کو درست کریں، اپنی نمازوں کی اصلاح کریں، ہم بچپن سے نماز پڑھتے آرہے ہیں، پتہ نہیں ہماری نماز کیسی ہے۔
☙	بہت دکھ ہے کہ اللہ تعالی کہ گھر میں ہمارے موبائل کی گھنٹیاں بجتی ہے اور دوسرا افسوس اس بات کا ہے کہ ہمارے موبائل کی گھنٹیاں فلمی گانوں کے انداز پر ہوتی ہیں، سب نیت کرو کہ انشاء اللہ Simple ringtone ڈالیں گے، آج ہی اس کو بدلو اور ایسی Ringtone ڈالوں کہ جس میں میوزک نہ ہو۔
☙	مسجدیں ویران ہوگی تو زندگیاں ویران ہو جائے گی، اور آبادیاں ویران ہو جائے گی، اللہ تعالی ہماری مسجد کو، ہماری زندگی کو ہمیشہ آباد اور شاداب رکھے،

۳

مسجد کے افتتاح کے موقع پر

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَرْسَلَہٗ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَۃِ مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ یَّعْصِھِمَا فَاِنَّہٗ لَا یَضُرُّ اِلَّا نَفْسَہٗ وَلَا یَضُرُّ اللّٰہَ شَیْئًا اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ. اَمَّا بَعْد

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰہِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَ اَقَامَ الصَّلٰوۃَ وَاٰتَی الزَّکٰوۃَ وَلَمْ یَخْشَ اِلَّا اللّٰہَ ، فَعَسٰۤی اُولٰٓئِکَ اَنْ یَّکُوْنُوْا مِنَ الْمُھْتَدِیْنَ. (پارہ ۱۰/سورۃ توبہ/آیت ۱۸)

من بنی مسجدا للہ تعالی بنی اللہ لہ بیتاً فی الجنۃ. (مسلم شریف ، حدیث نمبر ۵۳۳)

ترجمہ: جس نے آدمی نے مسجد بنائی اللہ تعالی اس کے لئے جنت میں گھر بنائیں

گے۔

﴿مسلمانوں کو پہلے کس چیز کا فکر کرنی چاہیے؟﴾

آج آپ کی بستی کے لئے اور یہاں کے رہنے والوں کے لئے بڑا خوشی کا موقع ہے کہ اہم دینی ضرورت مسجد کی تعمیر کا کام مکمل ہوا، اور آج اس مسجد کا افتتاح ہو رہا ہے، مسلمانو! مسجد ہماری اہم ضرورت ہے، مسلمان دنیا میں جہاں بھی رہے اپنے مکان سے پہلے مسجد کو بنانے کا فکر کرے، خود نبیؐ کریم ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لے گئے ،ہجرت ہوئی، تو مدینہ جانے کے بعد آپ ﷺ نے سب سے پہلے مسجد بنائی، جب آپ ﷺ مدینہ پہنچے تو چند دن آپ نے قباء میں قیام فرمایا، اور وہاں مسجد کی بنیاد رکھی، پھر مدینہ شہر پہنچ کر حضرت ابوایوب انصاریؓ کے مکان پر آپ ﷺ نے قیام فرمایا، اس دوران مسجد نبوی کا کام شروع ہوا، گویا نبی کریم ﷺ نے اپنے لئے مکان کو بعد میں تعمیر فرمایا، پہلے مسجد کی تعمیر فرمائی، یہ عمل خود بتلاتا ہے کہ مسلمان کو سب سے پہلے مسجد کا فکر کرنا چاہیے۔

﴿اس دنیا کی ابتداء کعبہ سے﴾

آج پوری دنیا میں میں جتنی بھی مسجدیں ہیں، اس میں اصل اور اول کعبہ ہے، باقی پوری دنیا کی مسجدیں کعبہ کی شاخیں ہیں، تفسیر کی کتابوں سے پتہ چلتا ہے کہ اس زمین کے بننے سے پہلے پانی ہی پانی تھا، اللہ تعالی نے اپنی قدرت سے پانی میں ایک حرکت پیدا فرمائی، جس کی وجہ سے ایک بلبلہ تیار ہوا، جس کو ہم گجراتی میں prpi[Ti کہتے ہیں، اسی بلبلہ کو اللہ تعالی نے اپنی قدرت سے مٹی سے بدل دیا، اور اس پہلی مٹی سے پوری دنیا کی زمین بنائی گئی، اور آپ کو تعجب ہوگا کہ پانی پر سب سے پہلا بلبلہ جہاں تیار ہوا اور اس میں سے سب

سے پہلے زمین جہاں بنی اسی زمین کو پھیلا کر اللہ تعالیٰ نے پوری دنیا کی زمین بنائی، گویا اس دنیا کی ابتداء کعبہ سے ہوئی، اللہ تعالیٰ کے گھر سے ہوئی، اس کا تفصیلی واقعہ ہے انشاء اللہ کسی دوسرے موقع پر عرض کروں گا۔

﴿کعبۃ اللہ کی تعمیر﴾

کعبہ شریف کی الگ الگ زمانہ میں الگ الگ حضرات نے تعمیر کی، حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ کے طوفان کے بعد جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ شریف کی تعمیر کی، آپ کو معلوم ہے کہ کعبہ اللہ کا گھر ہے اور کعبہ بنانے کا حکم بھی اللہ تعالیٰ ہی نے دیا تھا اور حکم بھی ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو، اپ اندازہ لگائے کہ تمام نبیوں میں، تمام پیغمبروں میں دوسرا نمبر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہے، اتنے بڑے پیغمبر کو اللہ تعالیٰ حکم دے کہ میرا گھر بناؤں، کعبہ شریف کی تعمیر کرو، تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے، اللہ تعالیٰ کے نبی، اللہ تعالیٰ کا گھر بنارہیں۔ جس کی لمبی تفصیل ہے، اس کا واقعہ بھی انشاء اللہ کبھی عرض کروں گا۔

﴿حضرت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعاء ہمارے لئے ایک سبق﴾

جب اللہ تعالیٰ کا گھر بن چکا تو اس موقع پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کچھ دعائیں مانگی، وہ دعائیں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں نقل فرمائی ہیں، اور یہ ہماری زندگی کیلئے بڑا سبق ہے، نصیحت ہے، ایک دعاء یہ مانگی۔

وَ اِذْ یَرْفَعُ اِبْرَاهِیْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَاِسْمَاعِیْلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ (پارہ۱: سورۂ بقرہ: آیت ۱۲۷)

پہلی دعاء یہ مانگی کہ اے اللہ! میں نے تیرا گھر بنایا، تیرے حکم سے، لیکن میری اس

خدمت کو تو قبول فرمالے۔

﴿نیک عمل کے بعد ڈرتے رہنا چاہیے﴾

ایک نبی، ایک پیغمبر، جن کی نیت میں ہم کوئی شک نہیں کر سکتے کہ اس میں کوئی ریا کاری ہو، دکھلاوا ہو، جن کی نیت اخلاص سے بھری ہوئی، اور اللہ تعالیٰ کا گھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے بنایا، لیکن گھر بنانے کے بعد ڈر ڈر کے اللہ تعالیٰ سے دعاء کر رہے ہیں، کہ اے اللہ! تو میری اس خدمت کو قبول فرما، تیرا گھر بنایا، کعبۃ اللہ بنایا، اس عمل کو تیری رضاء کا ذریعہ بنا دیجئے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہم جب کوئی عمل کرے، کوئی نیک کام کرے، اس عمل کے بعد بے فکر نہ ہوجائے، بلکہ اللہ تعالیٰ سے دعاء کرے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اس عمل کو قبول فرمائیں، اس کی دعاء کرنے کی ضرورت ہے۔

کوئی بھی عمل ہو، ہم نماز پڑھے، زکوۃ ادا کرے، خیرات کرے، وہ نیکی اللہ تعالیٰ کے دربار میں قبول ہوجائے، اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرمالے، اس کے لئے ہمیں ڈرتے رہنا چاہیے، یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عمل سے ہم کو سبق ملا، اسلئے کہ کوئی بھی عمل جب تک اللہ تعالیٰ قبول نہ کرے، وہاں تک وہ عمل جنت میں لے جانے کا ذریعہ نہیں بن سکتا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس دعاء نے ہم کو سبق سکھلا دیا کہ کعبہ شریف جیسا مبارک عمل کر کے بھی جب اللہ تعالیٰ کے نبی، اللہ تعالیٰ کے سامنے رو رہے ہیں، تو ہم کو تو ہر عمل کے بعد دعاء کرنی چاہیے، اس لئے میں تمام حضرات سے عرض کروں گا، جس نے مسجد کی تعمیر میں جس طرح کا بھی حصہ لیا ہے، اپنا وقت لگایا ہے، اپنی کوشش لگائی ہے وہ اللہ

تعالی کے سامنے دعاء کرے کہ اللہ تعالی اس عمل کو قبول فرمالیں۔

﴿حضرت مفتی مرغوب صاحب لاجپوریؒ کا عجیب واقعہ﴾

ہمارے یہاں سورت ضلع میں لاجپور ایک مشہور گاؤں ہے، اس گاؤں میں ایک بہت بڑے اللہ تعالی کے ولی رہتے تھے، ان کا نام ہے حضرت مفتی مرغوب صاحب لاجپوریؒ، ہمارے جامعہ ڈابھیل میں کچھ وقت کے لئے مہتمم کی خدمت بھی انجام دی اور برما میں ان کی بڑی خدمات رہی ہے، ان کے پوتے یہاں باٹلی میں انہی کے نام سے ہے۔

حضرت مفتی صاحبؒ نے اپنی زندگی میں لاجپور گاؤں میں ایک مسجد بنائی، اس پرانی مسجد میں الحمدللہ کئی مرتبہ بیان کرنے کا موقع ملا، بہت ہی پر سکون نورانیت اور روحانیت والی مسجد تھی، گویا حضرت مفتی مرغوب صاحبؒ اس مسجد کے بانی ہوئے آپ کی محنتوں اور فکروں سے مسجد کی جدید تعمیر ہوئی، ظاہر بات ہے اتنی بڑی مضبوط مسجد بنانا بڑا محنت کا کام ہے، لوگوں کی جیب سے پیسے نکلوانا پھر چندہ کرکے صحیح ترتیب سے مسجد بنوانا ایک بڑا کام ہے، حضرت مفتی صاحبؒ اور ان کے ساتھیوں نے بڑی محنت سے مسجد بنوائی، حسابات بھی برابر رکھے، لیکن اللہ تعالی کے نیک بندیں کسی نیک عمل کو کرنے کے بعد بے فکر نہیں ہوجاتے، بلکہ اس نیک عمل کی مقبولیت کے لئے دعائیں کرتے ہیں، خود حضرت مفتی صاحبؒ کو بھی بڑا فکر تھا، اللہ تعالی کی شان دیکھو، حضرت مفتی صاحبؒ کو ایک بشارت ملی، ایک روز خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی، ۲۱ ربیع الآخر ۱۳۵۰ھ، ۵ ستمبر ۱۹۳۱ء سنیچر کے دن صبح صادق کے وقت خواب دیکھا، لاجپور کی جامع مسجد کے بر آمدے میں سنگ مرمر کے مصلے پر داہنی طرف حضرت نبی کریم ﷺ نے دو رکعت نماز ادا

فرمائی، اس خواب سے حضرت مفتی صاحبؒ کو پورا یقین ہوگیا کہ یہ مسجد کی تعمیر اللہ تعالیٰ کے یہاں قبول ہے، اس لئے کہ اگر قبول نہ ہوتی تو نبی کریم ﷺ وہاں نماز ادا نہ فرماتے۔

مدینہ میں کچھ منافقین نے ایک عمارت بنوائی اور پھر نبی کریم ﷺ سے افتتاح کرانے کی دعوت دینے آئیں، تو اللہ تعالیٰ نے منع فرمادیا، آپ ﷺ اس میں تشریف نہ لے جاوے۔

حضرت مفتی صاحبؒ جب نبی کریم ﷺ کو اس میں نماز ادا فرماتے دیکھا تو یقین ہوگیا کہ میری مسجد اخلاص والی ہے، اللہ تعالیٰ کے یہاں مقبول ہے، اس لئے کہ جس نے بھی خواب میں نبی کریم ﷺ کو دیکھا اس نے حقیقت میں آپ ﷺ کو ہی دیکھا۔

ابھی کچھ وقت پہلے جب مسجد کی نئی تعمیر ہوئی تو اس جگہ کو جہاں خواب میں نبی کریم ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھا تھا اس جگہ پر الگ رنگ کا پتھر لگایا گیا ہے اور اس کی یاد باقی رکھی گئی۔

تو اللہ کے نبی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عمل سے ہم کو یہ تعلیم ملتی ہے کہ ہم کوئی عمل کرے صدقہ، خیرات، حج، زکوۃ، نماز، مسجد کی تعمیر ہر عمل کے ساتھ ہماری دعا ہو۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْم.

اے اللہ! تو ہمارے عمل کو قبول فرما، تو دعاء کو سننے والا اور دل کی نیت کو جاننے والا ہیں۔

﴿حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دوسری دعاء﴾

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دوسری دعاء یہ مانگی، جس کی آج مجھے اور دنیا کے

ہر مسلمان کو ضرورت ہے۔

رَبَّنَا وَاجۡعَلۡنَا مُسۡلِمَيۡنِ لَکَ وَمِنۡ ذُرِّيَّتِنَا اُمَّةً مُّسۡلِمَةً لَّکَ (پارہ ۱: سورۂ بقرہ: آیت ۱۲۸)

اے اللہ! تو ہمیں تیرا فرماں بردار بنا دینا اور میری اولاد میں سے تیری فرماں بردار جماعت تیار کر دینا۔

﴿ہمارا نام مسلمان والا لیکن زندگی اس کے خلاف ہے﴾

میرے بزرگوں! آج بہت دکھ سے یہ بات عرض کر رہاں ہوں کہ ہمارا نام پاسپوٹ میں، شناختی کارڈ میں مسلمانوں والا ہے اور ہم اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں، لیکن ہم قرآن اور حدیث کی روشنی میں اپنی زندگی کو اٹھا کر دیکھے، شاید ہم اپنے آپ کو مسلمان کہلانے کے لائق نہیں ہے، ہماری ایسی زندگی ہو چکی ہے۔

مدینہ پاک میں نبی کریم ﷺ کا مبارک زمانہ ہے اور حضور ﷺ کے مبارک زمانہ میں ایک آدمی جس کا نام ہے عبداللہ، لیکن اللہ تعالی نے اس کے لئے فرمادیا کہ یہ جھوٹا ہے، مسلمان نہیں ہے۔

کیا خیال ہے صرف عبداللہ نام رکھنے سے انسان مسلمان ہو جاتا ہے؟ وہ منافق تھا بلکہ منافقوں کا سردار تھا، اور نام مسلمان جیسا ہے۔

﴿ایمان کا خلاصہ﴾

خوب اچھی طرح سمجھ لو زبان سے کلمۂ شہادت پڑھ لیں اور دل میں اس کا یقین

رکھیں، دل سے اس کو مانیں کہ اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ. میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے بندے اور سچے رسول ہے، اس کے ساتھ ہمارے تمام عقائد صحیح ہو، اللہ تعالیٰ پر، تمام رسولوں پر، تموم فرشتوں پر، تمام آسمانی کتابوں پر، قیامت پر، جنت وجہنم پر ہمارا ایمان کا ہونا ضروری ہے، پھر ہماری عبادات، معاملات، معاشرت، اخلاق اسلامی قانون کے مطابق ہو جائے، یہ ایمان اسلام کا مختصر خلاصہ ہے، اس کی پوری تفصیل انشاء اللہ کسی موقع پر عرض کروں گا۔

﴿سچا مسلمان کون؟﴾

بخاری شریف کی ایک حدیث میں نبی کریم ﷺ نے مسلمانوں کی ایک نشانی بیان فرمائی ہے، میرے بھائیوں! اس مسجد کی نسبت سے یہ حدیث شریف اپنی زندگی میں لانے کی نیت کرکے جاؤں، انشاء اللہ نبی ﷺ کی زبان سے ہم مسلمان کہلانے کے قابل ہو جائیں گے۔

ارشاد فرمایا: قال النبی ﷺ المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدیہ .

مسلمان وہ ہے کہ جو اپنے ہاتھ سے، اپنے کام سے دوسرے مسلمان کو سلامت رکھے، کسی کو تکلیف نہ پہنچائے، وہ مسلمان ہے۔

میرے بھائیوں! ہم غور کرے، صبح سے شام تک، ہم اپنی زبان سے کتنوں کی غیبت کرتے ہیں، کتنوں پر تہمت لگاتے ہیں، کتنوں کو ستاتے ہیں، اڑوس پڑوس، محلے

والے، اٹھنے بیٹھنے والے، رشتہ داروں کو ہم کتنی تکلیف دیتے ہیں، ہمارے ہاتھ سے، ہمارے کام سے، ہم دوسروں کا نقصان کرتے ہیں، دوسروں کو تکلیف دیتے ہیں، اس لئے نیت کر کے اٹھو ہم ہماری زبان اور ہاتھ سے عمل سے کسی کو بھی تکلیف نہیں پہنچائیں گے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مبارک دعاء

تو میں آپ کو سنا رہا تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ کی تعمیر کے وقت کچھ اہم اور ضروری دعائیں مانگی، جس میں ہمارے لئے بڑی نصیحت ہے، اس میں ایک طرف خود کے لئے دعاء مانگی اے اللہ تعالیٰ! تو ہم کو مکمل تیرا فرمابردار بنادے، مکمل مسلمان بنادے، یہ بہت بڑی سمجھنے کی بات ہے کہ ایک نبی جب خود کے لئے اسلام پر استقامت کی دعاء مانگے تو ہم کو تو اپنے لئے یہ دعاء زیادہ مانگنے کی ضرورت ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دوسری مبارک دعاء

اے اللہ تعالیٰ! تو میری اولاد میں سے مسلمانوں کی تیرے فرمابرداروں کی بڑی جماعت بنادے۔ یعنی خود کی اولاد کے لئے بھی اسلام اور فرمابرداری کی دعاء مانگی، اور ساتھ ہی ایک باپ اپنی اولاد کے لئے جو دعائیں مانگ سکتا ہے، جو مانگنی چاہیے، وہ مانگی، اس میں اہم دعاء ہے اپنی اولاد کے لئے ایمان اسلام کی بھی ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تیسری مبارک دعاء

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ایک اور دعاء بھی بیان فرمائی ہے:

رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ، رَبَّنَا وَ تَقَبَّلْ

دُعَآءِ. (پارہ ۱۳/سورۃ ابراہیم/آیت ۴۰)

ترجمہ: اے میرے رب! آپ مجھے نماز قائم کرنے والا بنا دیجئے اور میری اولاد میں سے بھی۔ اے ہمارے رب! اور میری دعا کو قبول کے لیجیے۔

اس سے معلوم ہوا کہ ہم خود نماز کے پابند بنیں اور ہماری اولاد کو نماز کا پابند بنانے کی دعاء اور محنت اور کوشش کریں، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیابان، جنگل میں جب اپنی بیوی حضرت ہاجرہؑ کو اور دودھ پیتے بچے کو حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اللہ تعالی کے حکم سے چھوڑا تھا، اس وقت کی ایک بات قرآن مجید میں آئی ہے:

رَبَّنَا لِيُقِيمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِىٓ اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ. (پارہ ۱۳/سورۃ ابراہیم/آیت ۳۷)

ترجمہ: اے ہمارے رب! اس لئے تاکہ وہ نماز قائم کریں، پھر لوگوں کے دلوں کو آپ کر دیجیے کہ ان کی طرف مائل ہوں اور انہیں روزی دیجیے پھلوں کی تاکہ وہ شکر ادا کریں۔

دیکھو! اتنی بڑی قربانی اللہ تعالی کے نبی اور ان کے گھر والوں نے اس لئے دی تاکہ نماز کا ماحول قائم ہو جائے اس لئے اس بات کا فکر کرو کہ ہمارے بچے ہمارے بڑے مرد عورت سب نمازی بن جائیں۔

ماضی قریب سے گجرات والوں کی خوبی

بہت سارے اللہ تعالی کے نیک بندوں کی بات نقل کرتا ہوں کہ گجرات والے جہاں بھی گئے، مسجد، مدرسہ، قبرستان بنانے کی سب سے پہلی فکر انہوں نے کی اور ساتھ ہی

وطن ہندستان سے تعلق بھی باقی رکھا،علماء صلحاء سے تعلق باقی رکھا۔

لیکن گجراتی ہوں اس لئے اس میں ایک بات بڑھا کر عرض کردوں ، برا لگے تو معاف کرنا،مسجد، مدرسہ کے عہدوں کے خاطر جھگڑے بھی ساتھ میں ہم لے کر گئے، اس لئے مسجد، مدرسہ عہدوں کو اللہ تعالیٰ کے دین کی خدمت کا حصہ سمجھو،اس کو لڑائی جھگڑے کا ذریعہ نہ بناؤ۔

ساتھ میں بعض جگہ ایک اور دوسری عادت بھی ہے کہ مسجد کے باہر بیٹھ کر محفلیں لگانا یہ بھی ہمارے لوگوں کی عادت رہی ہے،اس سے مسجد کی بےادبی ہوتی ہے،اس سے بھی بچنا چاہیے۔

﴿ہماری نسلوں میں دین باقی رہے اس کی ہمیں فکر کرنی چاہیے﴾

میرے بھائیوں! ہماری آنے والی نسلوں میں ایمان باقی رہے ،اسلام باقی رہے،دین باقی رہے،اس کی ہم لوگ فکر کرے ،یہ مبارک دعاء ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ کی تعمیر کے موقع پر اللہ تعالیٰ سے دعاء مانگی تھی۔یہ ہم کو اسی بات کا سبق دیتی ہے۔

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ (پارہ ۱:سورۂ بقرہ: آیت ۱۲۸)

اے اللہ! تو ہمیں بھی کامل ،مکمل مسلمان بنادے اور ہماری آنے والی نسلوں میں مسلمانوں کی ایک جماعت بنادے۔

میں تمام حضرات کو مبارک باد دیتا ہوں ، ماشاء اللہ آپ حضرات نے بڑی محنت

سے اس مسجد کو تعمیر کیا، اللہ تعالیٰ ہر ایک کی قربانی کو قبول فرمائیں، اس کا بہترین بدلہ دنیا اور آخرت میں عطاء فرمائیں۔

﴿ہم مسجد کو آباد کرنے والے بنیں﴾

اب ہماری بڑی ذمہ داری ہے مسجد کو آباد کرنا، ورنہ کہیں ہم اس شعر کے مصداق نہ بن جائیں۔

مسجد تو بنادی شب بھر میں ایماں کی حرارت والوں نے
من اپنا پرانہ پاپی تھا سالوں میں نمازی بن نہ سکے

ضرورت ہے کہ اس مسجد کو ہم نماز سے، تلاوت سے، ذکر سے، اعتکاف سے آباد کریں۔

علامہ اقبال نے اسی نسبت سے یہ شعر کہاں تھا:

مسجدیں مرثیہ خواں ہیں کہ نمازی نہ رہے
یعنی وہ صاحب اوصاف حجازی نہ رہے

فرمایا: کہ جن دو رکعتوں پر آسمان سے تین تین ہزار فرشتہ اترتے تھے، وہ نماز اللہ تعالیٰ کی نصرت، اللہ تعالیٰ کی مدد، اللہ تعالیٰ کی رحمت کو متوجہ کرنے کا ذریعہ بنے، جیسے سجدے بدر کی رات میں نبی کریم ﷺ نے کئے تھے، آج مسجدیں اس کے لئے ترس رہی ہیں، اسلئے ضرورت ہے کہ ہم اپنی نمازوں کو درست کریں، اپنی نمازوں کی اصلاح کریں، ہم بچپن سے نماز پڑھتے آرہے ہیں، پتہ نہیں ہماری نماز کیسی ہے۔

﴿حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا وضوء سکھانا﴾

حضرت عثمانؓ کے دورِ خلافت میں جب کہ وہ تہائی دنیا کے بادشاہ تھے، اس زمانہ میں فرمایا: کہ پانی لاؤں، پانی منگوایا اور لوگوں کو جمع کر کے فرمایا: کہ میں تم کو نبی کریم ﷺ کیسے وضوء کرتے تھے، اس کا طریقہ تم کو سکھاتا ہوں، پھر وضو کا مسنون طریقہ لوگوں کو بتلایا، اسلئے اپنی نمازوں کو ٹھیک کرو، اپنی نماز کو درست کرو، یہ بہت ضروری ہے۔ اقبال صاحب فرماتے ہے:

رہ گئی رسم اذاں روحِ بلالی نہ رہی
رہ گیا فلسفہ تلقینِ غزالی نہ رہی

کہ اذان تو ہوتی ہے لیکن وہ روح جو حضرت بلالؓ کی اذان میں تھی، جو لوگوں کے دلوں کو ہلا دینے والی تھی، مؤمنوں کو مسجد میں لانے والی تھی، آج وہ روح ہماری اذانوں میں سے نکل گئی، اسلئے صحیح اذان، صحیح نماز تمام مساجد میں ہوں، یہ ہم سب کی ذمہ داری ہے، اللہ تعالی ہم سب کو اس گھر کی قدر دانی کرنے کی توفیق نصیب فرمائیں، اس مسجد کو نماز سے، ذکر سے، تلاوت سے، اعتکاف سے آباد کرنے کی توفیق نصیب فرمائیں۔

مسجد کا ادب

میں نے جمعہ کے خطبہ میں ایک جملہ کہا تھا، وہ بات ذرا کڑوی ہے، لیکن اللہ تعالی کے واسطے آپ کو عرض کردوں، موبائل کو مسجد میں بند رکھنے کی عادت ڈالوں، آج کتنے دکھ کی بات ہے، ایک مسلمان جب کسی کورٹ میں جاتا ہے، جج کے سامنے جاتا ہے، تو وہ اپنے موبائل کو بند کرتا ہے، Switch off کرتا ہے، اس کے لئے ایک بار نہیں بار بار موبائل دیکھے گا، اسلئے کہ موبائل چالوں رکھے گا اور گھنٹی بجی تو اس کا جرمانہ بھرنا پڑے گا۔

میرے بھائیوں: ایک دنیا کے جج کے سامنے، ہم موبائل کی گھنٹی بجنے نہیں دیتے، بہت دکھ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے گھر میں ہمارے موبائل کی گھنٹیاں بجتی ہے اور دوسرا افسوس اس بات کا ہے کہ ہمارے موبائل کی گھنٹیاں فلمی گانوں کے انداز پر ہوتی ہیں، سب نیت کرو کہ انشاء اللہ Simple ringtone ڈالیں گے، آج ہی اس کو بدلو اور ایسی Ringtone ڈالوں کہ جس میں میوزک نہ ہو۔

آج سے چند سال پہلے نبی پاک ﷺ کے روضہ مبارک پر جہاں سلام پڑھتے ہیں، وہاں میوزک بجے گا، کوئی خیال کرسکتا تھا؟

لیکن آج مجھے کہنے دیجئے، کہ روضہ پاک پر سلام پڑھ رہے ہیں اور وہاں میوزک والی گھنٹیاں بج رہی ہیں، طواف کر رہے ہیں اور طواف میں بھی گھنٹیاں بج رہی ہیں، ایسی گھنٹیاں جس میں میوزک بج رہا ہے، گانا بج رہا ہے، مسجد میں ہیں، دین کی محفل میں ہیں، عرفات میں ہیں، منٰی میں ہیں، مزدلفہ میں ہیں، اور وہاں موبائل کی گھنٹیاں بج رہی ہیں، بتلاؤں اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دیں گے، اسلئے اس گندی اور شیطانی آوازوں سے اللہ تعالیٰ کے گھر کو، روضہ مبارک کو پاک رکھو، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق اور سعادت عطاء فرمائیں، ہم سب کو مسجد سے تعلق مضبوط کرنے کی توفیق عطاء فرمائیں، مسجدیں آباد ہوگی، تو زندگی آباد ہوگی، مکانات آباد ہوں گے، محلے آباد ہوں گے۔

مسجدیں ویران ہوگی تو زندگیاں ویران ہو جائے گی، اور آبادیاں ویران ہو جائے گی، اللہ تعالیٰ ہماری مسجد کو، ہماری زندگی کو ہمیشہ آباد اور شاداب رکھے، پھر سے میں آپ سب کو مبارک بادی دیتا ہوں۔

﴿ ۴ ﴾

اعمال کی قدر و قیمت

اس بیان کے چنندہ

جواہر پارے

☙	جب کسی شہر کے رہنے والے لوگ گناہ کرنے پر اتر آتے ہیں، اللہ کی نافرمانی کرنے پر اتر آتے ہیں تو اللہ کی پکڑ بھی اس City (شہر) والوں پر بڑی خطرناک ہوتی ہے۔
☙	جو بھی تکلیف کسی مسلمان کو پہنچتی ہے وہ اس کے گناہوں کو مٹانے کا ذریعہ بنتی ہے، اگر کانٹا بھی لگ جائے تو اس کے لگنے سے بھی اس آدمی کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ (ترمذی بحوالہ معارف القرآن ۴/۴۸۵)
☙	میری بہنو! ان برے حالات کو اگر دور کرنا ہے تو اس کا ایک علاج ہے کہ ہم اپنے گناہوں سے توبہ کرلے، گناہ کو چھوڑ دے، انشاء اللہ، اللہ تعالی ہمارے حالات کو اچھا کردیں گے۔
☙	میری بہنو! حدیث میں فرمایا جب زنا کھلے عام ہونے لگے، کھلم کھلا ہونے لگے تو اللہ تعالی اس قوم میں موت کو زیادہ کردیتے ہیں، موت کی کثرت ہوجاتی ہے۔
☙	حدیث شریف میں فرمایا: رشتے داروں کے ساتھ اچھی طریقہ سے رہو گے تو اللہ تمہاری عمر میں برکت عطا فرمائیں گے، عمر میں برکت ہوگی۔
☙	حدیث میں حضور ﷺ قسم کھا کر فرمارہے ہیں کہ تم بھلی بات کا نیک بات کا حکم کرو اور بری بات سے روکو، ورنہ اللہ کی قسم! تم پر عذاب آئے گا اور اس زمانہ میں دعا کروگے تو اللہ تمہاری دعا کو بھی قبول نہیں کریں گے۔
☙	حدیث میں آتا ہے: جب جھوٹی قسم کھائی جاتی ہے تو اللہ کا عذاب جلدی جلدی آتا ہے۔

۴
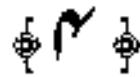
اعمال کی قدر و قیمت

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ يَّعْصِهِمَا فَاِنَّهٗ لَا يَضُرُّ اِلَّا نَفْسَهٗ وَلَا يَضُرُّ اللّٰهَ شَيْئًا

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔ اَمَّا بَعْدُ......

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰۤى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ. (پارہ۹/سورۃ اعراف/آیت۹۶)

ترجمہ: اور اگر بستیوں والے ایمان لاتے اور متقی بنتے، تو ہم ان پر آسمان اور زمین کی برکات کھول دیتے لیکن انہوں نے جھٹلایا، پھر ہم نے ان کو پکڑ لیا، ان اعمال کی وجہ سے جو وہ کرتے تھے۔

وقال تعالیٰ فی مقام اٰخر:

وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَا اَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ اِنَّ اَخْذَهٗ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ (پارہ۱۲/سورۂ ہود/آیت۱۰۲)

ترجمہ: اور اسی طرح آپ کے رب کی پکڑ ہوتی ہے، جب وہ بستیوں کو پکڑتا ہے جب کہ وہ ظالم ہوتی ہیں، یقیناً اس کی پکڑ دردناک، سخت ہے۔

صدق اللّٰہ المولانا العظیم وصدق رسولہ النّبیّ الکریم ونحن علیٰ ذٰلک لمن الشّاھدین والشّاکرین و الحمد للّٰہ ربّ العالمین.

انسان کے اعمال بہت قیمتی ہیں

ایک مسلمان مرد ہو یا عورت ہو اس کی زندگی کے جو اعمال ہیں وہ اعمال بہت قیمتی اور بہت اونچے درجہ کے ہیں، ایک مسلمان کی زندگی جیسی ہوتی ہے اس کا اثر پورے عالم پر، پوری دنیا پر ہوتا ہے۔ اگر مسلمانوں کی زندگی اچھی بن جائے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری والی بن جائے، تو اس کا اثر پوری دنیا پر اور دنیا کی تمام چیزوں پر پڑتا ہے، اگر مسلمان لوگ اللہ تعالیٰ کو راضی کر کے زندگی گذاریں اللہ کو خوش کر کے زندگی گذاریں تو دنیا میں حالات بھی اچھے ہو جاتے ہیں، دنیا میں امن، سکون، چین، راحت کا ماحول بن جاتا ہے اور اگر ہمارے اعمال برے ہو گئے، گندے ہو گئے، اللہ کی نافرمانی والے ہو گئے، تو اس کا اثر پوری دنیا کے حالات پر پڑتا ہے۔

پچھلے دنوں آپ کے یہاں کچھ حالات کھڑے ہوئے تھے، اسی کو سامنے رکھ کر آج کی مجلس میں کچھ بات عرض کرنی ہے۔

جب اللہ کے بندے اللہ کو راضی رکھیں گے، اللہ کو خوش رکھیں گے تو اللہ تعالیٰ حالات بھی، ماحول بھی اچھا بنا دیں گے، سکون ہوگا، چین ہوگا، امن وامان ہوگا، برکت ہوگی ،رحمت ہوگی اور اگر ہمارے حالات خراب ہو گئے، ہمارے اعمال بگڑ گئے تو اس کا اثر دنیا کے حالات پر پڑتا ہے کہ ہم گناہ کریں گے دنیا سے امن وامان ختم ہوگا، بے چینی، پریشانی، ٹینشن، الجھن کا ماحول پیدا ہوگا۔

حالات اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے آتے ہیں

قرآن میں اللہ تعالیٰ ارشادفرماتے ہیں:

وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَا اَخَذَ الْقُرٰى وَهِىَ ظَالِمَةٌ (پارہ۱۲؍سورۃ ہود؍آیت۱۰۲)

ترجمہ:اور اسی طرح آپ کے رب کی پکڑ ہوتی ہے، جب وہ بستیوں کو پکڑتا ہے جب کہ وہ ظالم ہوتی ہیں۔

جب کسی شہر کے رہنے والے لوگ گناہ کرنے پر اتر آتے ہیں، اللہ کی نافرمانی کرنے پر اتر آتے ہیں تو اللہ کی پکڑ بھی اس City(شہر) والوں پر بڑی خطرناک ہوتی ہے۔

اِنَّ اَخْذَهٗٓ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ (پارہ۱۲؍سورۃ ہود؍آیت۱۰۲)

اس آیت میں بہت بھاری دھمکی ہے کہ اگر تم نے اللہ کی نافرمانی کی، گناہ کرنے پر اتر آئے اور شہر کے اندر تم نے اللہ کو ناراض کرنا شروع کر دیا تو اللہ تعالیٰ اس شہر کے رہنے والوں کو بڑے دردناک، بڑے سخت عذاب میں پکڑ لیں گے۔

نیک اعمال پر انعام

دوسری جگہ قرآن میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰى اگر کسی شہر کے رہنے والے اٰمَنُوْا اللہ پر ایمان لائے وَاتَّقَوْا اور اللہ سے ڈر ڈر کر زندگی گذارے، اللہ کی نافرمانی نہ کرے، گناہ نہ کرے، حرام کام نہ کرے تو لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اللہ آسمان سے برکتوں کے دروازے کھول دیں گے، زمین سے بھی اللہ برکتوں کے دروازے کھول دیں گے، آسمان سے رحمت کی بارش برسے گی، زمین سے رحمت والی کھیتیاں اگیں گی، زمین سے پھل فروٹ میوے اگیں گے، زمین پر تمہارا کاروبار، تمہارا Business بہت اچھا چلے گا؛ لیکن یہ اس وقت ہوگا جب زمین پر رہنے والے، شہر میں رہنے والے، اللہ سے ڈرے، گناہوں سے بچے، اللہ کی نافرمانی سے بچے تو اللہ زمین کو برکت والی بنادیں گے، اناج اور پھل خوب اگیں گے، آسمان سے اللہ برکت کو برسائیں گے، رحمتوں والی بارش ہوگی۔

وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا لیکن شہر کے رہنے والوں نے اللہ کی بات کو جھٹلا دیا، اللہ کے نبی کی باتوں کو جھٹلا دیا، شریعت کے حکموں کو چھوڑ دیا اور گناہ کرنے پر اتر آئے فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ. تو ان کے گناہوں کی وجہ سے اللہ ان کو عذاب میں پکڑ لیں گے، اللہ کی پکڑ ان پر آئے گی، برکت ختم ہو جائے گی، کاروبار میں سے برکت اٹھ جائے گی اور خوف و ڈر کا ماحول پیدا ہو جائے گا۔

اس لئے یہ جو حالات آتے ہیں، یقین مانو کہ اس کا ایک سبب ہمارے گناہ ہیں، ہم اللہ کی نافرمانی کریں گے، اللہ کو ناراض کریں گے تو پھر زمین پر اللہ ایسے حالات پیدا کریں گے۔

﴿حدیث کی روشنی میں مصیبت حالات کی وجہ سے آتی ہے﴾

حدیث پاک میں آتا ہے:

حضرت علی ؓ کی حدیث ہے، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے علی! میں تم کو بتلاؤں کہ کوئی بیماری آجائے یا دنیا میں کوئی مصیبت پہنچے وہ گناہوں کی وجہ سے ہے، تمہارے برے اعمال کی وجہ سے ہے۔

ایک حدیث میں ہے:

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ لَا تُصِیْبُ عَبْدًا نَکْبَۃٌ فَمَا فَوْقَھَا وَمَا دُوْنَھَا اِلَّا بِذَنْبٍ وَمَا یَعْفُوْ اَکْثَرُ.

حضرت ابوموسیٰ ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: بندے پر جو کوئی ہلکی یا سخت مصیبت آتی ہے تو وہ اس کے گناہ کا نتیجہ ہوتی ہے، اور بہت سے گناہوں کو تو اللہ تعالیٰ معاف فرمادیتے ہیں۔

دوسری ایک اور حدیث میں ہے:

مَا مِنْ مُصِیْبَۃٍ تُصِیْبُ الْمُسْلِمَ اِلَّا کَفَّرَ اللّٰہُ بِھَا عَنْہُ حَتّٰی الشَّوْکَۃُ یُشَاکُھَا.

جو بھی تکلیف کسی مسلمان کو پہنچتی ہے وہ اس کے گناہوں کو مٹانے کا ذریعہ بنتی ہے، اگر کانٹا بھی لگ جائے تو اس کے لگنے سے بھی اس آدمی کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ (ترمذی بحوالہ معارف القرآن ۲/۴۸۵)

ایک روایت میں ہے کہ کہ اگر کسی مسلمان نے کسی چیز کو لینے کے لئے اپنے جیب میں ہاتھ

ڈالا اور وہ چیز نہیں ملی اس کے بعد دوسرے جیب میں ہاتھ ڈالا اتنی تکلیف پر بھی اللہ تعالی اس کے گناہوں کو معاف کرتا ہے۔

حضرت ابو موسی اشعریؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بندہ کو جو ٹھوکر لگتی ہے یا اس سے کم وبیش مصیبت آتی ہے وہ گناہ کی وجہ سے ہوتی ہے اور جتنے حصہ گناہ کے اللہ تعالی معاف کرتا ہے وہ بہت زیادہ ہوتا ہے۔

دیکھو! حدیث میں کتنی زبردست بات حضور ﷺ نے ارشاد فرمائی کہ کوئی بیماری آجائے ،کوئی عذاب آجائے یا دنیا میں کوئی مصیبت آجائے تو وہ تمہارے گناہوں کی وجہ سے ہے،اس لئے جب ہمارے گناہ زیادہ ہو جاتے ہیں تو مصیبت کا آنا شروع ہو جاتا ہے، مصیبتیں آتی ہیں، پریشانیاں آتی ہیں۔

میری بہنو! ان برے حالات کو اگر دور کرنا ہے تو اس کا ایک علاج ہے کہ ہم اپنے گناہوں سے توبہ کرلے، گناہ کو چھوڑ دے، انشاء اللہ، اللہ تعالی ہمارے حالات کو اچھا کر دیں گے۔

﴿حضرت اسماء کا آپ ﷺ کی محبت میں مار کھانا﴾

حدیث میں آتا ہے حضرت ابو بکر صدیق ؓ کی بیٹی، حضرت نبی کریم ﷺ کی سالی ،حضرت عائشہ ؓ کی بہن حضرت اسماءؓ، بہت عجیب قربانی والی عورت ہے، یہ ایسی لڑکی ہے جس نے اللہ کے رسول ﷺ کے خاطر مار کھائی ہے۔

حضور ﷺ جب ہجرت کے لئے روانہ ہوئے تو مکہ میں ایک غار ہے جس کو ''غار ثور'' کہتے ہیں، وہاں حضور ﷺ تین دن چھپ گئے تھے،ہجرت کے لئے روانگی کے وقت

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بڑی بیٹی اور حضرت عائشہؓ کی بہن حضرت اسماءؓ نے سفر کے لئے ناشتہ تیار کیا اور اپنا ایک کپڑا جو وہ کمر پر باندھی تھی، اس کو پھاڑ دیا اس کے دو ٹکڑے کر دئے، ایک ٹکڑے سے ناشتہ باندھ دیا اور دوسرے ٹکڑے سے پانی کا برتن باندھا، اس طرح کے کپڑے کو جو کمر پر باندھ دیا جاوے اس کو عربی میں ''نطاق'' کہتے ہیں اور اسی قربانی کے بعد حضرت اسماءؓ کا لقب ''ذات النطاقین'' مشہور ہو گیا، حضرت اسماءؓ فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ کی روانگی کے بعد مکہ کے کچھ کافر لوگ ہمارے گھر آئیں، ان میں ابو جہل بھی تھا، انہوں نے آ کر پوچھا کہ کہ تمہارے ابا کہاں ہے؟ تو حضرت اسماءؓ نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ کی قسم! مجھ کو معلوم نہیں ہے اس پر ابو جہل نے حضرت اسماءؓ کو اتنا زور سے طمانچہ مارا کہ حضرت اسماءؓ کے کان کی بالی (Earring) گر گئی۔

یہ حضرت اسماءؓ جنہوں نے اپنے کمر کا کپڑا پھاڑ دیا، مار کھائی، ایسی قربانی دینے والی عورت۔

ان کے متعلق حدیث میں آتا ہے ان کے سر میں درد ہونے لگا، تو دونوں ہاتھ اپنے سر پر رکھے اور کہنے لگی یہ جو میرا درد ہو رہا ہے یہ میرے گناہوں کی وجہ سے ہے، مجھ سے کوئی گناہ ہو گیا ہوگا جس کی وجہ سے میرے سر میں درد ہو رہا ہے۔

اللہ کے نبی کے خاطر جس نے مار کھائی؛ لیکن کتنی عجیب عورت ہے کہ سر میں درد ہو رہا ہے تو سر پر ہاتھ رکھ کر بولتی ہے کہ یہ درد میرے گناہوں کی وجہ سے ہو رہا ہے۔

اس سے یہ بات سمجھ میں آئی کہ جب گناہ ہوتے ہیں، اللہ کی نافرمانی ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ مصیبت کو بھیجتے ہیں، آفت کو بھیجتے ہیں؛ اسلئے تکلیف آوے تو فوراً اللہ کے سامنے

معافی مانگنے میں لگ جاؤ۔

﴿ایک عجیب حدیث﴾

میں ایک عجیب حدیث آپ کو سناتا ہوں ،حدیث شریف میں آتا ہے جب زنا کا کام عام ہونے لگتا ہے ،زنا ہو رہا ہے، مرد عورت زنا میں مبتلا ہے،سود عام ہو جائے ،لوگ سود لے اور سود دے، جب سود عام ہوتا ہے، زنا زیادہ ہونے لگتا ہے تو سمجھو کہ اس قوم کے لوگوں نے اپنے آپ کو اللہ کے عذاب کے لئے تیار کرلیا۔

یہ دو چیزیں زنا اور Interest (سود) جب کسی قوم میں زیادہ ہو جائے تو اس قوم کے لوگوں نے اپنے آپ کو اللہ کے عذاب کے لئے تیار کرلیا، وہ خود اللہ تعالی کے عذاب کو بلا رہے ہیں۔

﴿عام زنا کی ایک سزا﴾

میری دینی بہنو! حدیث میں آتا ہے جب زنا Open (کھلم کھلا) ہونے لگے تو اللہ طاعون یعنی پلیگ کی بیماری بھیجتے ہیں، اللہ ایسی ایسی بیماری بھیجتے ہیں کہ نئی نئی بیماریاں زمانہ کے ڈاکٹر لوگ بھی اس کی دوا نہ کرسکے ایسی بیماری اللہ تعالی بھیجتے ہیں۔

آج کیا ہو رہا ہے؟ کالجوں (College) میں ،یونیورسٹیوں (University) میں ،گارڈنوں (Gardan) میں ،شوپنگ کوپلیکس (Shopping Complex) میں نوجوان لڑکے اور لڑکیاں کھلم کھلا کھڑے ہو کر بات کر رہے ہیں ،ایک دوسرے کو ہاتھ لگاتے ہیں ،کیا یہ آنکھ کا زنا نہیں ہے؟ کیا یہ ہاتھ کا زنا نہیں ہے؟ ایک دوسرے کو Touch کرتے ہیں ،کیا یہ بدن کا زنا نہیں ہے؟ موبائل Mobile سے بات

کرتے ہیں، کیا یہ زبان اور کان کا زنا نہیں ہے؟ کوئی لڑکی پرائے لڑکے سے بات کرے، کوئی لڑکا اجنبی لڑکی سے بات کرے، کیا یہ کان اور زبان کا زنا نہیں ہے؟ اور یہ آج Openly کھلے عام نہیں ہو رہا ہے؟Internet پر Chatting ہوتی ہے، SMS کے ذریعہ ایک دوسرے کے Contect میں رہتے ہیں، کیا یہ زنا نہیں ہے؟

یہ سب زنا کی الگ شکلیں ہیں، ہاتھ کا زنا غیر محرم کو ہاتھ لگانا۔

کان کا زنا غیر محرم کی باتیں سننا۔

آنکھ کا زنا غیر محرم کو دیکھنا ہے۔

پیر کا زنا غیر محرم کو ملنے کے لئے چلنا ہے۔

اور منھ کا زنا غیر محرم کو بوسہ دینا ہے۔

حدیث شریف میں ہے:فزنا العينين النظر،والزنا اللسان المنطق،،وفي حديث :واليدان تزنيان فزناهما البطش،والرجلان تزنيان فزناهما المشي،والفم يزني فزناه القبل،وفي حديث:والأذن زناها الاستماع .

(ابوداؤد شریف حدیث نمبر۲۱۵۲،۲۱۵۳،۲۱۵۴)

﴿دوسری سزا﴾

میری بہنو! حدیث میں فرمایا جب زنا کھلے عام ہونے لگے، کھلم کھلا ہونے لگے تو اللہ تعالی اس قوم میں موت کو زیادہ کردیتے ہیں، موت کی کثرت ہوجاتی ہے۔

﴿تیسری سزا﴾

ایک حدیث میں فرمایا: جب کسی قوم میں زنا زیادہ ہونے لگے تو اللہ تعالی اس قوم

میں فقیری پیدا فرماتے ہیں یعنی مال دولت میں سے برکت ختم ہونے لگتی ہے، فقیری اور محتاجی ہونے لگتی ہے۔

میری دینی بہنو! ہم نے دیکھا ہے، سنا ہے کروڑوں کھربوں پتی لوگ لیکن جب وہ زنا میں مبتلا ہوئے تو ان کی زندگی میں ایسی فقیری اور محتاجی آئی کہ مرتے وقت پر کوئی ان کو کفن دینے والا نہیں تھا، ایسے ایسے بڑے بڑے رئیس لوگ جو مالدار تھے اور کہتے ہیں کہ Newyork مارکیٹیں جن کے بھاؤ پر کھلتی تھیں ایسے بڑے بڑے لوگوں کی موت کے وقت کفن اور آخری رسومات کے لئے کوئی رشتہ دار، کوئی دوست تیار نہیں تھا۔ اللہ اکبر.......

﴿ایک واقعہ﴾

ہمارے ہندوستان میں ایک جگہ ہے "دمن" وہاں تیس پینتیس سال پہلے ایک بہت بڑا Smuggler تھا اس Smuggler کے متعلق مشہور تھا کہ پورے پورے سمندری جہاز بھر کر وہ Silver (چاندی) لاتا تھا اور اس کے بولنے پر New York کی مارکیٹیں کھلتی تھیں لیکن اس کی زندگی میں عیاشی تھی، تو اس کی موت ایسی خطرناک آئی کہ مرتے وقت پر کوئی خوشی سے کفن دینے والا نہیں تھا، آخری رسومات کرنے والا نہیں تھا۔

میری دینی بہنو! یہ اللہ کا عذاب ہوتا ہے، اللہ کی پکڑ ہوتی ہے کہ جب مسلمان کے حالات بگڑتے ہیں تو اللہ دنیا کے حالات میں بھی تبدیلیاں پیدا فرما دیتے ہیں، اس لئے جو حالات بھی فساد کے اور خطرہ کے کھڑے ہوتے ہیں، یہ ہمارے گناہوں کی وجہ سے کھڑے ہوتے ہیں، ہمیں فوراً اللہ کی جانب متوجہ ہونا چاہئے، اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں پر ہمیں معافی مانگنی چاہئے۔

﴿والدین کی نافرمانی پر اللہ تعالیٰ جلدی عذاب دیتے ہیں﴾

حدیث میں آتا ہے کہ:

کل الذنوب یؤخر اللہ ماشاء منھا الی یوم القیامۃ الا عقوق الوالدین فان اللہ تعالی لیجعلہ لصاحبہ فی الحیاۃ قبل الممات. (المستدرک ۱۷۲/۴)

ایک گناہ ایسا ہے کہ اس کا عذاب بہت جلدی اللہ تعالیٰ دیتے ہیں، وہ ہے "اپنے ماں باپ کی نافرمانی کرنا" باقی جتنے گناہ ہیں، اللہ تعالیٰ اس گناہ کی سزا دینے میں دیر کرتے ہیں، ڈھیل دیتے ہیں، مہلت دیتے ہیں ایک دم اللہ عذاب نہیں دیتے؛ لیکن ماں باپ کی نافرمانی وہ اتنا خطرناک گناہ ہے کہ آخرت سے پہلے دنیا میں اس کا عذاب آتا ہے، کیا یہ گناہ ماں باپ کی نافرمانی کا آج عام نہیں ہے؟

ہماری جوان بہنیں، جوان بھائی ہیں اپنے ماں باپ کی بات سننے کے لئے تیار نہیں، ماں کہے گی باپ کچھ کہے گا ہماری بہنیں ان کی باتوں کو سنتی نہیں، بغیر کہے گھر سے باہر گھومنے کے لئے نکل گئے، بغیر پوچھے ہوئے کہیں چلے گئے، ماں باپ کچھ کہے تو سامنے بولتے ہیں، جواب نہیں دیتے، نافرمانی کرتے ہیں ماں باپ کوئی صحیح بات بتلائے کہ بیٹا! نماز پڑھو، ہماری جوان بہنوں کو برا لگتا ہے۔

بیٹی! ایسے Fashion والے، Fitting چست والے Jeans، T-Shirt والے کپڑے مت پہنو، تو ہماری جوان بہنوں کو برا لگتا ہے۔

بیٹا! Film مت دیکھو، TV اور Internet پر بیٹھ کر گندی گندی چیزیں مت

دیکھو، تو ایسی باتوں سے ہماری جوان بہنوں اور بھائیوں کو برا لگتا ہے۔

بیٹی! کسی پرائے لڑکے کے ناجائز Contact میں مت رہو، حرام تعلق میں مت رہو ہماری جوان بہنوں کو یہ برا لگتا ہے۔

سمجھ لو! جس لڑکے نے یا لڑکی نے اپنے ماں باپ کی نافرمانی کی یہ ایسا گناہ ہے کہ آخرت سے پہلے دنیا میں اس کا عذاب آتا ہے، یہ ایسا خطرناک گناہ ہے۔ اس لئے کبھی اپنے ماں باپ کی نافرمانی مت کرنا بلکہ ان کا دل خوش کر کے زندگی گذارنا۔

﴿ایک نیکی ایسی ہے جس کا ثواب جلدی ملتا ہے﴾

میری دینی بہنو! ایک اور حدیث سناتا ہوں، حدیث میں آتا ہے کہ:

اسرع الخیر ثوابا البر وصلة الرحم. (ابن ماجہ شریف، حدیث نمبر ۴۲۰۲)

ایک نیکی ایسی ہے کہ بہت جلدی جلدی اس کا ثواب ملتا ہے، بہت ساری نیکیاں ایسی ہیں کہ اس کا ثواب آخرت میں ملے گا؛ لیکن بعض نیکیاں ایسی ہیں اس کا ثواب بہت جلدی اللہ تعالی دیتے ہیں، اس میں سے ایک بہت بڑی نیکی ہے، اپنے رشتہ داروں کے ساتھ اچھے طریقہ سے رہنا، جس کو 'صلہ رحمی' کہتے ہیں، یہ رشتہ دروں کے ساتھ اچھی طریقہ سے رہنا یہ ایسی نیکی کا کام ہے کہ اس کا ثواب اللہ تعالی جلدی جلدی دنیا میں عطا فرماتے ہیں۔

﴿صلہ رحمی کا پہلا انعام﴾

حدیث میں فرمایا:

من سرّه أن يبسط له في رزقه،وينسأ له في أثره فليصل رحمه. (بخاری شریف، حدیث نمبر ۴۶۳۹)

رشتہ داروں کے ساتھ تم اچھا تعلق رکھو، حدیث میں ہے: اللہ تمہاری روزی میں برکت دیں گے ،اسلئے روزی میں برکت چاہئے رشتہ داروں کے ساتھ اچھی طریقہ سے رہو۔

آج ہمارا مزاج کیا ہے؟ غریب کو دیں گے، فقیر کو دیں گے لیکن اپنے رشتہ داروں میں کوئی بیچارہ غریب ہے، اس کو دینے کے لئے ہم تیار نہیں ہوتے ہیں کہ وہ تو ایسے ہیں، ویسے ہیں بچاس برائی کریں گے، معمولی معمولی باتوں میں رشتہ داروں کے ساتھ ہم تعلق توڑ دیتے ہیں، بولنا بند کر دیتے ہیں برسوبرس ہوگئے رشتہ داروں کے ساتھ ہماری بات چیت بند ہے۔

قطع رحمی کی نحوست

میری بہنو! یاد رکھو، حدیث میں آتا ہے: جس قوم میں ایک آدمی بھی قطع رحمی کرنے والا ہو، رشتے داری کے تعلق کو توڑنے والا ہو، اللہ اس قوم کو رحمت کی نظر سے نہیں دیکھتے ، وہ قوم رحمت کی نظر سے محروم ہو جاتی ہے۔

آج گھر گھر میں رشتے ٹوٹے ہوئے ہیں ،تعلقات ٹوٹے ہوئے ہیں، رشتے داروں میں جھگڑے ہیں ۔میری بہنو! جب اللہ کی رحمت نہیں اترے گی تو پھر ایسے خراب حالات پیدا ہوتے ہیں۔

اس لئے رمضان کا مبارک مہینہ ہے، ہر ایک رشتہ دار کے ساتھ اچھی طریقہ سے

رہو، اللہ کی رحمتیں اتریں گی، اللہ روزی میں برکت دیں گے۔

﴿صلہ رحمی کا دوسرا انعام﴾

دوسری بات، حدیث شریف میں فرمایا:

وان صلة الرحم تزيد في العمر. (المعجم الاوسط ۸۹/۱، ترمذی شریف حدیث نمبر ۱۹۰۲)

رشتے داروں کے ساتھ اچھی طریقہ سے رہو گے تو اللہ تمہاری عمر میں برکت عطا فرمائیں گے، عمر میں برکت ہوگی۔

آج لوگ عمر کو لمبی کرنے کے لئے پتہ نہیں کیا کیا دوائیں کھاتے ہیں، Medical Treatment کرواتے ہیں؛ لیکن حدیث شریف میں اللہ تعالیٰ نے علاج بتلایا کہ رشتے داروں کے ساتھ اچھی طریقہ سے رہو اللہ تعالیٰ تمہاری عمر کو انشاء اللہ لمبا کریں گے۔

﴿صلہ رحمی کا تیسرا انعام﴾

آگے حدیث میں فرمایا:

کہ جس نے رشتے داروں کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا، اللہ تعالیٰ ان کی اولاد میں بھی برکت عطا فرمائیں گے، اولاد میں برکت اور کثرت ہوگی۔

﴿جھوٹی قسم سے اللہ تعالیٰ کا عذاب جلدی آتا ہے﴾

اور ساتھ میں حدیث میں دھمکی دی گئی کہ سب سے زیادہ اللہ کے عذاب کو جلدی لانے والی چیز، جس کی وجہ سے اللہ کا عذاب بہت جلد آتا ہے، وہ ہے جھوٹی قسم کھانا، جھوٹی

جھوٹی قسمیں کھانا یہ اتنا خطرناک گناہ ہے کہ اس کی وجہ سے اللہ کا عذاب جلدی جلدی آتا ہے۔

میری بہنو! آج تو ہماری زبان پر قسم Hundred Percent (Sale) پر بکتی ہے، مارکیٹوں میں Ten Percent یا Twenty سیل ہوتا ہے، آج قسم کا حال یہ ہے کہ Hundre Persent (Sale) پر ہماری زبانوں پر قسم ہے، چھوٹی چھوٹی باتوں میں جھوٹی جھوٹی قسم ہم کھاتے رہتے ہیں۔

حدیث میں آتا ہے: جب جھوٹی قسم کھائی جاتی ہے تو اللہ کا عذاب جلدی جلدی آتا ہے۔

قسم کا مطلب

اس لئے کہ قسم کا Meaning کیا ہوتا ہے؟ قسم کا مطلب ہوتا ہے ہم کہتے ہیں کہ ''اللہ کے نام کی قسم کھا کر کہتی ہوں کہ میں نے یہ کام نہیں کیا'' اب جھوٹی قسم کھائی تو مطلب یہ ہوا کہ ہم نے اللہ کے نام کی بے ادبی کردی، نعوذ باللّٰہ اللہ کے نام کی توہین کر دی اور اللہ کے نام کی کوئی توہین کردے تو اس پر عذاب آتا ہے۔

آج تمہاری Country ملک کا کوئی President صدر ہے، کوئی اس کے نام کی توہین کردے تو کیا اس کو Police نہیں پکڑ لے گی؟ Government اس کو نہیں پکڑے گی؟ جب ایک Country کے King اور President کے نام کی کوئی Insult توہین کردے تو اس پر تکلیف آتی ہے، سزا آتی ہے تو اللہ کے نام کی ہم بے ادبی کریں گے اللہ کے مبارک نام کی توہین کریں گے، اللہ کے نام کا Insult کریں گے، اللہ

کے نام کی جھوٹی قسم کھائیں گے تو حدیث میں آتا ہے اس کی وجہ سے جلدی جلدی اللہ کا عذاب آتا ہے اور عورتیں بانجھ ہو جاتی ہیں کہ ان کی اولاد والی برکت اللہ تعالی ختم کر دیتے ہیں۔

﴿امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہنا چاہیے﴾

ایک اور حدیث میں اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم دوسروں کو نیک کام کرنے کا حکم کرو، کہو کہ نیک کام کرو۔

دوسری بہن سے ملاقات ہو، Telephone فون کرو، اس کو خیر خیریت پوچھنے کے بعد کہو کہ بہن! تو نماز پڑھتی ہے کہ نہیں پڑھتی؟ نماز پڑھتی رہنا۔ بہن تو پردہ پہنتی ہے کہ نہیں پہنتی؟ پردہ پہنتے رہنا۔ بہن تو قرآن پڑھتی ہے کہ نہیں پڑھتی؟ قرآن پڑھتی رہنا، اللہ کا ذکر کرتی رہنا۔

ایک دوسروں کو نیک کام کرنے کے لئے کہتے رہو، آگے حدیث میں فرمایا کہ ”برے کام سے روکتے رہو“ جب بہنوں کی آپس میں ملاقات ہو، جب ہماری دینی بہنیں آپس میں ملے Telephone پر Contact کریں تو ان کو گناہ سے روکو کہ بہن جھوٹ مت بولنا، بہن Fashion والی زندگی مت گذارنا، بہن آزاد آوارہ، Free Life مت گذارنا، بہن اپنے آپ کو گناہ سے بچا کر رکھنا، اس طرح ایک دوسروں کو برے کام سے روکا کرو۔

حدیث میں فرمایا:

والذی نفسی بیدہ لتأمرون بالمعروف ولتنھون عن المنکر

أو ليوشكن الله ان يبعث عليكم عقاباً منه ثم تدعونه فلا يستجاب لكم. (ترمذی شریف حدیث نمبر ۲۰۹۵)

اللہ کے رسول ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: قسم ہے اللہ کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ اگر تم نے بری بات سے نہیں روکا، نیک کام کرنے کے لئے نہیں کہا تو اللہ کا عذاب آ کر تم کو پکڑ لے گا اور اس وقت تم دعا کرو گے، اللہ تمہاری دعا بھی قبول نہیں کریں گے۔

میری دینی بہنو! کتنی خطرناک حدیث ہے، آج ہماری ملاقاتیں ہوتی ہیں ہم پچاسوں دنیا کی بات کریں گے، کہاں کیسا کپڑا ملتا ہے؟ تو کہاں کپڑے سلواتی ہے؟ پچاسوں دنیا کی بات کریں گے؛ لیکن ہماری زبان سے ایک بھی بات ایسی نہیں نکلتی کہ ہم دوسری بہن کو کوئی نیکی کا کام سکھلائے، نیکی کا کام کرنے کے لئے کہے، برائی سے روکے یہ ہماری عادت نہیں ہے۔

حدیث میں حضور ﷺ قسم کھا کر فرمارہے ہیں کہ تم بھلی بات کا نیک بات کا حکم کرو اور بری بات سے روکو، ورنہ اللہ کی قسم! تم پر عذاب آئے گا اور اس زمانہ میں دعا کرو گے تو اللہ تمہاری دعا کو بھی قبول نہیں کریں گے۔

اس لئے اللہ کے عذاب کو اگر روکنا ہے، ان برے حالات کو اگر ختم کرنا ہے تو جب بھی ایک دوسروں سے ملو، Telephone پر بات کرو تو نیکی کے کام کا حکم کرو، برائی سے روکو، ہم اپنی ذمہ داری ادا کرلے اللہ ہمارے ساتھ بھلائی کا معاملہ فرمائیں گے۔

گناہ سے روکنے کی طاقت کے باوجود نہ روکنے کا عذاب

ایک حدیث میں ارشاد فرمایا:

ما من قوم يعمل فيهم بالمعاصي ثم يقدرون على أن يغيروا ثم لا يغيروا الا يوشك أن يعمهم الله منه بعقاب. (ابو داؤد شریف، حدیث نمبر ۴۳۳۸)

کہ چند لوگ اگر گناہ کا کام کرلیں تو اللہ کا عذاب جلدی جلدی نہیں آتا۔

عذاب کب آتا ہے؟

کھلم کھلا گناہ ہونے لگے اور تم روک سکتے ہو پھر بھی نہ روکو تو اس وقت پر اللہ تعالیٰ کا عام عذاب اترتا ہے، اللہ تعالیٰ کا عمومی عذاب آتا ہے۔

میری بہنو! روزہ کی حالت میں ہو، امانت داری کے ساتھ بتلاؤ، آج میرا بیٹا گھر میں کوئی گناہ کا کام کر رہا ہے، TV دیکھ رہا ہے، Music سن رہا ہے، گانا گا رہا ہے، میں ماں ہوں، میں اپنے بیٹے کو روک سکتی ہوں؛ لیکن کیا ہم اس کو روکتے ہیں؟ دیکھتے رہتے ہیں۔ میری بیٹی گناہ کرتی ہے، میری بیٹی ناجائز طریقہ سے کپڑے پہنتی ہے، گناہ کے کام کرتی ہے، میں ماں ہوں، روک سکتی ہوں، اس کے Money (پیسوں) پر Control قابو کر سکتی ہوں؛ لیکن آج ہم روکتے نہیں ہیں، کرنے دیتے ہیں۔

یاد رکھو! گناہ ہوتے ہوئے دیکھے اور روکنے کی طاقت ہے پھر بھی نہ روکے تو اللہ کا عذاب زمین پر آتا ہے، اللہ کی پکڑ زمین پر آتی ہے اور ایسے برے حالات کھڑے ہوتے ہیں، اس لئے گناہ سے روکنے کا کام ضرور کیا کرو، اپنی آنکھ سے دیکھو کہ کوئی گناہ کر رہا ہے فوراً اس کو روکنے کا کام کرو۔

ایک حدیث میں نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: جس کا خلاصہ ہے کہ اللہ تعالیٰ

فرماتے ہیں کہ میں اللہ ہوں، میرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے، میں دنیا کے تمام بادشاہوں کا بادشاہ ہوں (یہ دنیا کے جتنے President ہے، King ہے ان سب کے اوپر، سب سے بڑے بادشاہ اللہ ہیں) آگے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: تمہارے جتنے President لوگ ہیں، تمہارے جتنے King ہیں ان کا دل ان کا ہاتھ میرے ہاتھ میں ہے، میرے قبضہ میں ہے ،جب میرے بندے میری فرمانبرداری کریں گے تو میں President (بادشاہ) کے دل میں رحمت اور مہربانی ڈالتا ہوں، وہ تمہارے ساتھ رحمت اور مہربانی کرتے ہیں اور جب تم میری نافرمانی کروگے تو میں بادشاہ کے دل میں غصہ بھر دوں گا، غضب بھر دوں گا اور وہ تم کو سخت تکلیف پہنچانے لگیں گے۔

﴿بادشاہوں کو برامت کہو﴾

میری بہنو! کتنی عجیب حدیث ہے کہ President (بادشاہوں) کو، Government کو برامت کہو، ان کو گالیاں مت دو حدیث میں فرمایا کہ تم اللہ کی فرمانبرداری کروگے، اللہ کا حکم مانو گے تو President کے دل میں تمہارے لئے رحم پیدا ہوگا ،مہربانی پیدا ہوگی وہ تمہارے ساتھ اچھے طریقہ سے رہیں گے اور اگر تم نے اللہ کی نافرمانی کی تو اللہ تمہارے President کو، تمہارے King کو ظالم بنادیں گے اور وہ مصیبت کو تمہارے اوپر بھیجیں گے۔ اس لئے میری دینی بہنو! اپنے President کو مت دیکھو ،اپنے اعمال کو دیکھو، اپنی زندگی کو دیکھو، ہماری زندگی بری ہوگئی، خراب ہوگئی، اس لئے ہم پر ظالم Goverment مسلط ہوتی ہے۔

حدیث میں ہے کما تکونون کذلک یؤمر علیکم" (شعب الایمان

۲۲/۶) جیسے تم ہوں گے ایسا تمہارا President اور King صدر، بادشاہ ہوگا'' تم اچھے ہوں گے تمہاری Government حکومت بھی اچھی ہوگی، تم برے ہوں گے تمہاری Government بھی بری ہو جائے گی۔

اس لئے میری دینی بہنو! اپنے اعمال کو سدھار لو، اپنی زندگی کو ٹھیک کر لو، اللہ ہماری Government کو اچھا بنا دیں گے اور اگر ہمارے اعمال خراب ہو گئے تو پھر ظالموں کی حکومت ہمارے اوپر ہوگی، اللہ ظالم حکومتوں سے ہماری حفاظت فرمائے اور ایسی حکومت رکھے، جو ہمارے لئے رحمت کا، خیریت کا ذریعہ ہو۔

قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَكَذٰلِكَ نُوَلِّىْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًا بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ. (پارہ ۸/سورۂ انعام/آیت ۱۲۹)

تم ظلم کرو گے تم شرک کرو گے، گناہ کروں گے تو اللہ ظالم کو تمہارے اوپر مقرر کر دیں گے، مسلط کر دیں گے۔

دینی بہنو! یہ جو کچھ حالات ہیں، ہمارے گناہوں کی وجہ سے ہے، کبھی شوہر غصہ میں آجائے شوہر ظلم کرنے لگے تو سمجھ لینا آج میں نے اللہ کو ناراض کیا ہے؛ اس لئے میرے شوہر کو غصہ آرہا ہے، اگر میں کسی پر ظلم نہ کروں، میں گناہ نہ کروں تو اللہ میرے شوہر کو میرے لئے رحم دل بنا دیں گے؛ اس لئے ہمیشہ اس بات کا مزاج بنا لو کہ اللہ کو ہم راضی رکھیں، اللہ کی فرمانبرداری کریں، گناہ چھوڑ دیں، انشاءاللہ ہمارے پر حالات بھی اچھے رہیں گے۔

﴿حالات آئے تو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جانا چاہیے﴾

اس لئے جو حالات کھڑے ہوتے ہیں کہ اس میں خطرہ ہے، ڈر ہے ایسے حالات میں مسلمانوں کو گھبرانا نہیں چاہئے پہلی بات کبھی گھبرانا نہیں چاہئے؛ بلکہ جب کبھی بھی Tension ہو فوراً اللہ کی جانب متوجہ ہو جاؤ، اللہ کی طرف آ جاؤ کہ ''اے اللہ یہ ہمارے گناہوں کی سزا ہے یہ ہماری برائیوں کی سزا ہے تو معاف کر دے اور امن وامان کا ماحول پیدا کر دے'' اللہ کے سامنے دعا کرنے والیاں بنو تو پہلی بات ہم گھبرائے نہیں ڈرے نہیں۔

کسی پر ظلم نہیں کرنا چاہیے، ظلم کی ایک شکل

دوسری بات ایسے حالات میں ہم اللہ کے سامنے رونے والے بنے۔

ہم خود اللہ سے مانگنے والے بنے۔

اور ظلم کو بند کر دو، ہمارا ظلم کیا ہوتا ہے؟ ہم ظلم کرتے ہیں گھر میں کام کرنے والوں پر، ہم ان سے زیادہ کام لے، ان کو اتنے پیسے نہ دیں، ان سے زیادہ کام لیں ہم اتنا زیادہ کھانا پینا کپڑے میں ان کا خیال نہ رکھے یہ بھی ظلم کی ایک شکل ہے، میری بہنو! کسی پر ظلم مت کرو اللہ تعالی ہمارے حالات کو انشاء اللہ اچھا بنا کر کے رکھیں گے۔

استغفار کی فضیلت

قرآن میں اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ (پارہ ۹/سورۂ انفال/آیت ۳۳)

تم استغفار کرو گے اللہ سے معافی مانگو گے تو اللہ کبھی تم کو عذاب نہیں دیں گے، عذاب کو دور کرنے کی پاور فول اور بہترین اگر کوئی چیز ہے تو وہ اللہ تعالی کے سامنے استغفار کرنا معافی مانگنا۔

میری دینی بہنو! میں آپ سے ایک بات کہوں کہ جب ایسے Tension کے حالات ہوتے ہیں کہ یہ ہورہا ہے، وہ ہورہا ہے، لوٹ ہورہی ہے، طوفان ہورہے ہیں، ہم کیا کریں گے News دیکھنے بیٹھیں گے کہ TV پر کیا News آرہے ہیں؟ اخبار(Newspaper) پڑھیں گے کہ کیسے News ہیں؟ اور کیا ہورہا ہے؟

میری بہنو! ایک مسلمان عورت کی ذمہ داری یہ ہے کہ جب ایسے حالات آئے، ہم News کو بعد میں دیکھیں، اخبار(News Paper) کو بعد میں پڑھیں، ہم مصلے پر آجائے اللہ کے سامنے دو دو رکعت توبہ کی نماز پڑھے اور رو رو کر اللہ سے کہے ”اے اللہ یہ میرے گناہوں کی سزا ہے، ہم مسلمانوں کے گناہوں کی سزا ہے، اے اللہ! تو ہمیں معاف کردے اور ہمارے حالات کو اچھا بنادے“ ایسے حالات میں فوراً اللہ کے سامنے استغفار میں، گناہوں کی معافی مانگنے میں متوجہ ہوجانا چاہئے، یہ شریعت کا ہم لوگوں کو حکم ہے۔

میری بہنو! ہم جانتے ہیں کہ ہم تو دوسری جگہ سے یہاں آکر آباد ہوئے ہیں (حضرت والا کا یہ بیان افریقہ کے ملک ملاوی میں ہورہا ہے، اس لحاظ سے یہ جملہ ہے) ہمارا وطن ہندستان ہے یا پاکستان ہے، کہاں سے آئے؟ India سے اور وہاں سے آکر اس شہر میں ہم آباد ہوگئے ہیں۔

﴿اللہ تعالیٰ ویران بھی کرسکتا ہے اور آباد بھی کرسکتا ہے﴾

یاد رکھو! جس اللہ نے ہم کو یہاں بسایا ہے، جس اللہ نے اپنی مہربانی سے یہاں آباد کیا ہے اس اللہ کو یہ طاقت بھی ہے کہ اجاڑ کر کے نکال دیوے، اللہ چاہے تو اجاڑ سکتے ہیں، ویران کرسکتے ہیں، نکال سکتے ہیں، جس اللہ نے ہم کو یہاں پہنچایا وہ اللہ یہاں سے نکال بھی

سکتے ہیں، جس اللہ نے یہاں آباد کیا وہ اللہ ویران بھی کر سکتے ہیں۔

اس لئے کہ سب کچھ اللہ کے ہاتھ میں ہے، اللہ کے قبضہ میں ہے، جس اللہ نے اس ملک میں ہم کو روزی دی ہے، جس اللہ نے اس شہر میں شاندار گھروں میں ہم کو بسایا ہے، جس اللہ نے اس شہر میں ہم کو دکانیں دیں، Business دیا، کاروبار دیا، روزی روٹی کے اسباب دیے، Income کے Sources دیئے، میری بہنو! اسی زمین پر اسی شہر میں رہ کر اللہ کی نافرمانی مت کرو، اللہ کو ناراض مت کرو، گناہ کے کام مت کرو، برائی کے کام مت کرو، اللہ کو راضی رکھ کر زندگی گذارو انشاء اللہ! اللہ تعالیٰ قیامت تک عزت اور عافیت کے ساتھ یہاں بسا کر رکھیں گے، سب کچھ اللہ کے ہاتھ میں ہے سب کچھ اللہ کے قبضۂ قدرت میں ہے۔

﴿برما میں ہندستانی مسلمانوں کے حالات﴾

دینی بہنو! جب کوئی بستی اجڑتی ہے تو اس کے حالات بہت خطرناک ہوتے ہیں، ہمارے India انڈیا کے لوگ کسی زمانہ میں ''برما'' میں رہتے تھے ''رنگون'' میں رہتے تھے اور رنگون کو ''سونے کی چڑیا'' کہتے تھے، وہاں Well - Set تھے، ہمارے سورت، بھروچ، بلساڑ District کے لوگ Well - Set تھے، سب Business (کاروبار) ان کا تھا، آج بھی رنگون میں سورتی بڑا بازار ہے، سورتی جامع مسجد ہے۔

لیکن میری بہنو! جب وہاں حالات آئے ہیں تو ایسے خطرناک حالات آئے کہ ایک ایک وقت کی روٹی کے لئے مسلمان محتاج بن گئے اور سب کچھ چھوڑ چھوڑ کر ہندستان بھاگنا پڑا۔ Property، مکان، Business سب کچھ وہاں رہ گیا، بڑی بڑی

عالیشان مسجدیں وہاں رہ گئیں۔

اس لئے جس شہر میں جس زمین پر اللہ نے عزت سے رکھا ہے، عافیت سے رکھا ہے، اس شہر میں رہ کر اللہ کی نافرمانی مت کرو، اللہ تعالیٰ اچھے حالات میں انشاء اللہ تم کو رکھیں گے۔

﴿اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کا طریقہ﴾

میری بہنو! میں ایک اور بات آپ سے بتلاؤں، آپ جانتے ہیں کہ ایک شہزادہ ہوتا ہے اور ایک شہزادی ہوتی ہے، جب وہ بادشاہ کی نافرمانی کرنے لگے، بادشاہ اس کو سمجھاتا ہے کہ تو میرا بیٹا ہے، تو میری بیٹی ہے تو کیوں میری نافرمانی کرتا ہے؟ لیکن وہ شہزادہ یا شہزادی اپنے باپ کی نافرمانی کرے، بات نہیں مانے تو اخیر میں مجبور ہو کر وہ بادشاہ شہزادہ یا شہزادی کو پولیس کے حوالے کر دے گا کہ اس کو مارو، پیٹو، سزا دو، جیل میں ڈالو۔

میری بہنو! اس شہزادے اور شہزادی کو اگر جیل سے نکلنا ہے، مار کو بند کرنی ہے تو اس کو بادشاہ کے پاس معافی مانگنی پڑے گی، تب جا کر بادشاہ اس کو معاف کر دے گا۔

حقیقت ہے کہ ہم مسلمان اللہ کے پیارے ہیں، اللہ کے لاڈلے ہیں، اللہ کے چہیتے ہیں، کل میں نے آپ کو بتلایا تھا کہ ایک ایک ایمان والے سے اللہ کو بہت محبت ہے، ایک ایک ایمان والے سے اللہ کو بہت پیار ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتے ہیں:

اِنَّ اللّٰـهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ. (پارہ:۱۱ رسورۃ التوبہ رآیت ۱۱۱)

ہماری جان، ہماری زندگی، ہمارا مال اللہ نے خرید لیا ہے اور اس کے بدلہ میں اللہ

نے ہم کو جنت دی ہے ہم اللہ کے کتنے پیارے ہیں کتنے لاڈلے ہیں؛ لیکن اللہ کے پیارے بندے اللہ کی پیاری بندیاں جب اللہ کی نافرمانی کرے، گناہ کے کام کرے تو پھر اللہ اپنی پولیسوں کے حوالہ کریں گے، اللہ کی پولیس کیا ہے؟

﴿اللہ تعالیٰ جس کو چاہیں اس کو اپنا لشکر بناتے ہیں﴾

اللہ جس کو چاہے پولیس بنا دیتے ہیں:

وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ. (پارہ ۲۹/سورۂ مدثر/آیت ۳۱)

اللہ کی Military، اللہ کی Army، اللہ کا لشکر کیا ہے؟ کسی کو معلوم نہیں، کبھی اللہ کس کو Army بنا دے، کبھی اللہ کس کو لشکر بنا دے۔

آپ کو معلوم ہے کہ مکہ پر، کعبہ پر ایک ظالم بادشاہ حملہ کرنے کے لئے آیا، کعبہ کو توڑنے کے لئے آیا تو اللہ نے چھوٹے چھوٹے ابابیل کو (مکہ جاؤ تو دیکھنا کے ابابیل کتنے Small Birds (چھوٹے پرندے ہیں) یہ ابابیل چھوٹے چھوٹے پرندے، اللہ نے ابابیل کو Army بنا دیا اور اتنے بڑے لشکر کو اللہ نے ابابیل کے ذریعہ سے ختم کر دیا تم سورۃ الم تر پڑھتے ہو اس میں اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا وَاَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ [پارہ ۳۰: سورۂ فیل: آیت ۳]

ہم نے ابابیل Birds (پرندے) کو ہماری Army بنا دیا اور اتنے بڑے ظالموں کے لشکر کو ختم کر دیا۔

میری دینی بہنو! اللہ جس کو چاہے اسے آرمی بنا دے، آج کچھ لوگ ہماری دکانوں پر Attack کرے، ہمارے Ware House پر Attack کرے، ہماری دکانوں کو

لوٹے، یہ لوٹنے والوں کو اللہ کی Army سمجھو کہ اللہ نے ان کو لشکر بنا دیا اور ہمارے گناہوں کی وجہ سے ہم پر مسلط کر دیا۔

﴿استغفار اور صدقہ کرنے کی فضیلت﴾

میری بہنو! ہم کو چاہئے کہ ہم فوراً اللہ سے معافی مانگ لے کہ اے مالک! تو ان ظالموں سے حفاظت فرما، ان لوٹنے والوں سے حفاظت فرما، کیا بات تھی آج تک وہ ہم سے ڈرتے تھے اور کبھی وہ لوگ ہم پر ہماری دکانوں پر Attack نہیں کرتے تھے، آج کھلم کھلا Attack کر رہے ہیں؟ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ ہم نے گناہ کئے تو اللہ نے ہماری سزا کے لئے ان کو Army بنا دیا، ان کے دلوں سے ہمارا رعب نکل گیا، اس لئے ہم کو فوراً اللہ سے معافی مانگنی چاہئے، اللہ سے استغفار کرنا چاہئے، انشاء اللہ! اللہ تعالیٰ ان حالات کو دور فرما دیں گے اور ساتھ میں صدقہ اور خیرات بھی خوب کرو حدیث میں آتا ہے ''صدقہ کرنے سے بلا مصیبت دور ہوتی ہے'' ہر ایک گھر والے خیرات کریں، میں تو یوں کہتا ہوں کہ یہ ضروری نہیں ہے کہ ایسے حالات ہی میں ہم صدقہ کریں۔

﴿ہر چیز کا صدقہ نکالے﴾

میری والدہ محترمہ تھی، اللہ اس مرحومہ کی قبر کو نور سے منور فرمائے، Every Week ہر ہفتے ہر جمعہ کو میری والدہ گوشت منگواتی اور گوشت منگوا کر کہتی کہ جاؤ! اتنے اتنے غریبوں میں تقسیم کر کے آؤ، گھر میں جتنے افراد ہیں، جتنے آدمی ہیں، ان سب کا صدقہ، ہماری ایک ٹرک تھی اس کا صدقہ، کھیتی باڑی کا صدقہ۔

جتنی چیزیں ہیں دکان ہے، Warehouse ہے، مکان ہے، گھر میں جتنے مرد

ہیں، عورت ہے ، بچے ہیں ،سب کا صدقہ ہم نکالے، اللہ طاقت دے تو Daily (روزانہ) صدقہ نکالو، Daily نہ نکال سکو تو Week (ہفتہ) میں ایک مرتبہ صدقہ نکالو Week میں نہیں نکال سکو Every Month صدقہ نکالو اور ہر ایک کا صدقہ نکالو مرد کا، عورت کا، جوانوں کا، بچوں کا، دکان کا، Business کا ہر ایک کا صدقہ نکالو، صدقہ نکالنے سے اللہ مصیبت اور بلا کو دور فرماتے ہیں۔

﴿ایک عجیب دعاء﴾

میں آپ کو ایک حدیث اور بتلاؤں، حدیث میں آتا ہے: ایسے وقت پر ایک دعا پڑھنی چاہئے، نبی کریم ﷺ نے ایسے وقت پر ایک دعا سکھائی ہے، بہت Important دعا ہے اس کو یاد کرلو:

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُ بِکَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ. (ابوداؤد ۲۱۵/۱)

اس دعا کا Meaning بھی سن لو تا کہ صحیح طریقہ پر تم دعا کرسکو۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِهِمْ اے اللہ! جتنے بھی دشمن ہیں، فتنہ کرنے والے لوگ ہیں، ہم تجھ کو ان کے مقابلہ میں کر دیتے ہیں، اللہ! ہم تو ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے، اے اللہ! ہم تو دفع نہیں کر سکتے ،اے اللہ! تو ان کا مقابلہ کر، اے اللہ تو ان کو دفع کر دے اور یاد رکھو کہ اگر اللہ مقابلہ کرنے پر اتر آئے تو پھر دنیا کی کوئی طاقت ہمارا نقصان نہیں کرسکتی۔

وَنَعُوْذُ بِکَ مِنْ شُرُوْرِهِم اے اللہ! ان کے شر سے، ان کی برائی سے، ہم

تیری پناہ مانگتے ہیں، ان فساد کرنے والے، لوٹ مار کرنے والوں کے شر سے ان کی برائی سے ہم تیری پناہ مانگتے ہیں، تو ہم کو اپنی حفاظت میں لے لے۔

یہ دعا حدیث میں آئی ہے، بہت Powerful دعا ہے، اس دعا کو خوب پڑھو اور پڑھتے وقت ان کی نیت رکھنے کی کہ جو لوٹ مار کرنے والے، فساد کرنے والے ہیں اللہ ان کے مقابلہ میں ہو جائے، اللہ ان کے شر سے ہماری حفاظت کرے **اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُ بِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ.**

میری اپنی عادت میں بتلاؤں، میں روزانہ رات کو درود شریف پڑھ کر یہ دعا کبھی تین مرتبہ کبھی پانچ مرتبہ، روزانہ پڑھتا ہوں اور اس طرح کے سب طرفانی لوگوں کی نیت کر لیتا ہوں کہ اللہ میرے دشمنوں کا میں مقابلہ نہیں کر سکتا تو ان کا مقابلہ کر لے، اے اللہ! دشمنوں سے حفاظت تو ہم کو عطا فرما دے، روزانہ اس دعا کو پڑھنے تم بھی کی عادت بنالو۔

ایک اور بڑی دعا حدیث کی میں آپ کو بتلاتا ہوں، جب غزوۂ احزاب ہوا تھا تو صحابہؓ بہت پریشان تھے، بہت تکلیف میں تھے، صحابہ پر ایسے حالات کبھی نہیں آئے۔

بہت زیادہ تکلیف آئی؟ **وبلغت القلوب الحناجر** کلیجہ منہ میں آگیا، جان نکل رہی تھی، ایک طرف بھوک ہے، ایک طرف سخت سردی ہے، دوسری طرف پورے کافروں نے اتحاد کر کے مدینہ پر Attack کیا ہے، اللہ......

اتنے سارے دشمن، ہزاروں دشمن مدینہ پر Attack کر رہے ہیں اور صحابہؓ تھوڑے سے ہیں، صحابہؓ نے حضور ﷺ سے کہا ''اے اللہ کے رسول ﷺ بھوک، ٹھنڈی، قحط کا حال اور اتنے سارے دشمن ایسی حالت میں ہم کیا دعا پڑھیں؟ اللہ کے رسول ﷺ نے دعا

سکھلائی" میرے پیارے صحابہ ایسے حالات میں یہ دعا پڑھو:

اللّٰھمّ استر عوراتنا وامن روعاتنا. (مسند احمد، حدیث نمبر ۱۰۹۹۶)

اے اللہ! تو ہماری کمزوریوں کو چھپا دے، ہمارے Weak Point (کمزوریوں) کو تو چھپا دے اور گھبراہٹ اور ڈر والے ماحول کو ختم کر کے اطمینان کا، چین کا، امن کا ماحول بنا دے۔

یہ بہت Powerful دعا ہے، میں خود فجر کے بعد تین مرتبہ پڑھتا ہوں، مغرب کے بعد تین مرتبہ پڑھتا ہوں، رات کو بھی میں تین مرتبہ پڑھتا ہوں، آپ کو بھی میں کہتا ہوں، بار بار اس دعا کو پڑھو، نمازوں کے بعد اس دعا کو پڑھو، رات میں پڑھو: اللّٰھم استر عوراتنا وامن روعاتنا۔

﴿خلاصۂ کلام﴾

میری دینی بہنو! آج کے اس پورے مضمون کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ جو حالات آتے ہیں، یہ حالات بہت سی مرتبہ ہمارے گناہوں کی سزا ہوتے ہیں؛ اس لئے اللہ کے واسطے ایسے حالات میں ڈرنے اور گھبرانے کی بجائے اللہ کی طرف متوجہ ہو جاؤ، توبہ کی نماز پڑھو، گناہوں پر معافی مانگو، استغفار کرو، صدقہ خیرات کرو، دعائیں کرو، اللہ کے سامنے رؤ اور جو گناہ ہے ان کو چھوڑ دو، انشاء اللہ! اللہ تعالیٰ حالات کو اچھا بنا دیں گے۔

﴿حالات کا بدلنا خود کے بدلنے پر موقوف ہیں﴾

قرآن کی ایک آیت سنا دیتا ہوں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اِنَّ اللّٰهَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ. (پارہ ۱۳/ سورۂ

رعد/آیت ۱۱)

ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ بدلتا نہیں اس حالت کو جو کسی قوم کے ساتھ ہے یہاں تک کہ وہ خود نہ بدلیں اس کو جو ان کے اندرون میں ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں تم بدل جاؤ اللہ حالات کو بدل دیں گے، تم تو بدل جاؤ اللہ حالات کو بدل دیں گے، آج ہم نہیں بدلتے، ہمارے میں جو برائیاں جو گناہ تھے ویسے کے ویسے ہیں، اللہ تعالیٰ کی نافرمانی جیسی کی ویسی ہے، اللہ کا صاف اعلان ہے تم بدل جاؤ، گناہ چھوڑ دو، میری فرمانبرداری پر آجاؤ، تم بری حالت چھوڑ دو، نیک بن جاؤ میں حالات کو میں بدل دوں گا۔

اس لئے ضرورت ہے ہم اچھے بن جائیں، ہمارے حالات اچھے ہو جائیں، ہماری زندگی اچھی ہو جائے تو انشاء اللہ، اللہ تعالیٰ حالات کو اچھا بنا دیں گے۔

یہ بہت کام کے Pointes میں نے آپ کو بتلائے اس کی CD کو بار بار سنو اور اس پر جتنی باتیں ہیں ان کو Note کرلو اور اس پر عمل کرو، انشاء اللہ، اللہ تعالیٰ آپ کے یہاں کے حالات اچھے بنا دیں گے۔

﴿سوا لاکھ مرتبہ لاالٰہ الّا انت سبحانک انّی کنت من الظّالمین پڑھنے کی فضیلت﴾

ایک بات باقی رہ جاتی ہے وہ یہ ہے کہ لاالٰہ الّا انت سبحانک انی کنت من الظّالمین اس آیت کا وظیفہ پڑھنا یہ بھی مصیبت کو دور کرنے کے لئے فائدے والا ہے، اس کی ایک شکل یہ بھی ہے کہ سوا لاکھ مرتبہ اس آیت کو پڑھا جائے، کچھ بہنیں کسی گھر

میں یا مدرسہ میں جمع ہو کر کے پڑھے، اللہ تعالیٰ برے حالات سے بچائے؛ لیکن کبھی برے حالات آجائے تو ایک جگہ جمع ہو کر کے سوا لاکھ مرتبہ پڑھ لیں یا مسجد میں مرد لوگ جمع ہو کر پڑھے، مرد عورت دونوں پڑھ سکتے ہیں مرد لوگ مسجد میں جمع ہو کر پڑھے، اور دعا کریں تو اللہ کے نیک بندوں کا تجربہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مصیبت اور بلا کے حالات کو ختم کر دیتے ہیں میں تو آپ کو کہتا ہوں کہ روزانہ کا معمول بنالو، اکیس مرتبہ، چالیس مرتبہ روزانہ اس نیت سے پڑھو کہ اللہ تعالیٰ بلا مصیبت کو دور کر دے، دیکھو کتنا فائدہ ہوتا ہے۔

اللہ نے قرآن میں فرمایا:

كَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ. (پارہ ۱۷/سورۂ انبیاء/آیت ۸۸)

جس طرح حضرت یونس ؑ کو مچھلی کے پیٹ سے نجات ملی اسی طرح جو ایمان والا ،اللہ کو پکارے گا، اللہ تعالیٰ اس ایمان والے کو بڑی سے بڑی مصیبت سے نکال دیں گے، نجات دے دیں گے اس لئے اس تسبیح کا وظیفہ پڑھنا بھی بہت فائدہ کی چیز ہے اور اس کے بہت اچھے فوائد انشاء اللہ سامنے آئیں گے اور کبھی کبھی یٰس شریف کا ختم کر کے بھی دعا کر لینی چاہئے۔

الحمد للّٰه ربّ العالمین اللّٰھم صلّ علیٰ سیّدنا محمّد وعلیٰ اٰل سیّدنا و مولانا محمّد کما تحبّ و ترضی عدد ما تحبّ و ترضیٰ یا کریم

اے اللہ! آج ہم تیرے دربار میں اقرار کرتے ہیں، سچے دل سے اقرار کرتے ہیں، مولا! یہ جو حالات آتے ہیں، یہ جو مصیبت آتی ہے، یہ جو پریشانیاں آتی ہیں اے اللہ! یہ ہمارے گناہوں کی وجہ سے ہے، ہماری نافرمانی کی وجہ سے ہے، ہماری برائیوں کی وجہ

سے ہے، ہم نے جتنے گناہ کئے اے اللہ! تو ہم کو معاف فرما۔

اے اللہ! تو ہمیں معاف کر دے، اے اللہ! روزہ کی حالت میں معافی مانگ رہے ہیں، رمضان کے تیسرے عشرہ میں تیرے دربار سے معافی مانگتے ہیں اور ظالموں اور فسادیوں سے حفاظت فرما لے، اے اللہ! تو ہمیں ظالموں کے حوالہ مت فرما، اے اللہ! فتنہ کرنے والے، لوٹ مار کرنے والے، فسادیوں کے شر سے ہماری حفاظت فرما۔

ہماری جان، مال، عزت، آبرو، کاروبار کی اپنے کرم سے فضل سے حفاظت فرما،

اے اللہ! اس شہر کے رہنے والے، اس ملک کے رہنے والے تمام مسلمان مردوں، عورتوں کی، جان، مال، مکان، Business، دکان ہر چیز کی اپنے کرم سے تو حفاظت فرما، اے اللہ! قیامت تک اس ملک میں ایمان والوں کو، ہمارے ہندستانی ایمان والوں کو عزت، عافیت، سلامتی کے ساتھ ہمیشہ قائم اور باقی فرما، اے اللہ! تو ہماری ہر چیز کی حفاظت فرما۔

اے اللہ! یہ بات ہے کہ ہم گناہ کرتے ہیں جس کی وجہ سے یہ حالات آتے ہیں، اے اللہ! تو معاف کر دے اور ایسے برے حالات سے تو ہماری حفاظت فرما لے، ایسے برے حالات سے حفاظت فرما لے، ہم کمزور ہیں، امتحان کے لائق نہیں ہیں، عافیت کا معاملہ فرما، راحت کا معاملہ فرما، عزت کا معاملہ فرما اور فتنوں سے ہماری حفاظت فرما لے۔

سا اے اللہ! تو جہنم کی آگ سے چھٹکارا عطا فرما، قبر کے عذاب سے حفاظت فرما، بری موت سے حفاظت فرما، ہماری مکمل مغفرت فرما، تیرے فضل سے کرم سے ہم سب کو جنت الفردوس کا اولین داخلہ عطا فرما، ہماری جائز مرادوں کو پورا فرما، تمام بیماروں کو شفا عطا

فرما، ہماری اس مجلس کو بے انتہا قبول فرما۔

نبی کریم ﷺ نے جنتی بھلائیاں مانگیں اور بتلائیں ہمیں اور پوری امت کو عطا فرما ، نبی کریم ﷺ نے جن شرور سے پناہ چاہیں ہماری اور پوری امت کی حفاظت فرما، تمام قسم کے تمام بیماروں کو اپنے فضل سے شفائے کاملہ، عاجلہ، دائمہ، مستمرہ عطا فرما

وصلّی اللّٰہ علی النّبیّ الکریم سبحان ربّک ربّ العزّۃ عمّا یصفون وسلٰم علی المرسلین والحمد للّٰہ ربّ العالمین.

﴿5﴾

حضرت ایوب علیہ السلام کی بیوی کا عجیب واقعہ

(قسط اول)

اس بیان کے چنندہ

جواہر پارے

☙	ہماری شریعت نے ہم کو تعلیم دی ہے، حکم دیا ہے کہ اللہ کا ذکر بھی کرو، اللہ کی عبادت بھی کرو، اللہ سے محبت بھی رکھو، اور ساتھ ساتھ میں بیویوں کو حکم دیا کہ وہ اپنے شوہر کے حقوق کو بھی برابر ادا کرو، اور شوہروں کو حکم دیا کہ بیویوں کے حقوق برابر ادا کرو، اس میں بھی کوئی کمی کوتاہی نہیں ہونی چاہیے، اللہ تعالیٰ نے زلیخا کو ایک بیٹی عطا فرمائی، اس بیٹی کا نام تھا "لیا"، یہ بیٹی حضرتِ یوسف علیہ السلام کے ساتھ شادی کی برکت سے ہوئی۔
☙	اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: کیا تم لوگ سمجھتے ہو کہ تم نے زبان سے کلمہ پڑھ لیا، تو اس کلمہ کی پڑھنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ مان لیں گے کہ تم سب مسلمان ہوگئے ہو، بلکہ اللہ تعالیٰ تمہارے ایمان کا امتحان لیں گے کہ تم ایمان میں پکے ہو کہ ایمان تمہارا کچا ہے، اللہ سے ہمیشہ دعا کرو، اللہ ہم کو عافیت میں رکھے، راحت میں رکھے، عزت سے رکھے۔
☙	ہم جیسے اللہ تعالیٰ کے قریب جائیں گے، اللہ تعالیٰ کے نیک، محبوب، پیارے اور چہیتے بنیں گے، کچھ نہ کچھ کچھ نہ کچھ اللہ تعالیٰ امتحان لیتے ہیں، ہمیشہ اللہ سے عافیت مانگنے کی۔
☙	عافیت کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ہماری سب چیز اچھی رہے، سب کام برابر چلتے رہیں، زندگی خیریت، عزت، بھلائی کے ساتھ چلتی رہے، اس کو عافیت کہتے ہیں، ہمیشہ صبح شام تین مرتبہ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگو، منقول دعاؤں میں یہ دعا آتی ہے۔

۵

حضرت ایوب علیہ السلام کی بیوی کا عجیب واقعہ

(قسط اول)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَشَفِيْعَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهُ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى اِلٰى كَافَّةِ النَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا صَلَوَاتُ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا. اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ. فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّاٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ

رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ. (پارہ ۱۷/ سورۂ انبیاء/ آیت ۸۳، ۸۴)

وَقَالَ تَعَالٰى: وَاذْكُرْ عَبْدَنَآ أَيُّوْبَ إِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ أَنِّيْ مَسَّنِيَ الشَّيْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ. اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ هٰذَا مُغْتَسَلٌ بَارِدٌ وَّ شَرَابٌ. (پارہ ۲۳/ سورۂ ص/ آیت ۴۱، ۴۲)

صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِيْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ وَنَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ لَمِنَ الشَّاهِدِيْنَ وَالشَّاكِرِيْنَ.

بیان شروع ہوا اور بجلی غائب ہوئی اس پر ارشاد فرمایا:

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ ہماری قبروں میں ہمیشہ جنت کی روشنی اور لائٹ عطا فرمائے اور قبر کی اندھیریوں سے اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائے، دنیا میں تھوڑی دیر کے لیے لائٹ جاتی ہے، ہم پریشان ہوجاتے ہیں، اللہ قبر کے اندھیروں میں قرآن کی برکت سے، ذکر کی برکت سے، درودِ پاک کی برکت سے، تسبیح کی برکت سے، ہم سب کو جنت کی لائٹ اور روشنی عطا فرمائے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کی زلیخا کے ساتھ شادی

آج کی اس مبارک مجلس سے ایک عورت کا واقعہ ہم شروع کرتے ہیں جو قرآنِ مجید میں آیا ہے، حضرتِ یوسف علیہ السلام کا واقعہ قرآن میں پوری ایک سورۃ میں آیا ہے، جس سورۃ کا نام "سورۂ یوسف" ہے، اُس واقعہ میں زلیخا نام کی ایک عورت کا واقعہ بھی آتا ہے کہ یہ زلیخا مصر کے، ایک وزیر کی بیوی تھی اور کافرہ اور مشرکہ تھی، اس نے اللہ کے نبی یوسف علیہ السلام کو گناہ کے کام میں پھسلانے کی بڑی محنت کی؛ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل

وکرم سے حضرتِ یوسف علیہ السلام کی حفاظت فرمائی۔

پھر زلیخا کا جو شوہر تھا، جس کا نام قطفیر تھا، اس کا انتقال ہو گیا، اُس کے مرجانے کے بعد زلیخا کی شادی حضرتِ یوسف علیہ السلام کے ساتھ ہوئی، یہ نکاح خود مصر کے بادشاہ نے کروایا تھا، ایک زمانہ آیا کہ حضرتِ یوسف علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے پورے مصر کا بادشاہ بنایا، اور پھر زلیخا کے ساتھ آپ کا نکاح ہو گیا۔

﴿زلیخا کو اپنے کیے ہوئے کام پر افسوس﴾

نکاح اور شادی ہونے کے بعد حضرتِ یوسف علیہ السلام نے ایک دن زلیخا سے فرمایا، ایک ٹائم وہ تھا کہ تو ناجائز اور غلط اور حرام طریقے سے میرے ساتھ رہنا چاہتی تھی، اور حرام طریقے سے اپنی خواہش اور ضرورت پورا کرنا چاہتی تھی، آج دیکھو! اللہ تعالیٰ نے حلال طریقے سے، جائز طریقے سے ہم دونوں کو جمع کر دیا، زلیخا نے اپنی زندگی کے کیے ہوئے ان ناجائز اور غلط پلان پر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگی، توبہ کی، استغفار کیا کہ میں بہت بڑی غلطی میں تھی، مجھے سمجھ نہیں تھی اور میں نے آپ کو غلط کام میں پھنسانے کی پلاننگ کی تھی، اللہ مجھے معاف کر دیوے، زلیخا نے اللہ تعالیٰ سے توبہ کی، معافی مانگی، شادی کے بعد حضرتِ یوسف علیہ السلام اور زلیخا کی زندگی اچھے طریقے سے گزرنے لگی۔

﴿حضرت یوسف علیہ السلام کی برکت سے زلیخا کی عبادت﴾

اللہ تعالیٰ کی شان دیکھو! حضرتِ یوسف علیہ السلام اللہ کے نبی ہے، اور شوہر بھی ہے زلیخا کے، زلیخا اب ان کی بیوی بن گئی ہے، اللہ تعالیٰ نے حضرتِ یوسف علیہ السلام کے ساتھ رہنے کی برکت سے ایک نبی کے گھر میں رہنے کی برکت سے زلیخا کو اپنے زمانے کی

ولیہ بنا دیا، اور زلیخا بھی بہت نیک اور صالحہ عورت بن گئی، بڑی اللہ کی عبادت کرنے والی بن گئی، اللہ کا ذکر کرنے والی بن گئی، اللہ سے محبت اور پیار کرنے والی بن گئی، اور ایک زمانہ ایسا آیا کہ زلیخا اللہ تعالیٰ کی اتنی عبادت کرتی تھی، اللہ تعالیٰ کا اتنا ذکر کرتی تھی، اللہ سے اتنی محبت کرتی تھی کہ اپنے شوہر کے معاملہ میں بھی کچھ کمی کوتاہی اور کمزوری ہونے لگی، یہاں تک کہ ایک مرتبہ حضرت یوسف علیہ السلام نے زلیخا سے شکایت کی کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ تم مجھ سے اب اتنی محبت نہیں رکھتی جتنی پہلے رکھتی تھی، زلیخا نے جواب دیا: اے میرے شوہر! اے اللہ کے نبی! آپ کے ساتھ رہنے کی برکت سے، اب میرے دل میں اللہ کی اتنی محبت آ گئی کہ اب میرے دل میں سے دوسروں کی محبت نکلنے لگی ہے۔ اب وہ زیادہ وقت اللہ کی عبادت میں رہنے لگی، اللہ کے ذکر میں رہنے لگی۔

﴿ہماری شریعت میں اعتدال﴾

ہماری شریعت نے ہم کو تعلیم دی ہے، حکم دیا ہے کہ اللہ کا ذکر بھی کرو، اللہ کی عبادت بھی کرو، اللہ سے محبت بھی رکھو، اور ساتھ ساتھ میں بیویوں کو حکم دیا کہ وہ اپنے شوہر کے حقوق کو بھی برابر ادا کرو، اور شوہروں کو حکم دیا کہ بیویوں کے حقوق برابر ادا کرو، اس میں بھی کوئی کمی کوتاہی نہیں ہونی چاہیے، اللہ تعالیٰ نے زلیخا کو ایک بیٹی عطا فرمائی، اس بیٹی کا نام تھا "لیا"، یہ بیٹی حضرتِ یوسف علیہ السلام کے ساتھ شادی کی برکت سے ہوئی۔

﴿لیا کا حضرت ایوب علیہ السلام سے نکاح﴾

اب میری دینی بہنو! ذرا سی دیر کے لیے سوچو کہ اس بیٹی کے باپ حضرتِ یوسف علیہ السلام ہے، اللہ کے نبی ہے، اللہ کے پیغمبر ہے، اور ماں زلیخا، جو کسی زمانے میں آوٹ

لائن پر تھی، بگڑی ہوئی تھی، لیکن توبہ کرکے، معافی مانگ کرکے اور اللہ کی عبادت کرکے اب یہ زلیخا بہت بڑی نیک، صالحہ اور اللہ کی برگزیدہ بندی بن گئی تھی، اللہ کی خوب عبادت کرنے والی، اللہ کا خوب ذکر کرنے والی، اللہ کی خوب تسبیح پڑھنے والی عورت تھی۔

تو ابا جان نبی ہے۔

اور ماں بھی بڑی نیک، صالحہ ہے۔

تو ان کے گھر میں پیدا ہونے والی لڑکی وہ بھی بڑی نیک، بڑی صالحہ، بڑی اللہ تعالیٰ کی فرمانبردار اور نیک بیٹی تھی، اُس بیٹی کا نام لیّا رکھا گیا، جب یہ لیّا لڑکی جوان ہوگئی، زلیخا کا تو انتقال ہوگیا، ماں کا انتقال ہوگیا، ماں کے انتقال کے بعد ابا جان حضرتِ یوسف علیہ السلام کا بھی انتقال ہوگیا، ان کی یہ جو بیٹی لیّا تھی، اس لیّا کا نکاح اور شادی اللہ کے ایک اور نبی حضرت ایوب علیہ السلام کے ساتھ ہوئی۔

﴿حضرت ایوب علیہ السلام کا واقعہ﴾

اس لیّا لڑکی جو بعد میں جو حضرت ایوب علیہ السلام کی بیوی بنی اس کا قصہ قرآن میں آیا ہے، حدیث میں آیا ہے، معتبر تفسیر میں آیا ہے، آپ اندازہ لگاؤ! کہ حضرت یوسف علیہ السلام نبی بھی تھے اور مصر کے بادشاہ بھی تھے، اس لیے یہ لڑکی بہت اچھے ماحول میں بڑی ہوئی، گھر کا ماحول پورا دینی ماحول ہے، اور ساتھ ساتھ میں بہت مالداری میں یہ لڑکی بڑی ہوئی۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو بڑی نعمتوں سے نوازا تھا، خود قرآن میں دعا ہے:

رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِيْ مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِيْ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ. (پارہ ۱۳: سورۂ یوسف: آیت ۱۰۱)

اے میرے اللہ! تو نے مجھے مصر کا بادشاہ بنایا، مصر کا King بنایا تو ظاہر بات ہے کہ ایک King کی، بادشاہ کی لڑکی کتنے شاندار محل میں بڑی ہوئی، کتنی نعمتوں میں کتنے اچھے کھانے پینے، کپڑے اوڑھنے میں بڑی ہوئی اور ماحول بھی اس کو پورا دینی ماحول ملا، دونوں طرح کی نعمت ہیں، دنیا بھی ہے، دین بھی ہے۔

﴿دنیا اور آخرت دونوں ملنا اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہیں﴾

یہی دعا ہم سب اللہ تعالیٰ سے مانگتے ہیں کہ:

رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (پارہ۲: سورۂ بقرہ: آیت ۲۰۱)

اے اللہ! ہماری دنیا بھی اچھی بنا دے اور ہماری آخرت بھی تو اچھی بنا دے، اللہ کسی کو دونوں نعمتیں عطا فرمائیں تو بہت اچھی بات ہے، دنیا میں رہنے کے لیے اچھا مکان ہو، اچھی کھانے پینے کی نعمتیں ہوں، کپڑے اچھے اللہ نے دے رکھے ہو، اور پھر دین کے ساتھ ہم اس کو استعمال کریں، نماز کی پابندی، پردے کی پابندی، حرام اور گناہ سے اپنے آپ کو بچائیں تو یہ میری بہنو! اچھی چیز ہے، کوئی بری چیز نہیں ہے۔

حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ یہ دعاء بہت زیادہ مانگتے تھے، اسلئے ہمیں بھی ہر دعاء کے موقع پر اس دعاء کو مانگنے کی عادت بنالینی چاہیے۔

﴿لیّا کو دنیا اور آخرت دونوں ملی تھیں﴾

اس لڑکی کو اللہ تعالیٰ نے بڑی نعمتوں سے نوازا، ایک تو دینی نعمت کہ باپ اللہ کے نبی ہے اور ماں زلیخا وہ بڑی نیک اور صالحہ، پارسا اللہ کی ولیہ عورت ہے، اور دنیوی نعمت بھی ہر طرح کی ہے کہ پورے مصر کے بادشاہ کی بیٹی ہے جس کو آج کی زبان میں کہنا چاہیے ''پرنسیس'' تھی، اب سوچو! کتنے خوبصورت ماحول میں وہ بڑی ہوئی ہوگی، اس کی شادی اللہ کے نبی حضرتِ ایوب علیہ السلام کے ساتھ ہوگئی، سبحان اللہ.....

باپ بھی نبی اور شوہر ملے وہ بھی اللہ کے نبی، لیا کتنی خوش نصیب لڑکی ہے اور حضرت ایوب علیہ السلام بھی بڑے مالدار آدمی تھے، اس لیے کہ ایک نبی کے جو بادشاہ تھے، ان کے وہ جمائی بنے، اور خود بھی بڑے مالدار تھے، تو اس لیا کو تو بڑا مزہ رہا ہوگا، اس طرح دینی دنیوی دونوں نعمتوں کے ماحول میں یہ لڑکی بڑی ہوئی۔

﴿لیا کی آزمائش﴾

لیکن میری دینی بہنو! اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی طرف سے امتحان ہوتا ہے، اور اللہ تعالیٰ جو امتحان لیتے ہیں وہ پریکٹیکلی اور عملی زندگی میں لیتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی طرف سے امتحان شروع ہوا، اللہ خود قرآن میں فرماتے ہیں:

الٓمّٓ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَكُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَیَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَلَیَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِیْنَ. (پارہ۲۰/سورۃ عنکبوت/آیت۱،۲)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: کیا تم لوگ سمجھتے ہو کہ تم نے زبان سے کلمہ پڑھ لیا، تو اس کلمہ کی پڑھنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ مان لیں گے کہ تم سب مسلمان ہوگئے ہو، بلکہ اللہ تعالیٰ

تمہارے ایمان کا امتحان لیں گے کہ تم ایمان میں پکے ہو کہ ایمان تمہارا کچا ہے، اللہ سے ہمیشہ دعا کرو، اللہ ہم کو عافیت میں رکھے، راحت میں رکھے، عزت سے رکھے۔

﴿واقعہ سنانے کا مقصد﴾

اے میری دینی بہنو! کبھی اللہ کی طرف سے امتحان آجائے، تو پھر صبر کے ساتھ، شکر کے ساتھ رہنا چاہیے، اس کو سنانے اور سمجھانے کے لیے یہ واقعہ آپ کو سنا رہا ہوں، امتحان شروع ہوا، اللہ کی طرف سے امتحان آئے، اللہ کی طرف سے حالات شروع ہوئے، سبحان اللہ! یہ دونوں میاں بیوی حضرت ایوب علیہ السلام بھی مالدار اُن کی بیوی لیا وہ بھی مالدار گھر کی لڑکی، دونوں تندرست، دونوں مزے میں زندگی گزار رہے ہیں، اللہ تعالیٰ نے دنیا کی راحت کا سامان بھی ان کو عطا فرمایا، دنیا کی قسم قسم کی نعمتیں ہیں، قسم قسم کی راحت کا سامان ہے، اچھا رہنے کا گھر ہے، اچھا مکان ہے، کپڑے ہیں، کھانے پینے کی نعمتیں ہیں، ہر ایک طرح کی نعمتیں اللہ تعالیٰ نے دونوں میاں بیوی کو عطا فرمائی ہیں، کوئی کمی نہیں ہے، کہتے ہیں کہ ایسی مزے کی زندگی اُن کی ۷۰ رسال تک گزری، جس میں دونوں کو بہت مالداری ملی، بہت تندرستی ملی، بہت نعمتیں ملیں اور پہلے کے زمانے میں تو عمر بہت لمبی لمبی ہوتی تھی، ستر اسّی سال کی عمر میں بھی کوئی بوڑھا نہیں ہوتا تھا، پچھلی امتوں کو اللہ تعالیٰ نے لمبی لمبی عمر عطا فرمائی تھی، تو ۷۰ سال ان کی زندگی کے بہت خوشی میں، بہت مزے میں، بہت نعمت میں، اللہ تعالیٰ کی بہت عبادت میں گزرے اور اچانک اللہ تعالیٰ کی طرف سے امتحان شروع ہوا۔

﴿اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا امتحان لیتا ہے﴾

اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کا امتحان لیتے ہیں، خود بھی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

ارشاد فرمایا: أشد الناس بلاء الأنبياء، سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ امتحان لیتے ہیں، تکلیف میں ڈالتے ہیں اپنے نبیوں کو، اپنے پیغمبروں کو، پھر ان سے قریب کا درجہ رکھنے والے، اپنے نیک بندوں کا اللہ امتحان لیتے ہیں، ثم الأمثل فالأمثل پھر وہ جو زیادہ دیندار ہوتا ہے پھر اس کے بعد ان کا امتحان ہوتا ہے جو اس کے بعد کا درجہ رکھتا ہو یعنی جو دینداری میں جتنا زیادہ آگے ہوگا اس کا اتنا ہی امتحان ہوگا۔

اسی لیے میری دینی بہنو! ہم جیسے اللہ تعالیٰ کے قریب جائیں گے، اللہ تعالی کے نیک، محبوب، پیارے اور چہیتے بنیں گے، کچھ نہ کچھ کچھ نہ کچھ اللہ تعالیٰ امتحان لیتے ہیں، ہمیشہ اللہ سے عافیت مانگنے کی۔

عافیت کی ایک دعاء

ایک دعاء: پتہ نہیں میں نے پہلے آپ کو بتائی تھی کہ نہیں، اگر بتائی تھی اور آپ مانگتی ہو تو بہت اچھی چیز ہے اگر نہیں بتائی تھی اور بھول گئے ہیں تو اس کو یاد کرو اور صبح شام تین مرتبہ مانگو، میں بھی مانگتا ہوں آپ بھی مانگا کرو، بہت پیاری دعا آئی ہے:

اللهم إني أسئلک العافية ودوام العافية والشكر على العافية.

اے اللہ! تو مجھے عافیت سے رکھنا، میں عافیت کا سوال کرتا ہوں، ودوام العافية مجھے ہمیشہ عافیت میں رکھنا، دنیا بھی عافیت سے گزرے اور آخرت بھی عافیت میں رہے، والشكر على العافية اور عافیت کے اوپر تو مجھے شکر کی توفیق عطا فرما۔

عافیت کا مطلب

عافیت کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ہماری سب چیز اچھی رہے، سب کام برابر چلتے

رہیں، زندگی خیریت، عزت، بھلائی کے ساتھ چلتی رہے، اس کو عافیت کہتے ہیں، ہمیشہ صبح شام تین مرتبہ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگو، منقول دعاؤں میں یہ دعا آتی ہے۔

﴿حضرت ایوب علیہ السلام کی بیماری﴾

تو اللہ تعالیٰ نے ان کی زندگی کو پلٹا، اللہ اپنے بندوں کا امتحان لیتے ہیں، آزمائش لیتے ہیں، ہم تو بہت کمزور ہیں، اللہ سے ہمیشہ دعا کرو، اے اللہ! وہ تیرے نیک بندے تھے جنہوں نے مصیبتوں کو اٹھایا، تکلیف کو اٹھایا، اور تیرے امتحان کو پورا کیا، تیرے اکرام کو پورا کیا، ہم تو اللہ تیرے کمزور بندے ہیں، تو ہم کو دنیا اور آخرت میں عافیت سے رکھنا، ہم امتحان کے قابل نہیں ہیں، ہم تو بہت کمزور ہیں، اب دینی بہنو! پہلے مالداری تھی، پہلے تندرستی تھی، اس مالداری اور تندرستی کے زمانے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اولاد بھی نصیب ہوئی، حضرتِ ایوب علیہ السلام اور حضرتِ لیّا کو سات بیٹے اور سات بیٹیاں اللہ نے عطا فرمائیں، اب بیماری شروع ہوئی، عجیب قسم کی بیماری دھیرے دھیرے کر کے پورے بدن پر بیماری ہوگئی، حضرتِ ایوب علیہ السلام کو پوری بوڈی میں بیماری آگئی، عجیب عجیب واقعات آپ کی بیماری کے تفاسیر میں آئے ہیں، اس میں سے بعض اسرائیلیات کے قبیل سے ہیں اور بعض نامناسب بھی ہیں، ایسے واقعات بھی آئے ہیں کہ حضرتِ ایوب علیہ السلام کے پورے بدن میں کیڑے پڑ گئے، پورے بدن میں زخم ہوگئے، جزام کی بیماری ہوگئی، رکت پت کی بیماری ہوگئی، اور بعض مرتبہ ایسا ہوتا تھا کہ وہ بدن میں جو بیماری لگ گئی، بدن سڑ گیا تو کچھ کیڑے وغیرہ اگر زمین پر گر جاتے، حضرت ایوب علیہ السلام اس کو اٹھا کے دوبارہ رکھ دیتے کہ تیری غذا، تیرا کھانا، اگر میرا بدن ہے، تو تم اس کو کھاؤ، اس طرح کے واقعات

کتابوں میں لکھے ہیں، غرض عجیب عجیب قسم کی آپ کو بیماری لگ گئی، ایسی بیماری سے اللہ تعالیٰ ہم سب کو سلامت رکھے، ہم سب کو عافیت میں رکھے۔

﴿زبان اور دل بیمار نہیں تھے﴾

کہتے ہیں کہ صرف زبان باقی تھی اور دل باقی تھا، زبان پر بھی بیماری نہیں اور دل پر بھی بیماری نہیں، باقی پورے بدن پر بیماری لگ گئی اور اللہ کے نبی زبان سے ذکر میں اور دل سے شکریہ میں مشغول رہتے۔

﴿بیماری میں عام طور پر کوئی کام نہیں آتا﴾

میری دینی بہنو! اللہ بُرے دن کبھی نہ لاوے، جب خراب دن آتے ہیں تو دوست بھی دور ہو جاتے ہیں، ملنے جلنے والے بھی دور ہو جاتے ہیں، اور قریبی لوگ دور بھاگ جاتے ہیں۔ رشتے دار بھی دور ہو جاتے ہیں، حضرتِ ایوب علیہ السلام کا واقعہ بھی کچھ ایسا ہوا کہ جب بیماری آئی، تکلیف آنا شروع ہوئی، تو دھیمے دھیمے کر کے پیسے بھی ختم ہو گئے، مال بھی ختم ہو گیا، بالکل غریبی کے دن آ گئے، فقیری کے دن آ گئے، اور بیماری ہے، فقیری ہے، ایسے برے دن آئے کہ دوا اور علاج کرنے کے بھی پیسے باقی نہ رہے، اور ان کے جو سات لڑکے اور لڑکیاں تھیں ان کا باری باری کر کے ہر ایک کا انتقال ہو گیا، سب بیٹے اور بیٹی دنیا سے چلے گئے اور رشتے دار لوگ سب نفرت کرنے لگے، غریبی اور بیماری کی وجہ سے کوئی رشتے دار بھی پوچھنے کے لیے نہیں آتا کہ تم نے کیا کھایا، کیا پیا، اڑوسی پڑوسی لوگ بھی نفرت کرنے لگے، اور سب لوگ آپ سے دور ہونے لگے، کہتے ہیں کہ پورے بدن میں سوئی رکھنے کے برابر بھی ایک جگہ ایسی نہیں تھی جو سلامت اور تندرست ہو، پورا بدن بیماری میں، صرف زبان سلامت

اور دل سلامت، بڑے بڑے پھوڑے ہوگئے، جس کو ہم پھنسی کہتے ہیں، پورا بدن بیماری میں آگیا، ایسے زمانے میں جب تمام لڑکے، لڑکیاں انتقال کرگئیں، رشتے دار دور ہوگئے کوئی پوچھنے والا نہیں۔

﴿قرآن میں حضرت ایوب علیہ السلام کی تعریف﴾

حضرتِ ایوب علیہ السلام زبان سے اللہ کا ذکر کرتے اور دل سے اللہ کا شکر کرتے، اتنی بیماری میں بھی وہ کسی کو کوئی فریاد نہیں کرتے، خود اللہ نے ان کے لیے فرمایا:

إِنَّا وَجَدْنَاهُ صَابِراً نِعْمَ الْعَبْدُ. (پارہ ۲۳ / سورہ ص / آیت ۴۴)

ترجمہ: ہم نے اس کو صابر پایا، کتنے اچھے بندے تھے۔

بہت صبر کرنے والے تھے، اللہ جن کو صبر کرنے والا فرمادیوے، ان کے بارے میں کیا کہنا، چناں چہ زبان سے تسبیح پڑھتے رہتے، لا إلٰہ إلا اللہ لا إلٰہ إلا اللہ لا إلٰہ إلا اللہ کا ذکر کرتے رہتے اور دل میں خدا کا شکرادا کرتے، اے اللہ! تو نے جس حالت میں رکھا تیرا شکر ہے، تیرا احسان ہے۔

میری دینی بہنو! اللہ ہم کو یہ توفیق عطا فرمائے، ہم زبان سے اللہ کا ذکر دل سے اللہ کا شکر کرنے والے بنے، اللہ جس حال میں بھی رکھے۔

پھر ایک وقت وہ آیا کہ اڑوسی پڑوسی لوگوں نے آپ کو پڑوس میں سے بھی دور کردیا کہ تم ہمارے پڑوس میں بھی مت رہو اور محلّہ میں سے آپ کو نکال دیا اور نکال کر کے شہر کے باہر جہاں پورے شہر کا کچرا ڈالتے ہیں، کوڑا کرکٹ ڈالتے ہیں، ایسی جگہ پر حضرتِ ایوب علیہ السلام کو نکال کر کے وہاں چھوڑ دیا، محلّہ میں بھی کوئی رکھنے کے لیے تیار نہیں، جہاں کوڑا

ڈالتے ہیں وہاں ایک چھوٹا جھونپڑا، کچا مکان بنایا، وہاں پر حضرتِ ایوب علیہ السلام رہتے ہیں، پورے بدن میں بیماری ہے، کوئی رشتہ دار بھی آتا نہیں، کوئی اڑوسی پڑوسی بھی ملنے آتا نہیں۔

﴿حضرت ایوب علیہ السلام اٹھارہ سال بیماری میں رہے﴾

میری دینی بہنو! ایک، دو، تین مہینے نہیں، تفسیر میں لکھا ہے کہ اٹھارہ سال پورے گاؤں کے باہر حضرتِ ایوب علیہ السلام نے رہ کر کے زندگی بتائی، اندازہ لگاؤ، ایک نبی کے داماد ہے، ایک King کے داماد ہے، خود بھی بڑے مالدار، ۷۰ رسال زندگی کے مالداری میں گزرے اور آج تکلیف کے دن آئے، اللہ اللہ! پورے بدن میں بیماری اور لوگوں نے نکال دیا، اب بستی کے باہر گاؤں کے باہر کوئی بیٹا نہیں، کوئی بیٹی نہیں، کوئی رشتے دار نہیں، کوئی اڑوسی پڑوسی نہیں، ایسے زمانے میں ساتھ دینے والی، خدمت کرنے والی مدد کرنے والی، صرف آپ کی بیوی حضرتِ لیّا تھی اور کوئی نہیں تھی، سبحان اللہ کیسی عورت ہوگی، حالاں کہ ایک بادشاہ کی بیٹی تھی، ایک King کی بیٹی تھی اور ایک نبی کی بیٹی تھی۔

﴿لیّا کا سوال اور حضرت ایوب علیہ السلام کا عجیب جواب﴾

لیکن آج غریبی اور فقیری کے دن آئے، عورت لیّا نے اپنے شوہر کو نہیں چھوڑا، اس بیماری کے دن میں بھی برابر اپنے شوہر کی خدمت میں لگی رہی، عجیب بات سناؤں: حضرتِ لیّا نے ایک دن حضرتِ ایوب علیہ السلام سے کہا: اے اللہ کے نبی! اللہ تعالیٰ کے سامنے دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ہماری تکلیف کو دور کردیں، تمہاری بیماری کو دور کردیں، ہماری غریبی اور فقیری کو اللہ تعالیٰ دور کردیوے، آپ اللہ سے دعا تو کرو، حضرتِ ایوب علیہ السلام اللہ کے نبی ہیں؟

کہنے لگے: اللہ جس حالت میں رکھے، میں خدا کا شکر ادا کرتا ہوں، اللہ نے مجھے ۷۰/سال ایسے عطا فرمائے کہ میں بہت مالدار تھا، بہت تندرست تھا، ہم کھاتے پیتے تھے، بڑے مزے میں زندگی گزارتے تھے، اب ہمارے اللہ نے ہمیں کچھ تکلیف دی، امتحان لیا تو ہم کیا مصیبت میں رہنے کے لیے تیار نہیں ہووے، جس اللہ نے ۷۰/سال مزے میں رکھا، اب ہم اس بیماری میں فریاد کرے، یہ مناسب نہیں ہے۔

حضرت ایوب علیہ السلام نے فرمایا: لیّا میری بیوی؛ مجھے تو میرے اللہ کے سامنے دعا کرنے کی بھی ہمت نہیں کہ میں اللہ سے دعا کر کے کہوں، کہیں اللہ کی طرف سے یہ بات نہ آوے کہ ہم نے ۷۰/سال مزے میں رکھا تھا، اب تھوڑی سی تکلیف آئی ہے، اللہ اللہ! کیسے اللہ کے بندے تھے کہ اپنی بیماری دور ہو جاوے، فقیری دور ہو جاوے اس کے لیے دعا کرنے کی بھی ہمت نہیں کر رہے ہیں کہ میں کس منہ سے اللہ کو کہوں جس اللہ نے مجھے اتنے مزے میں رکھا، سبحان اللہ!!! کیسے یہ دونوں میاں بیوی ہوں گے؟ کیسی ان کی زندگی ہوگی؟ کیسی یہ وفادار عورت ہوگی؟ جب کوئی ساتھ دینے کے لیے تیار نہیں ایسے زمانے میں یہ بیوی اپنے شوہر کی خدمت کر رہی ہے، عجیب عجیب ان کی خدمت کے واقعات ہے، انشاء اللہ آئندہ کل کی مجلس کو آپ کے سامنے سناؤں گا؛ لیکن اتنی بات ضرور یاد رکھ کر کے جاؤ کہ میری دینی بہنو! اللہ جس حال میں رکھے ہمیں اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔

﴿ہم صبر اور شکر کرنے والے بنے﴾

دیکھو! حضرتِ ایوب علیہ السلام کو بیماری آ گئی، پورے بدن میں بیماری آ گئی، ایسی تکلیف آئی کہ سب نے چھوڑ دیا، لیکن جو زبان اچھی تھی، اس سے اللہ کا ذکر کر رہے ہیں، جو

دل سلامت تھا، اس سے خدا کا شکر کر رہے ہیں، اللہ ہم سب کو ذکر کرنے والی زبان اور شکر کرنے والا دل عطا فرما دیوے، ہمیشہ اللہ سے دعا کیا کرو، اے اللہ! ذکر کرنے والی زبان اور شکر کرنے والا دل عطا فرما دے، کبھی ناشکری ہماری زبان پر نہ آوے، اور دوسری دعا اللہ سے مانگو اے اللہ ہم تیرے کمزور بندے اور بندیاں ہیں ہم تیری آزمائش اور امتحان کے قابل نہیں ہیں، وہ تو تیرے پہلے بندے تھے جنہوں نے بہت تکلیف اٹھائی، اب تو تو ہمارے ساتھ عافیت کا معاملہ فرما، اسی لیے یہ دعا مانگا کرو صبح وشام (**اللهم إني أسئلک العافية ودوام العافية والشکر علی العافية**) اے اللہ! میں عافیت مانگتا ہوں، ہمیشہ عافیت مانگتا ہوں، دنیا و آخرت میری عافیت کے ساتھ گزرے، اور عافیت والی نعمت پر ہمیں شکر کی توفیق عطا فرما، اس دعاء کو صبح وشام تین تین مرتبہ مانگنا چاہیئے، اللہ ہمیں امتحان سے، آزمائش سے، بیماری سے، فقیری غریبی سے اللہ ہم سب کو حفاظت میں رکھے، ہم بہت کمزور ہیں، اللہ ہمیں ذکر کرنے والی زبان اور شکر کرنے والا دل عطا فرمائے، درود شریف پڑھ لو، دعا کرتے ہیں۔

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام علیٰ سيدنا محمد وعلیٰ اٰله وأصحابه أجمعين.

اے اللہ! اے ہمارے مالک! اے ہم کو پیدا کرنے والے خدا! یہ رمضان کا تیسرا عشرہ شروع ہوا ہے، جس میں تو جہنم کی آگ سے چھٹکارا دیتا ہے، اے اللہ! تو ہم گنہگاروں کو، ہم پاپیوں کو، ہم مجرموں کو جہنم کی آگ سے چھٹکارا عطا فرما دے، اے اللہ! ہم تو بہت کمزور ہیں، بہت کمزور ہیں، دنیا میں معمولی تکلیف آتی ہے تو ہم پریشان ہو جاتے ہیں، اے اللہ! جہنم کی آگ سے، قبر کے عذاب سے، محشر کی ہولناکی سے، موت کی سکرات سے، دنیا

وآخرت کی پریشانی، ذلتی، رسوائی، بیماری، آفتوں سے فقر اور غریبی سے ہم سب کی حفاظت فرما لے، اے اللہ! ہماری حفاظت فرما، اے اللہ! ہماری حفاظت فرما، جو پہلے زمانے میں تیرے بندے تھے نیک بندیاں تھیں جنہوں نے بہت تکلیفیں اٹھائیں، ہم تو اے اللہ! یہ پندرہویں صدی کے کمزور مسلمان ہیں، ہمارے ساتھ دنیا میں، آخرت میں، دین میں، دنیا میں، عافیت کا، عزت کا، راحت کا معاملہ فرما، ہمیشہ ہمیں عافیت عطا فرما، عافیت پر شکر عطا فرما، ذکر کرنے والی زبان، شکر کرنے والا دل ہم سب کو نصیب فرما دے، تو ہم سب کو دنیا وآخرت میں راحت عطا فرما، دنیا میں عافیت، سلامتی، عزت، برکت اور راحت والی زندگی عطا فرما، اور آخرت میں تیری جنت الفردوس سے ہم سب کو مالا مال فرما دے، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جتنی بھلائیاں مانگیں ہمیں اور پوری امت کو عطا فرما، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن شرور سے پناہ چاہیں ہماری اور پوری امت کی حفاظت فرما۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ سیدنا ومولانا محمد وعلیٰ اٰلہ وأصحابه أجمعين برحمتک یا أرحم الراحمين۔

واخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين

سبحانک اللهم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالي جدک ولا اله غيرک

اللهم صل وسلم وبارک علي سيدنا ومولانا محمد وعلي ال سيدنا مولانا محمد كما تحب وترضي عدد ماتحب وترضي يا كريم

يا ارحم الراحمين يا ارحم الراحمين يا ارحم الراحمين

﴿۶﴾

حضرت ایوب علیہ السلام کا واقعہ

(قسط دوم)

اس بیان کے چندہ

جواہر پارے

❧	ہمیں بھی عادت بنانی چاہیے کہ اپنے رشتہ دار میں جو غریب ہوں، جو بیمار ہوں، جو مصیبت میں ہوں، ہم ان کی زیادہ خبر لینے والے بنے، مالدار رشتہ دار کو ہر ایک پوچھتا ہے، ہر ایک ان سے ملتا ہے، ہر ایک ان سے سلام کرتا ہے، لیکن جو غریب رشتہ دار ہیں، بیمار ہیں، مصیبت میں ہیں، اللہ کو خوش کرنے کے لیے ہم ان کی خبر لیویں، ہم سے جو بن سکے ان کی مدد کریں، اور جتنی ہو سکے اتنی ان کی خدمت کریں، اللہ تعالی اس پر بڑا اجر اور بڑا ثواب عطا فرمائیں گے۔
❧	میری دینی بہنو! عورت ذات میں یہی خوبی بڑی کمال کی ہوتی ہے کہ شوہر میں مالداری ہو کہ غریبی ہو، شوہر بیمار ہو کہ تندرست ہو، شوہر خوشی میں ہو کہ غمی میں ہو، ہر حال میں وہ اپنے شوہر کی وفادار بنے، اپنے شوہر کی خدمت کرنے والی بنے۔
❧	حضرت شاہ فضل الرحمٰن صاحب فرمایا کرتے تھے کہ مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کو بہت کم عمری میں ولایت مل گئی تھی، بہت چھوٹی عمر میں آپ اللہ تعالی کے ولی بن گئے تھے۔
❧	جب عورتوں میں ایسے ایثار اور قربانی کے پاکیزہ جذبات ہوتے ہیں، تو اللہ تعالی ان کے گھرانے سے ایسی اولاد پیدا فرماتے ہیں، جو اپنے دور کے مجدد ہوا کرتے ہیں۔
❧	میری دینی بہنو! یہی چیز تمہاری زندگی میں ہونی چاہیے، یہ بال کو کٹوانا، بال کو چھوٹے کروا دینا یہ ہماری شریعت کی تعلیم نہیں ہے، اور میں پہلے بھی بتلا چکا ہوں کہ ہماری بعض بہنیں اپنی بچیوں کے بھی بال کٹواتی ہیں، ہماری شریعت میں اس کی اجازت نہیں ہے،

﴿ ٦ ﴾

حضرت ایوب علیہ السلام کا واقعہ

(قسط دوم)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ أَعْمَالِنَا وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ أَعْمَالِنَا وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَأَشْھَدُ أَنْ لَّا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَأَشْھَدُ أَنَّ سَیِّدَنَا وَشَفِیْعَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ أَرْسَلَہُ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی إِلٰی کَافَّۃِ النَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَدَاعِیًا إِلَی اللّٰہِ بِإِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا صَلَوَاتُ اللّٰہِ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا أَمَّا بَعْدُ.

فَأَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَأَیُّوْبَ إِذْ نَادٰی رَبَّہٗ أَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ. (پارہ ۱۷/سورۃ انبیاء/آیت ۸۳)

﴿مصیبت کے وقت لوگ پہچانے جاتے ہیں﴾

گذشتہ کل بات یہاں تک سنائی گئی تھی کہ حضرت ایوب علیہ الصلاۃ والسلام بیمار ہوگئے، لڑکے اور لڑکیوں کا انتقال ہوگیا، سب کے سب رشتہ دار دور بھاگ گئے، جو کچھ مال دولت تھی وہ بھی ختم ہوگیا اور حقیقت بات ہے دینی بہنو! کہ جب حالات اور تکلیف آتی ہے، تب ہی صحیح رشتہ دار کون ہے، اس کا پتہ چلتا ہے، کہ تکلیف کے دنوں میں جو رشتہ دار، جو دوست تمہارا خیال رکھے، جو سہیلی تمہارا خیال رکھے وہ رشتہ دار صحیح اور سچے رشتے دار ہیں، باقی آدمی کے پاس مال ودولت ہو تو اس وقت محبت کرنے والے، تعلق رکھنے والے، اور آنے جانے والے تو بہت ہو جاتے ہیں۔

﴿محتاجوں کی مدد کرنا بڑا ثواب کا کام ہے﴾

اور ہمیں بھی عادت بنانی چاہیے کہ اپنے رشتہ دار میں جو غریب ہوں، جو بیمار ہوں، جو مصیبت میں ہوں، ہم ان کی زیادہ خبر لینے والے بنے، مالدار رشتہ دار کو ہر ایک پوچھتا ہے، ہر ایک ان سے ملتا ہے، ہر ایک ان سے سلام کرتا ہے، لیکن جو غریب رشتہ دار ہیں، بیمار ہیں، مصیبت میں ہیں، اللہ کو خوش کرنے کے لیے ہم ان کی خبر لیویں، ہم سے جو بن سکے ان کی مدد کریں، اور جتنی ہو سکے اتنی ان کی خدمت کریں، اللہ تعالیٰ اس پر بڑا اجر اور بڑا ثواب عطا فرمائیں گے۔

﴿حضرت لیّا کی خدمت﴾

حضرتِ ایوب علیہ الصلاۃ والسلام کی بیوی حضرتِ لیّا جو حضرتِ یوسف علیہ الصلاۃ

والسلام کی بیٹی تھی، اور بعض مفسرین کی قول کے مطابق پوتی تھی، وہ اکیلی عورت خدمت کرتی تھی، یہاں تک کہ حضرتِ ایوب علیہ الصلاۃ والسلام کو استنجاء وغیرہ کرانے کے لیے بھی وہی عورت اکیلی لے جاتی تھی، حضرت ایوب علیہ السلام بہت کمزور ہو گئے تھے، جب استنجاء کر لیتے تو کھڑے ہونے میں بھی مدد کرنے کی ضرورت پڑتی، تو بیوی وفادار بن کر کے اپنے شوہر حضرتِ ایوب علیہ الصلاۃ والسلام کو مدد کرتی، پکڑ کے کھڑا کرتی، اور پھر لا کر کے سیدھا سادا بستر تھا، اس پر بٹھادیتی۔

غرض اس عورت نے تقریباً ۱۸ ر سال تک اپنے شوہر کی بے مثال خدمت کی، ہر اعتبار سے مدد کی۔

﴿عورت کی خوبی﴾

میری دینی بہنو! عورت ذات میں یہی خوبی بڑی کمال کی ہوتی ہے کہ شوہر میں مالداری ہو کہ غریبی ہو، شوہر بیمار ہو کہ تندرست ہو، شوہر خوشی میں ہو کہ غمی میں ہو، ہر حال میں وہ اپنے شوہر کی وفادار بنے، اپنے شوہر کی خدمت کرنے والی بنے۔

حدیث شریف میں آتا ہے، کہ آپ ﷺ سے معلوم کیا گیا کہ بہترین عورت کونسی ہوتی ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ: **التي تسره اذا نظر ،وتطيعه اذا أمر ،ولا تخالفه في نفسها ولا في ماله بما يكره.** (مشکوۃ شریف ص ۲۸۳)

جسے دیکھ کر شوہر کو خوشی ہو، شوہر کے ہر حکم کو پورا کرے، اور اپنی ذات اور شوہر کے مال میں کوئی کام ایسا نہ کرے جو شوہر کو ناپسند ہو۔

﴿خدمت کرنے والی عورت سے اللہ تعالیٰ راضی رہتے ہیں﴾

حضرتِ لیا کا جو واقعہ آپ سن رہے ہیں آپ اندازہ لگائیے، ایک مالدار باپ کی بیٹی کہ جس لڑکی کا باپ بادشاہ ہووے، جس لڑکی کے ابا اللہ کے نبی ہووے، اس لڑکی نے اپنے شوہر کی غریبی میں کیسی عجیب وغریب خدمت انجام دی، عورت ذات میں یہی وفاداری، خدمت کا جذبہ جب ہوتا ہے، اللہ ایسی عورت کو دنیا اور آخرت میں نوازتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا حکم بھی یہی ہے، ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا حکم سامنے رکھو، اور اپنے شوہر کی وفادار بن کے رہو، خدمت گزار بن کے رہو، اللہ تعالیٰ راضی ہوں گے۔

حضرتِ لیا یہ بات سمجھتی تھیں کہ میرے شوہر اللہ کے نبی ہے، اللہ کے پیغمبر ہے، انہوں نے زندگی میں مجھے ۷۰؍سال تک بہت سُکھ دیا، اب جب میرے شوہر پر حالات آئے، مصیبت آئی، بیماریاں آئیں، تو میں ایسے دنوں میں اپنے شوہر کو کیسے چھوڑ دوں، کیسے ان کو چھوڑ کر کے میں چلی جاؤں، کیسے میں ان سے بے وفائی اور غداری کروں، اگر ہماری دینی بہنیں یہ بات سامنے رکھیں، یہ نکتہ سامنے رکھیں کہ بے چارہ شوہر جب اس سے بن پڑتا ہے تو محنت سے کما کر لا کے دیتا ہے، کبھی زندگی میں مصیبت آجاوے، دُکھ آجاوے، پیسوں میں مال میں کمی آجاوے، Money crisis ہو جائے، تو اس زمانہ میں بھی عورت صبر کے ساتھ شوہر کے ساتھ رہے، اپنے شوہر کو ہمت دلائے، اور اپنے شوہر کی وفادار بن کے رہے۔

ایک واقعہ

میرے ایک دوست ہے جو کسی زمانے میں ملٹی ملینر تھے، بہت مالدار تھے، پھر درمیان میں ان پر تنگی کے حالات آئے، اتنی غریبی آئی اتنی غریبی آئی کہ جب انڈیا میں لوگوں

کے پاس گاڑیاں بھی بہت کم تھیں، اس وقت چالیس سال پہلے جاپانس گاڑیوں میں گھومنے والا آدمی، جب غریبی آئی، حالات آئے وہ بے چارہ سائیکل پر پھرنے لگا، بائسیکل چلانے لگا، اور بائسیکل پر یہ جو چھوٹے بچے قلفی کھاتے ہیں ایسی کولیٹی قلفی چیزیں بیچ کرکے، کینڈی بیچ کرکے وہ اپنی زندگی گزارنے لگا، اس زمانے میں بھی اس کی بیوی نے اس کی عزت کی حفاظت کی، وہ مجھے کہتے تھے: اللہ میری بیوی کو جزائے خیر دیوے، جب غربت کی وجہ سے سارا اس کا سونا بک گیا، تو وہ جو زیورات ہوتے ہیں، جو سونے جیسے دِکھتے ہیں، جس کو رول گولڈ کے زیور کہتے ہیں، وہ پہن کرکے میری بیوی شادی، بیاہ، منگنی میں جاتی تھی تاکہ کسی کو پتہ نہیں چلے کہ ہمارے گھر میں ایسی غریبی اور پریشانی کے حالات چل رہے ہیں، عورت ایسی وفادار ہو کہ دوسروں کے سامنے گھر کے حالات، پریشانی اور تکلیف کی باتیں کہتی نہ پھرے، اپنے شوہر کے لیے عزت کا ذریعہ بنے، پہلے اس کے پاس سونے چاندی کے زیورات تھے غریبی کے دن آئے تو سب بیچ دینے پڑے، اس نے خوشی خوشی سارے زیورات بیچ دئے، لیکن ان غریبی کے دنوں میں بھی وہ جھوٹے زیور جو سونے جیسے دِکھتے ہیں وہ شادیوں میں پہن کے جاتی اور لوگ تو یہی سمجھتے تھے کہ یہ مالدار کی بیوی ہے تو سچے زیور پہن کے آئی ہوگی، اللہ امت کی تمام بہنوں کو ایسی وفاداری کی توفیق عطا فرمائے، اور یہ کام اللہ کو راضی کرنے کی نیت سے کرو، کہ اللہ تعالیٰ ہم سے خوش ہو جاوے، اگر ہم صبر اور شکر کے ساتھ شوہر کے ساتھ رہیں گے تو اللہ تعالیٰ راضی ہوں گے، اور اللہ تعالیٰ اچھے دن دکھلائیں گے، اور پھر خوشی کے دن آئیں گے۔

تو آج الحمد للہ پھر اللہ تعالیٰ نے اس دوست کے جس کا قصہ سنایا، اس کے حالات

بدلے، پھر دوبارہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ملینیر بنا دیا، مالدار اور رئیس بنا دیا، زندگی میں اونچ نیچ آتی رہتی ہے، سکھ کے دن دُکھ کے دن چلتے رہتے ہیں، لیکن ہمیشہ شوہر کی عزت بن کر کے زندگی گزارو، کبھی ان کے سامنے ایسے دُکھ کے دنوں میں اپنی زبان سے سوالات، مطالبات اور ڈیمانڈ کر کے اس کو پریشان مت کرنا، انشاء اللہ! اللہ دنیا میں بھی نوازیں گے اور آخرت میں بھی اللہ تعالیٰ بہت نوازیں گے۔

﴿حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ کی عورت کا واقعہ﴾

اس موقع پر ایک بات یاد آ گئی، دارالعلوم دیوبند جو پوری دنیا کے مسلمانوں کا ایک روحانی مرکز ہے، اور پوری دنیا میں اس کی برانچیز ہے، بعد میں اپنے ایشین لوگوں نے جتنے بھی مدرسے پوری دنیا میں بنائیں، یہ دارالعلوم دیوبند کی برانچ ہے، اس کے بانی ہے حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہت اونچے درجے کے عالم اور اللہ کے ولی تھے، جنہوں نے دیوبند کا مدرسہ قائم کیا، حضرت کی شادی دیوبند میں ہوئی، دیوبند میں ایک بڑے مالدار آدمی شیخ کرامت حسین صاحبؒ تھے، جن کی بیٹی سے حضرت نانوتویؒ کا نکاح ہوا، حضرت نانوتویؒ کی اہلیہ محترمہ خود بیان کر چکی ہے کہ نکاح کے بعد جب مجھے میرے والد نے رخصت کیا تو بہت بڑا عظیم الشان جہیز مجھے دیا گیا، جس میں قیمتی زیورات تھے، کپڑے تھے اور تانبے کے برتنوں کا بہت بڑا ذخیرہ تھا، رخصتی کی رات میں جب حضرت نانوتویؒ اور ان کی اہلیہ کی ملاقات ہوئی، تو سب سے پہلے حضرت نانوتویؒ رخصتی والے کمرے میں آ کر کے نفل نمازوں کے پڑھنے میں مشغول ہو گئے، کافی دیر تک نفل نمازیں پڑھتے رہے، نفل نمازوں سے فارغ ہو کر کے اپنی اہلیہ محترمہ کے پاس تشریف

لائے،بہت سکون اور اطمینان کے ساتھ اپنی اہلیہ سے بات چیت شروع کی۔

سب سے پہلے حضرت نانوتویؒ نے فرمایا: جب تم کو اللہ تعالی نے میرے ساتھ وابستہ کردیا ہے تو نبھاؤ کی ضرورت ہے۔

پھر دوسری بات ارشاد فرمائی مگر ابھی جو صورت ہے اس میں نبھاؤ مشکل ہے کہ تم امیر مالدار ہو اور میں غریب آدمی ہوں۔

پھر حضرت نانوتویؒ نے تیسری بات ارشاد فرمائی: کہ اب دو ہی صورت ہیں یا تو میں بھی مالدار بن جاؤں یا تم میری طرح نادار، غریب بن جاؤ۔

پھر حضرت نانوتویؒ نے آہستہ سے فرمایا کہ میرا امیر اور مالدار بننا تو مشکل ہے، آسان بات یہی ہے کہ تم میری طرح غریب اور نادار بن جاؤ۔

پھر آگے حضرت نانوتویؒ نے یہ بات ارشاد فرمائی کہ اللہ تعالی نے تمہارے ساتھ میرا جو تعلق قائم فرمایا ہے، میری تم سے جو شادی ہوئی ہے، اس میں مجھے تربیت کا مقام دیا ہے اور تم کو اطاعت کا مقام دیا ہے، اس تمہیدی بات کے بعد حضرت نانوتویؒ نے اہم بات ارشاد فرمائی کہ اگر تم کو میں کسی بات کا حکم دوں، جس میں تمہارا ہی نفع ہو، تمہارا ہی فائدہ ہو تو کیا تم مجھ پر بھروسہ اور اعتماد کروگی، کیا تم کو مجھ پر اعتماد اور بھروسہ ہوگا؟ ب حضرت نانوتویؒ کی طرف سے یہ پہلا سوال ہوا تو حضرت نانوتویؒ کی اہلیہ نئی نویلی، بھولی بھالی دلہن خاموش رہی، کوئی جواب نہیں دیا، جب حضرت نانوتویؒ نے جواب کے لئے بار بار اصرار کیا تو اس پر دلہن نے جواب میں کہا، مجھے آپ پر پورا اعتماد اور بھروسہ ہے، جب یہ جواب مل گیا تو حضرت نانوتویؒ کی طرف سے ایک عجیب بات آئی کہ جس کو سوچتے ہیں دل کانپ جاتا ہے

، اسلئے کہ عورتوں کو زیورات کے ساتھ بہت ہی زیادہ محبت ہوتی ہے،، خود اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

اَوَمَنْ یُّنَشَّؤُا فِی الْحِلْیَةِ وَ هُوَ فِی الْخِصَامِ غَیْرُ مُبِیْنٍ. (پارہ ۲۵ / سورۃ زخرف / آیت ۱۸)

ترجمہ: کیا وہ بچی جو پرورش پاتی ہے زیور میں اور آپس کے جھگڑے میں وہ صاف بول نہیں سکتی۔

جب حضرت نانوتویؒ کی اہلیہ نے حضرت پر پورا اعتماد اور بھروسہ کیا تو یہ نوجوان دولہا حضرت نانوتویؒ اپنی دلہن سے کہہ رہے ہیں کہ اچھا تب زیورات اتار کر مجھے دے دو ، پھر آگے ایک اور بات ارشاد فرمائی، جتنے کپڑے اور برتن تمہارے پاس ہیں ان پر بھی مجھے اختیار دے دو، اتنے بڑے مطالبہ پر نئی نویلی دلہن نے بغیر ہچکچائے ہوئے فوراً عرض کیا ، میرے شوہر آپ کو پورے پورا اختیار ہے، اس وقت خود حضرت نانوتویؒ کی عمر تقریباً ۲۱/۲۲ سال کی تھی، جب رخصتی کی صبح ہوئی تو تمام زیورات اور تمام کپڑوں کے جوڑے اور تمام برتن جو اس زمانہ میں ہزاروں روپیہ کا سامان تھا، اور آج کے دور میں تو اس کا حساب ہی نہیں لگا سکتے کہ اتنی بڑی دولت ہوگی، وہ سب کا سب سلطانی چندے میں جمع کرادیا۔

اس زمانہ میں تقریباً ۱۸۵۳ء میں روس اور ترکیوں کے درمیان میں جو جنگ ہو رہی تھی اس میں خلافت کو مضبوط کرنے کے لئے اور خلافت کو بچانے کے لئے اتنا بڑا مال چندے میں جمع کرادیا۔

اس کی برکت سے ہوا یہ کہ دیو بند کے بہت بڑے مالدار کی بیٹی نانوتہ کے ایک فقیر

کی صحیح معنی میں رفیقۂ حیات Life partner بن گئی، حضرت نانوتویؒ کی جوانی اور اس میں بھی ابھی ایک رات ساتھ رہنا نصیب ہوا، اس میں بھی ایک مالدار کی لڑکی کو کتنی بڑی ترقی نصیب ہورہی ہے کہ وہ لڑکی اس قیمتی مال سے صرف باہر کی دنیا میں ہی خالی نہیں ہوئی؛ بلکہ ایک اللہ تعالی کے ولی کی صحبت کی برکت سے دل سے بھی ان تمام چیزوں کی محبت نکل گئی۔

یہ واقعہ حضرت نانوتویؒ کی کرامت تھی، حضرت شاہ فضل الرحمٰن صاحب فرمایا کرتے تھے کہ مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کو بہت کم عمری میں ولایت مل گئی تھی، بہت چھوٹی عمر میں آپ اللہ تعالی کے ولی بن گئے تھے، اور یہ واقعہ آپ کے ولی ہونے کی بہت بڑی دلیل ہے، کہ جوانی کی عمر میں جب اس طرح کے قیمتی سامان کی لالچ اور ضرورت ہوتی ہے تب اتنا قیمتی سامان بغیر مانگے ہوئے سسرال سے آیا تو بڑی ہمت کرکے ان سب کو ٹھکرا کر کے اسلام کی حفاظت کے لئے ان سب کو خیرات کردیا۔

میری دینی بہنو! قصہ ابھی یہاں پورا نہیں ہوا، جب حضرت نانوتویؒ کی بیوی نانوتہ اپنے سسرال سے دیوبند اپنے والد کے گھر رخصتی کے بعد پہلی مرتبہ آئی تو حضرت نانوتویؒ کی اہلیہ خود فرماتی ہے کہ مالدار ابا جان نے میرے ہاتھ، پاؤں، کان، ناک خالی دیکھے اور بدن پر قیمتی کپڑے بھی نہیں تھے، تو والد صاحب نے پوچھا کہ بیٹی! زیورات کا کیا ہوا، تو بیٹی نے پورا واقعہ صحیح صحیح سنادیا، تو اس پر حضرت نانوتویؒ کے خسر زبان سے کچھ نہیں بولے، دل میں خیال آیا ہوا ہوگا کہ میری بیٹی رشتہ داروں کے سامنے زیورات کے بغیر ننگی بنی ہوئی کب تک رہے گی، اللہ تعالی کے فضل لڑکی کے والد کے پاس کسی قسم کی تنگی بھی نہیں تھی، تو لڑکی کے والد شیخ کرامت علی صاحب نے پھر سے زیورات، برتن، کپڑے تیار کروائے اور

جب دوسری مرتبہ والد صاحب کے مکان سے دلہن سسرال جانے کے لئے روانہ ہوئی، اس موقع کے لئے خود حضرت نانوتویؒ کی اہلیہ کے الفاظ ہے کہ میں لد پھند کر دوبارہ سسرال پہنچی، دن تو کسی طرح گزر گیا، جب رات ہوئی اور حضرت نانوتویؒ اپنی اہلیہ کے پاس تشریف لائے تو آخرت کی ترغیب دینا شروع کردی اور کل کی تیاری کے لئے آج کا اختیار اپنے ہاتھ میں لینے کی چاہت ظاہر کی، اہلیہ محترمہ پہلے ہی حضرت کو اختیار دے چکی تھی، اس کو واپس لینے کا تو کوئی سوال ہی نہیں ہوتا تھا، پھر سے اہلیہ نے کہا آپ پورے پورے مختار ہو، جب صبح ہوئی تو زیورات، برتن، کپڑے، پورا سامان پھر سے دوسری مرتبہ، اسلامی خلافت کے لئے ترکیوں کے چندے میں جمع کروادیا۔

خود حضرت نانوتویؒ کی اہلیہ فرماتی ہیں کہ اس دوسری مرتبہ جو آپ نے سارا سامان چندے میں دلوادیا، تو اس کی برکت سے روپیہ، پیسہ، زیورات کی محبت میرے دل سے قطعاً نکل گئی بلکہ ان چیزوں کی نفرت میرے دل میں پیدا ہوگئی، پھر زندگی بھر کبھی میں نے زیور نہیں بنوایا، اور کبھی بھی قیمتی لباس پہننے کی دل میں ہوس اور آرزو پیدا نہیں ہوئی۔

اس واقعہ میں حضرت نانوتویؒ کی اہلیہ کی کتنی عجیب قربانی ہمارے سامنے ہے کہ کہ عورت کو زیورات اور عمدہ کپڑوں سے کتنی محبت ہوتی ہے، لیکن اسلامی خلافت کی حفاظت کے خاطر آپ نے ان تمام چیزوں کی قربانی دے دی، اور اپنے شوہر کے سامنے زندگی بھر کبھی بھی ایک لفظ نہیں بولی، اور حضرت نانوتویؒ کی حالت دیکھئے کہ اپنی اہلیہ کو سمجھا کر سادگی والی زندگی کے لئے کیسے تیار کرلیا، اس دو مرتبہ کے واقعات کے بعد بھی جب بھی آپ کی اہلیہ دیوبند جاتی تو ابا شیخ کرامت علی صاحب وقتاً فوقتاً اپنی بیٹی کو کچھ نہ کچھ زیور ضرور دیا

کرتے تھے،لیکن حالت یہ ہوتی کہ جب نانوتہ حضرتؒ کے گھر مہمان آجاتے اور حضرت نانوتویؒ کے والدین غریب تھے،مہمانوں کی مہمان نوازی کے لئے خرچے میں مشکلی ہوتی تو حضرت نانوتویؒ اپنی بیوی سے اجازت لی اور زیورات بیچے اور والدین کی مشکلی میں مدد کرنے میں اس رقم کو پیش کردی کبھی ایسا بھی ہوا کہ حضرت نانوتویؒ کے ایک چاہنے والے نے ایک قیمتی چادر اور ایک زیور حضرت نانوتویؒ کی خدمت میں پیش کیا کہ یہ آپ کی اہلیہ کے واسطے ہے،آپ میرا ہدیہ اہلیہ محترمہ کو پہنچادے،حضرت نانوتویؒ گھر تشریف لائے اور اپنی بیوی کے سامنے دونوں چیز پیش کرنے لگے،اور فرمایا:حقیقت تو ایسی ہے کہ چادر اور زیور سے دل ضرور خوش ہوتا ہے؛لیکن چند دن کے استعمال سے یہ دونوں چیزیں خراب ہوجائیں گی،پھر حضرتؒ نے ارشاد فرمایا:اس طرح کی ریشمی چادر سے جو کام ہوگا،وہ لٹھے کی سفید چادر سے بھی ہوجائے گا،لٹھا اس زمانہ میں بہت سستے قسم کا کپڑا تھا،جو بہت معمولی اور ہلکا سمجھا جاتا تھا،پھر حضرت نانوتویؒ نے فرمایا کہ تمہاری یہ قیمتی چادر اور قیمتی زیور اگر خراب ہونے سے بچانا چاہتی ہو،تو یہ دونوں چیزیں اس اللہ تعالی کی حفاظت میں دےدو،جس کی حفاظت میں پہنچنے والی چیزیں کبھی خراب نہیں ہوتیں،یعنی کسی غریب،مسکین کو یہ دونوں چیزیں دےدو،پھر حضرت نانوتویؒ نے یہ بات ارشاد فرمائی کہ اللہ تعالی اس کے بدلے میں تم کو ہمیشہ باقی رہنے والا لباس اور زیور عطا فرمائیں گے،یعنی جنت میں یہ سب چیزیں ملے گی،چنانچہ حضرت نانوتویؒ کی اہلیہ نے فوراً دونوں چیزیں اللہ تعالی کے راستہ میں دےدی اور دل میں میل تک نہیں آیا،بعض مرتبہ تو ایسا ہوتا کہ بعض محبت رکھنے والے،آپ کی بیوی کے واسطے قیمتی کپڑے اور زیور بنا کر بھیجتے اور حضرت نانوتویؒ مسکینوں کو

دے دیا کرتے تھے، اور بیوی صاحبہ کو خبر بھی نہیں کیا کرتے تھے، اس میں حضرت نانوتویؒ کی اہلیہ کا عجیب وغریب جذبہ ہمارے سامنے آتا ہے، کہ بغیر کسی جھجک کے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے اور اپنے شوہر کو خوش کرنے کے لئے سب کچھ اللہ تعالیٰ کے نام پر قربان کر دیا۔

حضرتؒ کی اہلیہ کی آپ سے محبت

کیسی محبت بھری یہ میاں بیوی کی زندگی تھی، جس میں ایسا لگتا تھا کہ آسمان کی جنت اسی دنیا کی زندگی میں تھوڑی دیر کے لئے حضرت نانوتویؒ کے گھر میں اتر آئی تھی، حضرت نانوتویؒ کی اہلیہ ایک مالدار گھرانے کی بیٹی تھی، حضرت نانوتویؒ کی خدمت کے ساتھ ساتھ حضرتؒ کے ماں باپ کی خدمت میں بھی بہت تکلیف اٹھاتی تھی، اس میں کبھی کبھار ساس اور بہو میں کچھ ہلکی سی بات پیش آتی تو حضرت نانوتویؒ ایک عجیب انداز میں اپنی بیوی کو تنبیہ فرماتے، حضرت نانوتویؒ کی عادت تھی کہ رات کو سوتے وقت گائے کا دودھ استعمال کرتے تھے، جب حضرت نانوتویؒ عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر کے گھر تشریف لاتے اور مکان کے اوپر والے حصہ میں تشریف لے جاتے تو اہلیہ محترمہ دودھ کا پیالہ لے کر پہنچ جاتی اور حضرت نانوتویؒ کا معاملہ ایسا تھا کہ اگر دودھ کے لئے اہلیہ کا انتظار کرتے تو اہلیہ سمجھ جاتی کہ حضرتؒ مجھ سے خوش ہے اور اگر انتظار کئے بغیر نفل نماز شروع کر دیتے تو یہ نشانی تھی کہ اہلیہ سے ناراض ہے، کبھی کبھی ایسا ہوتا تھا کہ حضرتؒ پوری پوری رات نفل نماز میں گزار دیتے اور اہلیہ محترمہ فرماتی ہے کہ میں پوری رات دودھ کا پیالہ لے کر کے گزار دیتی۔

حضرتؒ کی صحبت کی برکت

بس! حضرت نانوتویؒ کی صحبت کی برکت ہوئی کہ آپ کی زندگی بالکل اونچے درجہ

کے تقوی والی بن گئی، گھریلو کام کاج میں مشغول ہوتی اور کسی بھی نماز کی جب اذان ہوتی اور مؤذن صاحب حی علی الصلاۃ پر پہنچتے، تو آپ کی اہلیہ تمام کاموں کو چھوڑ کر کے اس طرح اٹھ جاتی تھی کہ اس کام سے کوئی واسطہ ہی نہیں، ہر چیز سے بالکل بے گانا ہو جاتی تھی، فرض کے علاوہ سنت ونوافل کی بھی بڑی پابند تھی، فجر کی نماز کے بعد سر اور منہ پر اپنا دو پٹہ ڈال کر ہلکی ہلکی ضرب سے ذکر کیا کرتی تھی، ٹھنڈی ہو کہ گرمی ہو آندھی ہو کہ بارش ہو اس میں بال برابر بھی فرق نہیں آتا تھا۔

جب عورتوں میں ایسے ایثار اور قربانی کے پاکیزہ جذبات ہوتے ہیں، تو اللہ تعالی ان کے گھرانے سے ایسی اولاد پیدا فرماتے ہیں، جو اپنے دور کے مجدد ہوا کرتے ہیں۔

حضرت نانوتویؒ کے پوتے حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ فرماتے ہیں کہ جب میں نے مشکوۃ شریف اور اس کے بعد دوسرے سال مسلم شریف پڑھنا شروع کیا تو سبق پڑھ کر جب میں واپس گھر آتا اور سبق کی پوری تقریر اپنی دادی صاحبہ کو سنایا کرتا تھا، کون دادی صاحبہ حضرت نانوتویؒ کی خوش نصیب بیوی جن کا واقعہ ابھی ہم سن رہے ہیں، خود حضرت قاری محمد طیبؒ فرماتے ہیں کہ جتنی دیر میں نبی کریم ﷺ کی حدیثوں کا ترجمہ اور مطلب بیان کرتا رہتا دادی صاحبہ کی آنکھوں سے آنسو مسلسل جاری رہتے تھے۔

حضرتؒ کی اہلیہ کا مقام

اللہ تعالی نے اس نیک خاتون کو عزت کا بڑا مقام دنیا میں بھی عطا کیا کہ کسی بھی دلہن کی شادی ہوتی تو حضرت نانوتویؒ کی اہلیہ کے پاس اس دلہن کے سر پر ہاتھ رکھوایا جاتا اور جب کبھی کوئی کھانا تقسیم کرنا ہوتا تو حضرتؒ کی اہلیہ سے ہی شروع کرواتے تھے، پھر آگے

چل کر اللہ تعالیٰ نے عزت کا وہ مقام عطا فرمایا کہ حضرت نانوتویؒ کی اہلیہ بہت سی مرتبہ شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندیؒ، مولانا مرتضیٰ حسن صاحبؒ ایسے بڑے بڑے حضرات کو دروازے پر بلا کر ڈانٹ دیتی تھی، اور یہ سب بڑے حضرات ان کے سامنے چوں بھی نہ کرتے تھے، بلکہ خوشی خوشی ان کی ناراضگی کو سن کر کے اپنی ترقی سمجھتے تھے۔

اس واقعہ میں ہماری دینی بہنوں کو بہت بڑی نصیحت ہے کہ دارالعلوم دیوبند جس کا فیض آج پوری دنیا میں ہے، اس کے بانیوں میں سے ایک حضرت نانوتویؒ اور ان کے گھر کا کیسا نورانی اور پاکیزہ ماحول تھا، اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ایسے پاکیزہ جذبات عطا فرمائیں۔

میری دینی بہنو! جب عورتوں میں ایسے جذبات ہوتے ہیں تو اللہ ان کے پیٹ سے ایسی اولاد پیدا فرماتے ہیں، جن کا علم ساری دنیا میں پہونچتا ہے، مولانا قاسم صاحب نانوتویؒ اور ان کی اولاد سے اللہ تعالیٰ نے دارالعلوم دیوبند کی خدمت لی، اور پوری دنیا میں یہ مدرسہ چمکا، اور ساری دنیا میں اس کا علمی، روحانی فیض پہونچا، اللہ ہماری دینی بہنوں کو ایسے پاکیزہ اور مبارک جذبات عطا فرمائے، کیسی وہ قربانی دینے والی عورتیں تھیں۔

﴿حضرت لیاؔ کی خدمت﴾

حضرتِ ایوب علیہ الصلاۃ والسلام کی بیوی حضرتِ لیا جب ایسے دکھ اور پریشانی کے دن آئے، کھانے کے لیے کوئی چیز نہیں، جیسا کہ میں نے کل بتایا تھا، دوا کے لیے بھی پیسے باقی نہیں رہے، علاج کے پیسے بھی نہیں رہے، تو وہ عورت لوگوں کے گھروں پر مزدوری کرنے جاتی تھی، کام کرنے جاتی تھی، ذرا سی دیر کے لیے سوچو کہ ایک بادشاہ کی بیٹی، ایک نبی کی بیٹی اور ۷۰ سال تک ایک مالدار کی بیوی، اور آج زندگی کے اندر خراب دن آئے،

پریشانی کے دن آئے تو وہ خود کام کرنے کے لیے جاتی؛ چوں کہ شوہر بیمار ہے، کمزور ہے، بستر کے اوپر ہے، مال بھی ختم ہو گیا، کیا کرتی وہ؟ تو وہ عورت لوگوں کے گھروں پر کام کرنے جاتی، مزدوری کرنے جاتی، اور مزدوری کر کے جو پیسے ملتے اس پیسے سے روٹی خرید کر کے لاتی، اور روٹی لا کر کے اپنے بیمار شوہر کو کھلاتی، خود بھی کھاتی اور پھر اپنے شوہر کی خدمت میں لگ جاتی۔

میری دینی بہنو! خدائے پاک کی قسم! اس عورت نے کئی سال تک محنت، مزدوری، لوگوں کے گھر کا کام کیا، اور کام کر کے پیسے کما کر لا کر کے اپنے شوہر کو بھی کھلایا، شوہر کی بھی دوا کی، اپنا گزران بھی چلایا، اور خود بھی اپنے شوہر کی برابر خدمت کرتی رہی، سبحان اللہ!!! حضرت لیا کتنے اونچے اعلیٰ درجے کی عورت ہوگی۔

حضرت یوسف علیہ السلام کا حسن

ایک وقت کی بات مفسرین نے عجیب نقل کی ہے کہ ایک دن بہت سخت حالات آئے، بہت مصیبت، ایسی مصیبت کہ اس دن ایک روٹی بھی کھانے کے لیے نہیں تھی، ایسے سخت اور کڑوے دن آئے، اب بے چاری کیا کرتی؟ اب میری دینی بہنو! ذرا سی دیر کے لیے سوچو کہ حضرتِ یوسف علیہ والسلام تو بہت خوبصورت اللہ کے نبی تھے، بہت خوبصورت تھے، معراج کی حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ساری دنیا کو جو حسن عطا فرمایا اس کا آدھا حسن اور خوبصورتی حضرتِ یوسف علیہ السلام کو عطا فرمائی تھی، اتنے خوبصورت حضرتِ یوسف علیہ السلام تو ان کی بیٹی حضرتِ لیا کتنی خوبصورت ہوگی؟ اور ماں زلیخا وہ بھی بہت خوبصورت تھی، تو ماں بھی خوبصورت باپ بھی خوبصورت تو حضرتِ لیا بہت خوبصورت

عورت تھی۔

﴿غریبی میں بال بھی بیچنے پڑے﴾

مفسرین نقل فرماتے ہیں کہ حضرتِ لیا کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بڑے خوبصورت لمبے لمبے بال دیئے گئے تھے، وہ جوان کے لمبے اور خوبصورت بال تھے تو اس زمانے کی کسی بادشاہ کی بیٹی نے حضرتِ لیا کے بال دیکھے، چوں کہ یہ بے چاری لوگوں کے گھروں پر کام کرنے کے لیے جاتی تھی، مزدوری کرنے جاتی تھی، تو کسی بادشاہ کی لڑکی نے حضرتِ لیا کے خوبصورت بال دیکھے، تو وہ حضرتِ لیا کو کہنے لگی کہ لیا تمہاری یہ چوٹیاں، تمہارے یہ لمبے لمبے خوبصورت بال بہت پیارے اور بہت اچھے لگتے ہیں، تو کاٹ کر کے یہ بال مجھے بیچ دے، میں تجھے اتنے پیسے دوں گی، حضرتِ لیا اس کے لیے تیار نہیں ہوئی، لیکن زندگی میں ایک بڑا مصیبت کا دن آیا کہ جس دن ایک روٹی بھی کھانے کے لیے نہیں تھی، سبحان اللہ!!! کیسی وہ وفادار عورت ہوگی کہ حضرتِ لیا اس بادشاہ کی بیٹی کے پاس گئی، اور جا کر کے اپنی لمبی لمبی خوبصورت چوٹیاں کاٹ کر کے اس کو بیچ دی، اور بیچ کر کے اس سے ایک روٹی خرید کر کے لائی، اور لا کر کے اس نے شوہر کھلائی۔

﴿بدن کا کوئی حصہ بیچنا جائز نہیں﴾

میری دینی بہنو! اندازہ لگاؤ کہ حضرتِ لیّا اپنے شوہر کی کیسی وفادار عورت ہوگی، یہ تو میں اُس شریعت کی بات کر رہا ہوں، اِس امت میں اس طرح جائز نہیں ہے کہ اپنے بدن میں سے کوئی چیز بیچ کر کے پیسے کمائے، مثلاً اپنا خون بیچنا یا اپنے بدن میں سے کڈنی بیچنا، اس طرح کی کوئی چیز بیچنا شریعت میں جائز نہیں ہے، ہاں کوئی آدمی مجبور ہو، پریشان ہو، کوئی

راستہ نہ ہو تو اس کو ہدیہ میں خون دے سکتے ہیں، بیچنا ہماری شریعت میں جائز نہیں ہے، لیکن آپ اندازہ لگاؤ کہ حضرتِ لیّا کے جذبات کیسے ہیں؟ کہ جب کوئی چیز نہیں ملی تو اس بیچاری نے مجبوری میں بال کاٹ کر کے اس بادشاہ کی بیٹی کو بیچ دیئے، اور اس بادشاہ کی بیٹی نے اپنے بالوں میں حضرت لیّا کے بال باندھ کر کے اپنے سر کے بال لمبے کر کے اس کو اپنی زینت اور خوبصورت میں استعمال کیا، کیسی وفادار عورت ہوگی، یہاں رُک کر کے ایک مسئلہ بھی سمجھ لینا چاہیے، اور فطرت کی بات بھی سمجھ لینی چاہیے کہ عورتوں کے بالوں کی خوبصورتی چوٹیوں میں ہے کہ بال لمبے ہو اور چوٹیاں ہوں، اس میں عورتوں کے بال کی خوبصورتی ہے۔

﴿بال کٹوانا درست نہیں ہے﴾

میری دینی بہنو! بالوں کو کٹوانا، کٹوا کر کے اس کو چھوٹے کروا دینا یہ عورتوں کے بالوں کی خوبصورتی نہیں ہے، یہ تو ویسٹرن کلچر ہے، مغربی تہذیب ہے، یہ اسلامی اور دینی کلچر نہیں ہے، جو نیچرل کلچر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہم کو ملا جو اسلامک کلچر ہم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملا، وہ یہی ہے کہ عورتوں کے بال لمبے ہو اور اس میں چوٹیاں بندھی ہوئی ہوں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانے میں عورتوں میں چوٹیاں بنانے کا رواج تھا۔

میری دینی بہنو! یہی چیز تمہاری زندگی میں ہونی چاہیے، یہ بال کو کٹوانا، بال کو چھوٹے کروا دینا یہ ہماری شریعت کی تعلیم نہیں ہے، اور میں پہلے بھی بتلا چکا ہوں کہ ہماری بعض بہنیں اپنی بچیوں کے بھی بال کٹواتی ہیں، ہماری شریعت میں اس کی اجازت نہیں ہے، بہر حال اٹھارہ سال مصیبت میں گزرے، پریشانی میں گزرے، یہ عورت بیچاری محنت کر کے اپنے شوہر کو کھلاتی ہے، اپنا گزران چلاتی ہے، ایک دن ایسا ہوا کہ شیطان ایک ڈاکٹر کی شکل

میں آیا، طبیب کی شکل میں آیا اور حضرتِ لیّا کے سامنے آ کر کے کھڑا ہو گیا۔

﴿شیطان کا حضرت لیّا کو بہکانا﴾

حضرتِ ایوب علیہ السلام کی بیوی حضرتِ لیّا بے چاری کہیں کام کرنے کے لیے گئی ہوئی تھی، وہ شیطان ایک ڈاکٹر کی شکل میں آیا، حضرتِ لیّا نے پہچانا نہیں کہ یہ شیطان ہے تو حضرتِ لیّا نے کیوں کہ اپنے شوہر کی بیماری سے بہت پریشان تھی، تو اس نے کھڑے ہو کر کے اس ڈاکٹر سے کہا: ڈاکٹر صاحب! میرے شوہر بہت سالوں سے بیمار ہے، بہت پریشان ہے، آپ ان کے لیے کوئی دوا کر دیجئے، وہ تو حقیقت میں شیطان تھا، شیطان نے سمجھا کہ عورت مجبوری میں ہے، تکلیف میں ہے، تو شیطان کمبخت نے غلط فائدہ اٹھا کر کے کہا کہ اچھا میں تمہارے شوہر کی دوا کروں گا، علاج کروں گا؛ لیکن میری ایک شرط رہے گی، اور وہ شرط یہ رہے گی کہ میں دوا کروں، تمہارے شوہر اچھے ہو جاوے تو تم زبان سے اتنی بات کہہ دینا کہ اس ڈاکٹر کی وجہ سے میرے شوہر کو شفا ہو گئی، اس ڈاکٹر کی دوا نے میرے شوہر کو اچھا کر دیا، تندرست کر دیا، بس اتنی بات تم اپنی زبان سے کہہ دینا، باقی مجھے کوئی فیس نہیں چاہیے، مجھے کوئی پیسے نہیں چاہیے، بے چاری حضرتِ لیّا دکھ کے دنوں میں تھی، فوراً اس کی بات قبول کر لی، کہ ٹھیک ہے میرے شوہر کی دوا کرو، علاج کرو، جب میرے شوہر اچھے ہو جائیں گے تو میں لوگوں کو یہی کہوں گی کہ اس ڈاکٹر صاحب کی دوا نے میرے شوہر کو شفا دے دی، اور میرے شوہر اس کی دوا سے اچھے ہو گئے، میں سب سے یہی بات کہوں گی، اللہ پاک کی شان حضرتِ لیّا نے کہنے تو کہہ دیا لیکن پھر گھر پر آئی تو حضرتِ ایوب علیہ السلام سے ملاقات کی، اپنے شوہر کو بتلایا کہ آج ایک ڈاکٹر صاحب سے ملاقات ہوئی، اور میں نے اس ڈاکٹر

صاحب سے درخواست کی ہے کہ وہ تمہاری دوا کرے، تمہارا علاج کرے، تو ڈاکٹر صاحب نے یہ شرط لگائی کہ میں دوا کروں گا اور علاج کروں گا تو تمہارے شوہر کو شفا ہو جائے تو تم زبان سے اتنا کہہ دینا کہ اس ڈاکٹر کی دوا سے مجھے شفا ہو گئی ہے، یہ شرط انہوں نے لگائی ہے، حضرتِ ایوب علیہ السلام نے پوچھا اپنی بیوی سے کہ تم نے شرط منظور کر لی، تو کہا: ہاں! میں نے شرط منظور کر لی، میں نے وعدہ کر لیا کہ جب میرے شوہر اچھے ہو جائیں گے تو میں لوگوں کو کہوں گی کہ ہاں اس ڈاکٹر کی دوا نے میرے شوہر کو اچھا کر دیا۔

﴿نبیوں کی ایمانی غیرت﴾

جب یہ بات سنی تو حضرتِ ایوب علیہ الصلاۃ والسلام بیمار تھے، اتنی بھاری بیماری میں ہے؛ لیکن اچانک جلال اور غصّے میں آ گئے، غصہ اس بات پر آیا کہ تو نے شیطان کے سامنے کیسی بات کہہ دی، اسلئے کہ وہ ڈاکٹر نہیں تھا، وہ تو شیطان تھا جو ڈاکٹر کی شکل میں آیا تھا، اور تو نے اس کو ایسی بات کہہ دی کہ میں اپنی زبان سے یہ کہوں گی کہ اس ڈاکٹر نے شفا دے دی، یہ تیری بات ظاہراً شرک ہے، اگرچہ حقیقت میں شرک نہ ہو؛ کیوں کہ شفا دینے والے تو اللہ ہے، قرآن میں اللہ نے یہ عقیدہ سکھلایا ﴿وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ﴾ جب میں بیمار ہوتا ہوں تو میرے اللہ مجھے شفا دیتے ہیں، تو حقیقت میں شفا دینے والے اللہ ہے، ڈاکٹر کی دوا تو ایک ذریعہ بنتی ہے، لیکن شیطان حضرتِ ایوب علیہ السلام کی بیوی سے حضرتِ لیّا سے ظاہر میں ایک شرک کی بات بلوانا چاہتا تھا کہ تم یہ کہہ دینا کہ اس ڈاکٹر کی دوا نے شفا دے دی، حالاں کہ شفا دینے والے تو اللہ ہے، اس بات پر حضرتِ ایوب علیہ السلام کو بہت غصہ آیا کہ میری بیماری کی وجہ سے شیطان کو اتنی ہمت ہو گئی کہ وہ میری بیوی سے ایسی بات

بلوائے جو شرک معلوم ہوتی ہو، تو اس غصہ میں افسوس میں انہوں نے قسم کھالی اور قسم کھا کر کے کہہ دیا کہ جب میں تندرست ہو جاؤں گا تو اللہ پاک کی قسم! میں تجھے ۱۰۰؍ سپاٹے (کوڑے) ماروں گا۔

﴿نبیوں کو شرک سے بے انتہاء نفرت ہوتی ہے﴾

میری دینی بہنو! اللہ کے نبی کیسے ہوتے ہیں، کہ جس بیوی نے ۱۸؍ برس خدمت کی، جس بیوی نے محنت مزدوری کر کے روٹی کھلائی، سارے رشتے دار بھاگ گئے، اولاد مر گئی، ایک بیوی وفادار نکلی، لیکن جب بیوی کی زبان سے ظاہراً شرک جیسی بات نکلی، جب غلط بات نکلی تو اللہ کے نبی کو اللہ کے واسطے، توحید کے واسطے اتنا غصہ آیا کہ اس وفادار بیوی کو ۱۰۰؍ سپاٹے مارنے کی قسم کھالی، نبیوں کو اپنے گھر والوں کے بارے میں اللہ کی توحید، اللہ کا ایک ہونا، اللہ کی قدرت اس کا کتنا بڑا فکر ہوتا ہے کہ میری بیوی، میری اولاد ایک اللہ کی عبادت اور ایک اللہ کی قدرت کی بات بولے، کسی اور کی بات نہ بولے۔

﴿نبی کی بیوی کیسی وفادار ہوتی ہے﴾

بیوی بھی کیسی وفادار بیوی کہ ۱۸؍ برس سے خدمت کر رہی ہے؛ لیکن سامنے ایک لفظ نہ بولی کہ میں آپ کی خدمت کرتی ہوں اور آپ مارنے کی بات کرتے ہو، میں محنت کر کے لا کے کھلاتی ہوں، اور آپ مجھے مارنے کی قسم کھاتے ہو۔

ایک لفظ اس بیوی نے اپنی زبان سے نہیں نکالا، کیسی وفادار ہوگی، اور ایسا بھی نہ کہا کہ تم مجھے مارنے کی قسم کھاتے ہو، جاؤ میں آج سے تمہاری خدمت نہ

کروں گی، آج سے میں کام کرنے نہیں جاؤں گی، تم کو روٹی نہیں کھلاؤں گی، ایسی کوئی بات اس بیوی نے نہیں کہی، صبر کے ساتھ اسی طریقے سے جیسے پہلے خدمت کرتی تھی حضرتِ ایوب علیہ السلام کی وہ بیوی برابر خدمت کرتی رہی، سبحان اللہ! کیسی وفادار عورت ہوگی؟ کیسی جذبات والی صبر کرنے والی عورت ہوگی؟ کہ شوہر مارنے کی قسم کھارہا ہے، اس کے باوجود بھی وہ عورت برابر خدمت کررہی ہے، اللہ اللہ! جب بیوی ایسی خدمت گزار، صبر کرنے والی ہوتی ہے تو ہی تو اللہ تعالیٰ ان کی باتوں کو قرآن میں بیان فرماتے ہیں، قرآن میں اللہ ان کا ذکر کرتے ہیں، اور قیامت تک آنے والے انسانوں کے لیے اللہ ان کو نمونہ بناتے ہیں۔

حضرت ایوب علیہ السلام کی دعاء

جب یہ حالات ہوئے، بہت سال ہوگئے تو پھر ایک دن حضرتِ لیا نے پھر درخواست کی حضرتِ ایوب علیہ الصلاۃ والسلام سے، اے اللہ کے نبی! اب تو آپ دعا کردو کہ اللہ تعالیٰ ہماری مصیبت کو دور کردیوے، بہت تکلیف اٹھائی، برسوں کے برس ہوگئے اب تو آپ اللہ کے سامنے دعا کردو، کہ اللہ ہماری تکلیف کو دور کردیوے، حضرتِ ایوب علیہ السلام نے دیکھا کہ بہت سال گزر گئے، برسوں کے برس نکل گئے اور میری بیوی اتنی محنت ومزدوری کرتی ہے، اتنی خدمت کرتی ہے تو اب ان کے دل میں ارادہ ہوا کہ میں اپنے اللہ کے سامنے دعا کروں، اور دعا کرنے کی ایک بڑی وجہ یہ بھی تھی کہ شیطان ان کی بیوی کو ایسی بات بلوا رہا تھا، حضرت نے سوچا کہ یہ تو میری بیماری کا غلط فائدہ شیطان اٹھا رہا ہے، اور میری بیوی سے شرک جیسی بات بلوا رہا ہے، اس لیے اب حضرتِ ایوب علیہ الصلاۃ

والسلام نے اللہ کی بارگاہ میں دعا کی نیت کر لی، چناں چہ اللہ تعالیٰ کے سامنے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے، اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا کو قرآن میں نقل فرمایا:

وَأَيُّوبَ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ. (پارہ ۱۷/ سورۂ انبیاء/ آیت ۸۳)

اور حضرتِ ایوب کی بات کو دھیان سے سنو! جب انہوں نے اپنے رب کے سامنے دعا مانگی: ﴿أَنِّي مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ﴾ اے میرے اللہ! مجھے بہت تکلیف پہنچی ہے، تکلیف سہن کرتے کرتے سالوں کے سال ہو گئے، میرا پورا بدن بیمار ہے، پورے بدن میں بیماریاں لگ گئی، کھانا بھی ختم ہو گیا، مال بھی ختم ہو گیا، دولت بھی ختم ہو گئی، اور میری اولاد بھی مر گئی، رشتہ دار بھی غدار بن گئے، سب دور بھاگ گئے، ایک میری بے چاری بیوی کام کرتی ہے، اس سے بھی شیطان گندی گندی باتیں بلوانے کی نیت رکھتا ہے، اے اللہ! اب تو تو میری تکلیف کو دور فرما۔

﴿تکلیف دور کرنے کی دعاء﴾

میری دینی بہنو! اس چھوٹی سی دعا کو یاد کر لو، بہت پیاری اور پاور فول دعا ہے، جب کوئی بھی تکلیف پہنچے، بیماری آوے، شوہر ناراض ہو جائے، اولاد نافرمان بن جاوے، کوئی بھی تکلیف آوے، حضرتِ ایوب علیہ السلام کی دعا جو قرآن میں آئی ہے، تکلیف اور مصیبت کو دور کرنے کے واسطے بڑی پاور فول دعا ہے، ہر نماز کے بعد سات مرتبہ، گیارہ مرتبہ، اکیس مرتبہ، اکتالیس مرتبہ جتنا ہو سکے اللہ تعالیٰ کے سامنے دعا مانگو اپنی تکلیف کی نیت کر کے، انشاء اللہ اللہ تعالیٰ بڑی سے بڑی تکلیف کو اپنے فضل و کرم سے دور فرما دیں گے۔

یہ وہ دعا ہے کہ اس دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام اور ان کی بیوی کی تکلیف کو دور کیا ہے۔

آج بھی جو ایمان والا اخلاص کے ساتھ اس دعا کو مانگے گا، اللہ تعالیٰ ان کی تکلیف کو انشاء اللہ تعالیٰ دور فرمادیں گے۔

﴿حضرت ایوب علیہ السلام کی تکلیف کیسے دور ہوئی؟﴾

چناں چہ دعا قبول ہوگئی، اور عجیب طریقے سے اللہ نے دعا قبول فرمائی، ہوا ایسا کہ حضرتِ ایوب علیہ السلام تو بستی کے باہر گاؤں کے باہر جہاں لوگوں کا کچرا ڈالا جاتا ہے، وہاں بیٹھے ہوئے تھے، ان کی بیوی ان کو وہاں رکھ کر کے کسی کے گھر پر کام کرنے کے لیے گئی ہوئی تھی، بیوی کام پر گئی ہے، یہاں حضرت ایوب علیہ السلام اکیلے بیٹھے ہیں، پورے بدن میں بیماری کی وجہ سے بالکل کمزور بیٹھے ہیں،۔

﴿حضرت ایوب علیہ السلام کو شفاء﴾

اتنے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم آیا، حضرتِ جبرئیل آئے، اور حضرتِ جبرئیل امین نے آکر کے فرمایا:

اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ هٰذَا مُغْتَسَلٌ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ. (پارہ۲۳/سورہ ص/آیت ۴۲)

اللہ کا حکم ہے کہ اے ایوب! اپنے پیر کو زمین کے اوپر مارو، اپنے پیر کو زمین کے ساتھ رگڑو، ﴿اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ﴾ اپنے پیر کو زمین کے ساتھ رگڑو، اللہ کا حکم ہے، چناں چہ حضرتِ ایوب علیہ السلام تو بالکل کمزور تھے، پورے بدن میں بالکل کمزوری تھی، لیکن

جبرئیلِ امین نے آ کر کے اللہ کا حکم سنایا، تو انہوں نے بہت ہمت کر کے دھیمے دھیمے اپنے پیر کو زمین پر رگڑنا اور گھسنا شروع کیا، جیسے ہی اپنے پیر کو زمین پر رگڑا اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے وہاں پر پانی کا ایک چشمہ جاری کر دیا، قدرتی پانی نکل آیا، بس وہ پانی اللہ تعالیٰ کی طرف سے نکلا، جبرئیلِ امین نے حکم دیا ایوب! اٹھو! اور اس پانی میں نہاؤ، غسل کرلو، اس پانی کو ہم نے تمہارے لیے شفا کا ذریعہ بنایا ہے، حضرتِ ایوب علیہ السلام ہمت کر کے اٹھے، اور اس پانی میں غسل کیا، جیسے ہی اس پانی میں غسل کیا پورے بدن میں سے پھوڑے پھنسیاں جو کچھ تھا تمام کا تمام ختم ہوگیا، اور اللہ کی قدرت! بدن پہلے سے بھی زیادہ تندرست اور اچھا ہوگیا، سبحان اللہ! جو اللہ بیماری دیتے ہیں، وہ اللہ اپنے فضل و کرم سے شفا بھی عطا فرماتے ہیں، بڑی سے بڑی بیماری میں بھی انسان ہمت نہ ہارے، اللہ سے دعا کرے، اللہ تعالیٰ بڑے شفا دینے والے ہیں، غسل کیا، بدن تندرست ہوگیا، پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا کہ ایوب! دوسری مرتبہ اپنے پیر کو زمین پر مارو، حضرتِ ایوب علیہ السلام نے دوسری جگہ پر اپنے پیر کو مارا، تو وہاں سے پانی کا ایک دوسرا چشمہ نکل آیا، اللہ تعالیٰ کا حکم تھا کہ اس پانی میں سے پینا شروع کرو، چناں چہ حضرتِ ایوب علیہ الصلاۃ والسلام نے اس دوسرے چشمے میں سے پانی پیا تو اس پانی کے پینے کی برکت سے بدن میں جتنی بھی تکلیف تھی، وہ تمام تکلیف دور ہوگئی، اور اچانک جوان، تندرست، پوری طاقت والے ہوگئے اور پہلے سے بھی زیادہ اچھے ہوگئے، اللہ پاک کی قدرت! اس چشمہ میں اللہ نے طاقت رکھی تھی۔

هٰذَا مُغۡتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ. (پارہ ۲۳/سورۂ ص/آیت ۴۲)

یہ ٹھنڈے پانی سے غسل کرنا، اور دوسرے چشمے کے پانی میں سے تم کو پینا

ہے، حضرتِ جبرئیلِ امین واپس گئے اور جنت میں سے ایک جوڑا کپڑا لائے، اور ایک جوڑا کپڑا لا کر کے حضرتِ ایوب علیہ السلام کو پہنا دیا، جنتی کپڑے بدن پر اور بدن تندرست، پہلے سے زیادہ اچھا اور بالکل اچھے ہو کر کے ایک جگہ ایک طرف میں بیٹھ گئے، جب بیٹھ گئے، بیوی جہاں کام کرنے کے لیے گئی ہوئی تھی اپنے وقت پر کام پورا کر کے آئی، جلدی جلدی کہ پتہ نہیں میرے شوہر کا کیا حال ہے؟ وہ تو اسی فکر میں کہ جا کر کے مجھے روٹی کھلانی ہے، اور اپنے شوہر کو کھلانا، پلانا اور استنجاء کرانا ہے، وہ جلدی جلدی آئی، آ کر کے جہاں کوڑا ڈالتے ہیں وہاں دیکھتی ہے تو شوہر نہیں ہے، ایک دور جگہ کی طرف دیکھا کہ ایک تندرست آدمی بیٹھا ہے، وہ پہچان نہ سکی اپنے شوہر کو، تو ادھر اُدھر دیکھنے لگی، کہاں ہے میرے شوہر؟ وہ عورت پریشان کہ کوئی جنگلی جانور آیا اور میرے بیمار اور کمزور شوہر کو کھا گیا اور اٹھا کر کے لے گیا، تو وہ عورت رونے لگی اور اِدھر اُدھر ڈھونڈھنے لگی، پریشان پریشان ہوگئی۔

حضرت لیا حضرت ایوب علیہ السلام کو صحت کے بعد نہ پہنچان سکی

میری دینی بہنو! سوچنے کا مقام ہے، اس عورت نے اپنے دل میں یہ نہیں سوچا کہ بیمار تھا گیا تو اچھا ہوگیا، سر پر سے ٹینشن دور ہوگیا، اس عورت نے ایسا نہیں سوچا۔ بلکہ فکر میں، پریشانی میں رونے لگی اور روتے روتے ادھر اُدھر تلاش کرنے لگی کہ میرے شوہر کہاں گئے؟ کوئی جانور اٹھا گیا، کوئی ان کو کھا گیا اور اس بیوی کے دل میں یہ آیا کہ جو تندرست آدمی یہاں بیٹھا ہے میں اس کو پوچھوں؛ چناں چہ اس آدمی کے پاس حضرتِ لیا گئی اور جا کر کے پوچھنے لگی: ارے بھائی! اللہ کا واسطہ دے کر تم کو کہتی ہوں، یہاں ایک بیمار آدمی تھا، ایک کمزور آدمی پڑے تھے، تم نے دیکھا ان کو وہ کہاں گئے؟ تو وہ آدمی تو خود حضرتِ ایوب علیہ السلام

تھے، کہنے لگے، او میری پیاری بیوی لیا! تم مجھے نہیں پہچانتی، میں تمہارا شوہر ایوب ہوں، میں ہی تمہارا شوہر ہوں، حضرتِ لیا اور رونے لگی اور رو کے کہنے لگی: ارے اللہ کے بندے! تم مجھ سے مذاق کرتے ہو، میرے شوہر تو بالکل کمزور تھے، ان کے پورے بدن میں بیماری تھی اور تم تو کوئی تندرست اچھے آدمی ہو، جلدی سے بتلا دو، میرے شوہر کہاں ہے؟ وہ رونے لگی خوب رونے لگی اور کہنے لگی: میرے ساتھ مذاق مت کرو، جلدی بتاؤ، میرے شوہر کہاں ہے؟ حضرتِ ایوب علیہ السلام نے یقین دلایا کہ اللہ کی بندی میں ہی تمہارا شوہر ہوں، اور پھر پوری بات سنائی کہ اللہ کے فرشتے جبرئیلِ امین آئے، انہوں نے مجھے حکم دیا، اللہ کا حکم آیا، میں نے پیر زمین پر مارے، پانی کے دو چشمے نکلے، ایک چشمے سے میں نے غسل کیا، اللہ نے میرے بدن کو تندرست کر دیا، دوسرے چشمے سے میں نے پیا، میں طاقت والا ہو گیا، اللہ نے میرے لیے جنتی لباس بھیجے، میں اس کو پہن کر کے بیٹھا ہوں۔ اے اللہ کی بندی! خوش ہو جا، اللہ تعالیٰ نے میرے پر بڑا کرم کیا ہے، بہت بڑا اللہ نے احسان کیا اور مجھے تندرست اور اچھا بنا دیا اور اللہ تم کو جزائے خیر دے کہ تم نے میری ۱۸ ربرس تک بہت بڑی خدمت کی، جب پچھلی پرانی باتیں سنائیں تو حضرت لیا کو یقین ہوا کہ یہی میرے شوہر ہے، اللہ کے نبی حضرتِ ایوب علیہ الصلاۃ والسلام دونوں میاں بی بی نے اللہ کا شکر ادا کیا، اللہ تعالیٰ نے صبر پر اتنی بڑی نعمت سے نوازا کہ اتنے برس گزرنے کے بعد پھر سے حضرتِ ایوب علیہ السلام کو تندرستی عطا فرمائی۔

اللہ تعالیٰ کا حضرت ایوب علیہ السلام کو غیب سے روزی دینا

اب رہا یہ سوال کہ کیا کھائیں گے، مال تو سب چلا گیا، دولت تو سب ختم ہو گئی،

بخاری شریف کی حدیث میں عجیب مضمون آیا ہے، حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتِ ایوب علیہ الصلاۃ والسلام غسل کرنے کے لیے بیٹھے، آپ کے بدن پر کوئی کپڑا نہیں تھا، ایک تنہائی میں آپ غسل کر رہے تھے، اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے جہاں آپ غسل کر رہے تھے چھوٹی چھوٹی ٹڈیاں بھیجی (ٹڈی: چھوٹی چھوٹی ٹڈیاں ہوتی ہیں) یہ ہوا کے میں اڑتی رہتی ہے، ایسی چھوٹی چھوٹی ٹڈیاں جو سونے کی تھیں، گولڈ کی بنی ہوئی تھیں وہ ہوا میں اڑ اڑ کے آئیں اور جہاں حضرت ایوب علیہ السلام، غسل کر رہے تھے، وہاں آ کر کے وہ سونے کی چھوٹی چھوٹی ٹڈیاں گرنے لگیں، اللہ کی قدرت! اللہ کیسے غیب سے روزی عطا فرماتے ہیں۔ حضرت ایوب علیہ الصلاۃ والسلام غسل پورا کر کے جلدی جلدی وہ سونے کی ٹڈیاں جمع کرنے لگے، اکٹھا کرنے لگے اور اس کو اپنے پاس اپنی تھیلی میں بھرنے لگے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز آئی اے ایوب! یاایوب ألم أكن اغنيتك عما ترىٰ، اے ایوب! کیا میں نے تم کو اس چیز سے بے نیاز نہیں کر رکھا، حضرتِ ایوب علیہ السلام نے جواب میں فرمایا، عرض کیا: اے اللہ! تیری بزرگی کی تیری بڑائی کی قسم! لیکن تُو جو مجھے برکت دیوے، اس برکت سے کون بے نیاز ہوسکتا ہے، اللہ کی برکت تو جو ملے وہ تو لے لینی چاہیے، اے اللہ! یہ چھوٹی چھوٹی ٹڈیاں سونے کی تو میرے لیے بھیج رہا میں اس کو جمع کر رہا ہوں، یہ تیری نعمت ہے، تیری دی ہوئی دولت ہے، یہ تو مجھے ضرور چاہیے، چناں چہ انہوں نے ٹڈیوں کو جمع کرلیا، یہ بھی اللہ تعالیٰ کی نوازش ہوئی۔

دو کھیت میں برکت

ایک اور روایت میں آیا ہے کہ حضرتِ ایوب علیہ السلام کے دو کھیت تھے، جب

تندرستی آئی تو اللہ تعالیٰ نے دو بادل بھیجے، ایک بادل ان کے کھیت پر پہنچا، جس کھیت میں پہلے گندم یعنی گیہوں ہوتے تھے، گیہوں کی کھیتی ہوتی تھی، اس بیماری کے زمانے میں کون کھیتی کرتا، ایک بادل اس گیہوں کے کھیت پر پہنچا اور اس نے آسمان پر سے سونے کی بارش برسائی، سونا برسنے لگا، اور دوسرا کھیت جس میں جَو کی کھیتی ہوتی تھی، اس جَو کھیتی کو بھی اس بیماری کے زمانے میں کوئی دیکھ بھال کرنے والا نہیں تھا، تو اب اس جَو کے کھیت پر بھی دوسرا بادل آیا اور اس بادل نے بھی آ کر کے اس کھیت پر سونا برسایا، دونوں کھیت میں سونے کی بارش ہوئی، اور سونا دونوں کھیت میں جمع ہوگیا، اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے پھر سے حضرتِ ایوب علیہ الصلاۃ والسلام کو دولت اور مالداری سے مالامال فرمادیا۔

اولاد بھی واپس مل گئی

میری دینی بہنو! صبر کرے، اللہ پر بھروسہ کرے اور شکر کے ساتھ زندگی گزارے، اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے پھر سے دولت عطا فرمائی، پھر سے تندرستی اور جوانی عطا فرمادی، اور جو اولاد ختم ہوگئی تھیں، خود قرآن میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو دوبارہ اولاد عطا فرمائی، پوتے عطا فرمائے۔ بعض روایتوں سے تو عجیب بات معلوم ہوتی ہے کہ جو بیٹے بیٹیوں کا انتقال ہوگیا تھا اللہ تعالیٰ نے ان کو دوبارہ زندہ فرمادیا، اور بعض روایتوں میں ہے کہ تندرستی کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کو دوسرے لڑکے لڑکیاں عطا فرمائے۔ پوتے، نواسے اتنے ہوگئے کہ پھر سے اللہ نے ان کے گھر کو آباد کردیا، اللہ نے تمام نعمتیں دے دیں، بیماری تھی تندرستی آگئی، مال ختم ہوگیا تھا پھر سے اللہ نے مالدار بنادیا، سونا چاندی پھر سے اللہ تعالیٰ نے خوب عطا فرمادیا اور پھر سے اللہ تعالیٰ نے ان کو مالدار بنادیا۔

﴿قسم کیسے پوری ہوئی؟﴾

جب سب نعمت مل گئی حضرتِ ایوب علیہ السلام کو اپنی قسم یاد آئی کہ میں نے تو بیماری کے زمانے میں قسم کھائی تھی کہ میں تم کو سو چپاٹے ماروں گا، اب کیا کروں، اے میری بیوی! تم نے اتنی خدمت کی ہے کہ تم کو مارنے کی ہمت نہیں ہوتی، لیکن کیا کروں اللہ کے نام سے قسم کھائی تھی؛ اس لیے قسم کو پورا کرنا بھی ضروری، سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ نے کیسی مدد فرمائی، وہ بیوی تو تیار ہے مار کھانے کے واسطے کہ آپ نے اللہ کے نام کی قسم کھائی ہے تو پوری کرو، اللہ کے نام کی قسم کو توڑا نہیں جا سکتا، پوری کرلو، لیکن حضرتِ ایوب علیہ السلام کی تو ہمت نہیں ہوتی کہ جس بیوی نے اتنی خدمت کی اس کو میں کیسے ماروں؟ سبحان اللہ! اللہ کی مدد آئی، اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا:

وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِهِ وَلَا تَحْنَثْ إِنَّا وَجَدْنَاهُ صَابِرًا نِعْمَ الْعَبْدُ إِنَّهُ أَوَّابٌ

اللہ تعالیٰ نے کتنی اچھی بات قرآن میں فرمائی: کہا ایوب! قسم بھی پوری کرو، قسم بھی نہ ٹوٹے اور تمہاری بیوی کو کوئی زیادہ تکلیف بھی نہ ہو، کہا: تو ایک جھاڑو لے لو، جھاڑو میں کیا ہوتا ہے؟ پتلی پتلی چھوٹی چھوٹی، باریک باریک گھاس کے تنکے ہوتے ہیں، پتلے پتلے سو گھاس کے تنکے لے لو، اس کو ہاتھ میں پکڑو، تم نے قسم یہی کھائی تھی کہ سو چپاٹے ماروں گا، کہا: سو پتلے پتلے گھاس کے تنکے ہاتھ میں لے لو، اور سو تنکوں کو ہاتھ میں لے کر کے اپنی بیوی کے بدن پر ایک مرتبہ ماردو، تو اس سے سو چپاٹے بھی ہو جائیں گے، بیوی کو کوئی تکلیف بھی نہیں ہوگی اور تمہاری قسم بھی اللہ کے یہاں پوری ہو جائے گی۔ سبحان اللہ! اللہ نے کتنا پیارا

راستہ بتایا، حضرتِ ایوب علیہ السلام نے سو پتلی پتلی تیلیاں لیں، بالکل باریک باریک جیسے کہ بچھانے کی یہ چٹائی ہوتی ہے، اس چٹائی میں کیسی پتلی پتلی تیلیاں ہوتی ہیں ایسی پتلی پتلی سو تیلی لی اور اللہ کے نام پر اپنی قسم کو پورا کرنے کے واسطے حضرتِ ایوب علیہ السلام نے ایک مرتبہ اس سے مار دیا، جس سے بیوی کو تکلیف بھی نہیں پہنچی اور آپ کی قسم جو اللہ کے نام سے کھائی تھی وہ قسم بھی آپ کی پوری ہوگئی۔

عورت میں کیسی صفات ہونی چاہیے

میری دینی بہنو! حضرتِ لیا کے حوالے سے یہ پورا واقعہ میں نے آپ کو اس نیت سے سنایا کہ ایک عورت کی زندگی کے کیسی صفات ہونی چاہیے، کہ اپنے شوہر پر حالات آجاوے، اپنے شوہر کو دکھ اور پریشانی آجاوے، گھر میں کچھ الجھن آجاوے، تو بیوی ایسی ہو کہ وہ دوسروں کو کہتی نہ پھرے، لوگوں کے سامنے اپنے گھر کے دکھڑے نہ سناوے، اپنے ماں باپ کو بھی جا کر کے اپنے دکھڑے نہ سناوے، بلکہ اپنے شوہر کی وفادار بن کے رہے، بیماری میں بھی اپنے شوہر کی خدمت کرے، دکھ کے دنوں میں بھی اپنے شوہر کی وفادار بن کے رہے، جو عورت ایسی صفات والی ہوگی، اللہ ان صفات کی برکت سے اس عورت کو بھی نوازیں گے، اور انشاء اللہ اس کے پورے خاندان اور گھرانے کو بھی نوازیں گے، اللہ ہماری تمام دینی بہنوں کو ایسی توفیق اور سعادت عطا فرمائے، یہ صفات اپنی زندگی میں لے کر کے جاؤ، گھر کی بات گھر میں ہو، گھر کے دکھ کی بات باہر نہ ہو، شوہر پر کچھ حالات ہوں اس میں بھی وفادار بن کے رہے، اور خوشی خوشی مسکراتے ہوئے اپنے شوہر کو دکھ کے دنوں میں مدد کرنے والی بنے تو انشاء اللہ! اللہ تعالیٰ بہت جلدی اچھے دن دکھائیں گے، اللہ تعالیٰ بُرے

دنوں سے ہماری حفاظت فرمائے۔

کل جو آپ کو ایک دعا بتلائی تھی، وہ دعا ہمیشہ مانگتی رہو کہ اللہ تعالیٰ برے دن کبھی نہ لاوے، اللهم إني أسئلک العافية ودوام العافية والشكر علي العافية، اللہ سے ہمیشہ عافیت مانگنے کی، لیکن اگر تکلیف آجاوے تو حضرت ایوب علیہ السلام کی یہ دعا: ﴿رب أني مسني الضر وأنت أرحم الراحمين﴾ اے اللہ! مجھے تکلیف پہنچی، تو بہت بڑا رحم کرنے والا خدا ہے، اللہ کے سامنے دعائیں مانگے، انشاء اللہ اللہ تعالیٰ تکلیف کو دور فرمادیں گے، درود شریف پڑھ لو۔

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام علىٰ سيدنا ومولانا محمد وعلىٰ آله وأصحابه أجمعين .

يا أرحم الراحمين يا أرحم الراحمين يا أرحم الراحمين اے اللہ! تو ہم سب کے گناہوں کو معاف فرمادے، اللہ! یہ پندرہویں صدی کی تیری کمزور امت ہے، ہم امتحان وآزمائش کے قابل نہیں ہیں، تُو تیرے کرم سے عافیت کا معاملہ فرمادے، پریشانیوں سے مصیبتوں سے برے دنوں سے برے حالات سے تو ہم سب کی حفاظت فرما لے، اے اللہ! عزت عافیت برکت والی زندگی عطا فرما، اے اللہ! ہمارے گھروں کے اندر پاکیزہ ماحول زندہ فرما، اے اللہ! اگر کوئی تکلیف آئے تو صبر کی توفیق عطا فرما، اور زندگی میں شکر گزاری عطا فرما، اے اللہ! گھروں میں سکون وچین عطا فرما، شوہروں کو بیویوں کے حقوق کی ادائیگی کی توفیق عطا فرما، اور بیویوں کو شوہروں کے حقوق کی ادائیگی کی توفیق عطا فرما، جوڑ ومحبت والی وفاداری والی، حقوق کی ادائیگی والی، پاکیزہ زندگی نصیب فرما، اے اللہ!

یہ آخری عشرہ رمضان کا اس سال کا چل رہا ہے، اے اللہ! یہ جہنم سے چھٹکارے کا عشرہ ہے، تُو تیرے بے شمار بندے اور بندیوں کو جہنم سے نجات دے رہا ہے، اے اللہ! ہمیں بھی جہنم سے چھٹکارا عطا فرما، مغفرت کے فیصلے فرما، تیرے فضل سے جنت الفردوس عطا فرما، اور عید کا چاند نکلنے سے پہلے مغفرت فرما دے، اے اللہ! پوری دنیا کے مسلمانوں کے حال پر رحم فرما دے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جتنی خیر مانگیں ہمیں اور پوری امت کو عطا فرما، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن شرور سے پناہ چاہیں ہماری اور پوری امت کی حفاظت فرما۔

وصلى الله النبي الكريم وعلىٰ اٰله وصحبه أجمعين، سبحان ربك رب العزة عما يصفون وسلام على المرسلين والحمد لله رب العالمين.